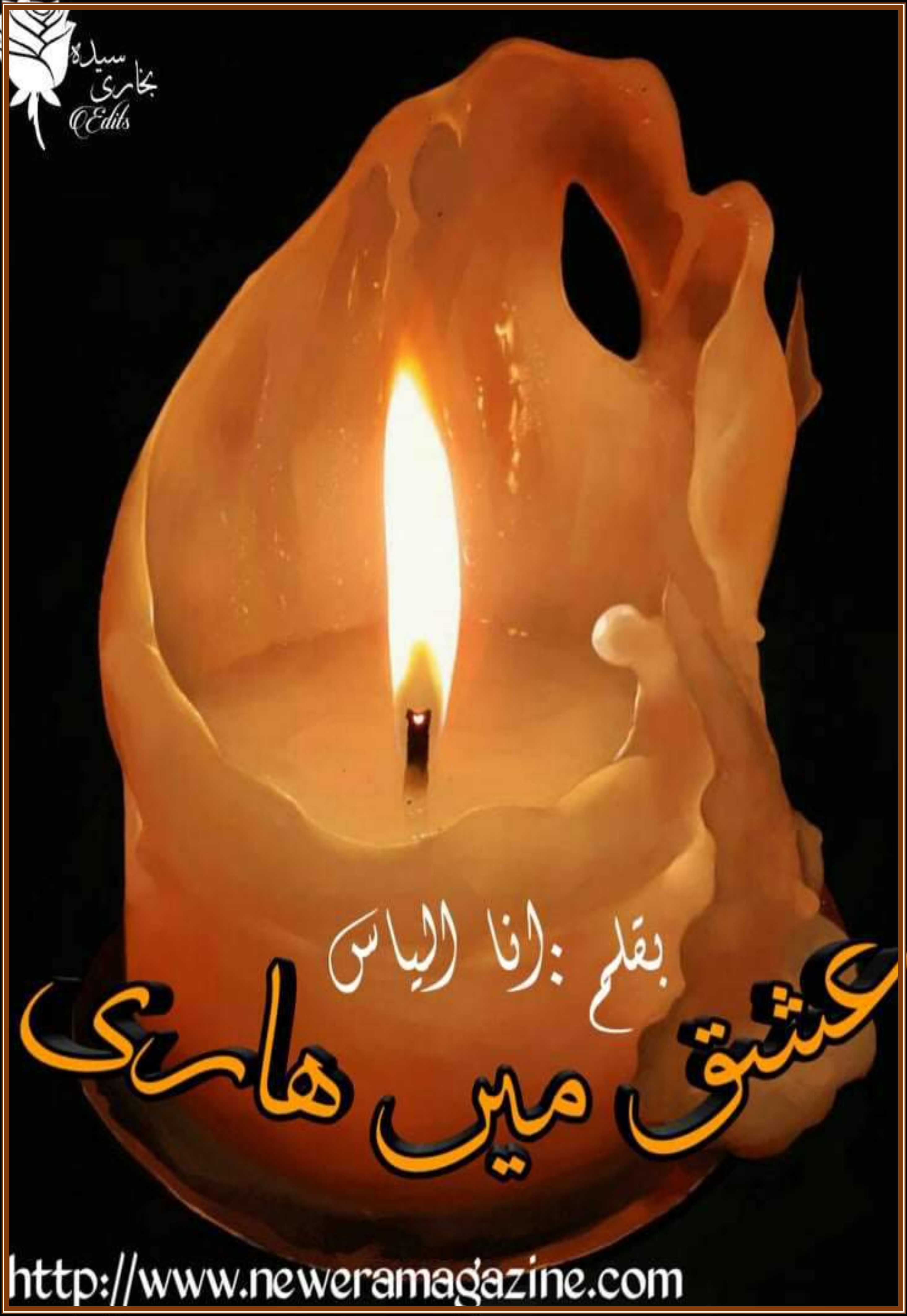
سیدہ بخاری Edits
بقلم: انا الیاس
عشق میں ہاری
http://www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق میں ہاری

ازانا الیاس

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوا یرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوا یرا میگزین

☆☆☆☆☆

"ارے تم تو انٹرویو کے لیئے گئی تھیں اتنی جلدی آ بھی گئیں" ابھی آدھا گھنٹا تو ہوا تھا اسے گھر سے نکلے ہوئے کہ اتنی جلدی وہ واپس بھی آ گئی۔

رفیعہ نے ابھی ہانڈی بنانی شروع ہی کی تھی کہ مطیبہ واپس بھی آ گئی۔

"ہم جیسوں کی قسمت میں انٹرویو بھی نہیں ہیں" وہ تلخی سے بولتی ہوئی صحن میں رکھی چارپائی پر بیٹھی۔ غصے سے جوتی اتار کر سامنے دیوار پر ماری۔

"ہائے ہائے یہ کیا ہو گیا ہے۔۔ یہ کیا طریقہ ہے" رفیعہ اسکا غصہ دیکھ کر حیرت سے چلائیں۔

"یہی طریقہ ہے میرے پاس۔۔ اس۔۔۔ اس منحوس جوتے کی وجہ سے میں آج انٹرویو کے لیئے نہیں جا سکی۔ ابھی بس اسٹینڈ تک پہنچی ہی تھی کہ یہ عین سڑک پر دغا دے گئی۔ اب اس ٹوٹی جوتی کے ساتھ میں انٹرویو دینے سے رہی۔ بڑی مشکل سے اسے گھسیٹ گھسیٹ کر گھر واپس آئی ہوں۔ انٹرویو کا ٹائم بھی نکل چکا ہے۔" وہ سر پر ہاتھ رکھے اپنی روداد سنا رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں بیٹے۔ اس طرح دل برا نہیں کرتے" رفیعہ اسکے پاس بیٹھ کر پیار سے اسکا کندھا سہلاتے ہوئے بولیں۔

"رہنے دیں امی۔۔ یہ خود کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ بس مجھے اندازہ ہو گیا ہے ہماری

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قسمت ایسی ہی رہنی ہے۔ کبھی خوشحالی کی ہم نے شکل نہیں دیکھنی، ہم ایسے ہی غربت میں مر جائیں گے" وہ مایوس کن لہجے میں بولی۔

"بہت بری بات ہے بیٹا میں تمہیں کتنی مرتبہ سمجھاؤں کہ ایسی کفر کی باتیں منہ سے نہیں نکالتے اللہ ناراض ہوتا ہے" وہ زچ ہو کر بولیں۔

"امی اللہ نے ہم سے ناراض ہی رہنا ہے" وہ مسلسل خود اذیتی سے بھرپور باتیں کر رہی تھی۔

"مطیبہ تجھ سے بات کرنے سے بہتر ہے بندہ خاموش ہی رہے۔۔ خود بھی ایسی باتیں کر کے گناہگار ہوتی ہے اور مجھے بھی کرتی ہے" بالآخر رفیعہ اسکی باتوں سے گھبرا کر وہاں سے اٹھ گئیں۔ جانتی تھیں وہ اپنے دل کا غبار ایسی ہی باتوں سے نکالتی تھی۔

مگر وہ مزید وہاں بیٹھے رہ کر گناہگار نہیں ہو سکتی تھیں۔

غربت نے ان کی بیٹی کو تلخ بنا دیا تھا۔ حالانکہ انہوں نے پوری کوشش کی تھی کہ وہ اسکی ہر خواہش پوری کر سکیں مگر شوہر کی بے توجہی۔ شراب اور نشے کی عادتوں نے اسے تو اس قابل نہ چھوڑا کہ چار پیسے کما کر بیوی اور بیٹی کے ہاتھ پر رکھتا۔

مگر رفیعہ نے سلائی کڑھائی کر کے اتنا ضرور کیا کہ مطیبہ کو پڑھا لکھا دیا۔

میٹرک کے بعد مطیبہ نے شام میں کوچنگ سنٹر میں ٹیوشن کر کے اپنی گریجویشن

تک کا خرچہ اٹھایا۔اس کے بعد کالج کو تو خیر آباد کہہ دیا۔ایک قریبی سکول میں ٹیچنگ کر کے پرائیوٹ ماسٹرز کیا۔

دونوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح محلے کے بچے گھر میں ٹیوشن پڑھنے آجائیں مگر فائق کی جوئے اور شراب کی عادتوں کی وجہ سے کوئی محلے کا بندہ ان کے گھر اپنے بچوں کو بھیجنے کو تیار نہ ہوتا۔

کبھی کبھار وہ اپنے گندے دوستوں کو گھر لے آتا اس لمحے رفیعہ مطیبہ کو ایک کمرے میں بند رہنے کا حکم دیتیں۔اور خود جیسے تیسے مہمان نوازی کرتی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فائق بیوی کی تو نہ سنتا لہذا رفیعہ نے محلے میں موجود طارق صاحب سے درخواست کی کہ فائق کو منع کریں کہ اپنے گھر اپنے بدکار دوستوں کو مت لائے۔

فائق طارق صاحب کی پھر بھی سن لیتا تھا۔

ان کے کہنے کے بعد وہ پھر دوبارہ اپنے دوستوں کو نہیں لایا۔

اسے تو احساس ہی نہیں تھا کہ گھر میں جوان بیٹی ہے مگر رفیعہ کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتی تھیں۔

رفیعہ کے اپنے تو والدین حیات نہیں تھے۔بس ایک بھائی تھا جو بہت سال پہلے دوبئی ایسا گیا کہ اس نے پلٹ کر خبر نہ لی۔فائق کے گھر والوں میں بھی ایک بڑا بھائی اور بہن

تھے جو فائق کی شادی کرواکر گویا گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب

ہوگ ئے۔ماں باپ اس کے تھے نہیں ان کے بعد ہی وہ ایسا بری کمپنی میں پڑا کہ بھائ

بہن کے منع کرنے کے باوجود نہیں ہٹا۔

انہوں نے شادی کرواکر گویا ذمہ داری پوری کی اور پھر بھائ کو اسکے حال پر چھوڑ کر

چلے گ ئے۔

یہ شکر تھا کہ باپ کی جائداد میں سے ٹوٹا پھوٹا ہی صحیح ایک مکان بھائ کو دے دیا تھا۔

سر چھپانے کی جگہ بھی نہ ہوتی تو رفیعہ اپنی بیٹی کو لے کر کہاں جاتیں۔اور کرائے کیسے

پورے کرتیں۔

شروع شروع میں رفیعہ نے بہت کوشش کی کہ فائق کسی طرح ان غلیظ کاموں سے

دور رہے۔مگر رفیعہ کے منع کرنے پر وہ اسے دھنک کرر کھ دیتا۔

لہذا اس نے بھی آہستہ آہستہ چپ سادھ لی۔

بس اب اسکی زندگی کا مقصد بیٹی کو کسی مقام پر دیکھنا تھا۔

مگر قسمت کی ستم ظریفی مطیبہ نے اس آس میں سکول کی نوکری چھوڑی کہ اب

ماسٹرز کرلیا ہے تو کسی اچھی جگہ جاب ملے گی مگر جیسے ہی اس نے مارکیٹ میں قدم رکھ

اندازہ ہوا یہاں تو پی ایچ ڈی والے رل رہے ہیں تو وہ اپنے پرائیوٹ ماسٹرز کے ساتھ کیا

تیر مارلے گی۔

واپس اسی سکول میں جانا چاہا تو انہوں نے اسکی جگہ فل ہونے کی خبر سنائی مطیبہ بالکل مایوس ہو چکی تھی۔

"جاب کا کیا بنا" اگلے دن حریم کے بلانے پر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس سے ملنے چلی گئی۔

اس وقت دونوں کے ایف سی کے ہال میں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

حریم اسکے بچپن کی دوست تھی۔اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔مگر وہ اپنے اور مطیبہ کی دوستی کے بیچ کبھی اپنی کلاس کو نہیں لائی۔

بہت بار اس نے گریجویشن کر کے اسکے یونیورسٹی کے خرچے اٹھانے کا ارادہ کیا مگر مطیبہ کی خودداری ہمیشہ آڑے آئی۔

"کیا بننا ہے یار ہم جیسے صرف ٹھوکریں کھانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں" وہ چپس ادھر سے ادھر کرتی تلخی سے بولی۔

"مطیبہ ایسے نہیں کہتے یار۔بابا نے کتنی بار تمہیں کہا ہے کہ وہ تمہاری کہیں جاب کروا دیتے ہیں لیکن تم ہو کہ مانتی ہی نہیں۔" وہ بے چارگی سے بولی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے سفارش کے بل بوتے پر کچھ نہیں کرنا۔ میں یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی میری قابلیت دیکھے اور پرکھے بنا مجھے پیسے دے۔ مجھے ایسا پیسہ حلال نہیں حرام لگتا ہے۔ میری ماں نے ساری زندگی مجھے حرام سے دور رکھا۔ اور میں صرف ایک قسمت کے ہیر پھیر سے گھبرا کر حرام کی جانب چل دوں۔ نہیں حریم میں ایسا نہیں کر سکتی"

مطیبہ نے آج ہر بات اس پر واضح کر دی۔ اور غلط بھی نہیں تھا۔ ہمارے معاشرے میں لوگ اپنی قابلیت کی بجائے دوسروں کے نام پر نوکریاں کرتے ہیں۔ چاہے وہ اسکے اہل ہوں یا نہیں۔ اسی لئے تو ہر جگہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

"تو کب تک تم خوار ہو گی" حریم نے کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرتے کہا۔

"جب تک قسمت خوار کرتی رہے گی۔" وہ سر جھکائے بے بسی سے بولی۔

"خیر تم یہ باتیں چھوڑو یہ بتاؤ شادی کی تیاری کہاں تک پہنچی" سر جھٹک کر وہ موضوع ہی بدل گئی۔

کچھ دیر اسکی شادی کی تیاری کا احوال سن کر اور دل پر مزید بوجھ لے کر وہ گھر لوٹی۔ ایک انٹرویو کے لئے جانا تھا مگر دل انکاری ہو گیا۔ لہذا واپس گھر ہی آ گئی۔ مگر وہ سی وی جو اسکے ہاتھ میں تھا وہ وہیں ٹیبل پر بھول آئی۔

اور قسمت کب کیسے آپکو صحیح سمت لے جائے یہ نہ ہمارے گمان میں ہے نہ ہم اسکے

بارے میں کبھی اندازے لگا سکتے ہیں۔

اللہ تو بس ہم سے بھول چوک کرواتا ہے اور وہ بھول چوک وہ ہمیں ہماری اصل منزل کی جانب لے جانے کے لئے کرواتا ہے۔

گھر آ کر مطیبہ کو یاد آیا کہ وہ سی وی جو وہ ساتھ لے کر گئی تھی وہ اب اسکے پاس نہیں۔

بیگ اچھی طرح کھنگالا مگر وہ ہوتا تو ملتا۔

پریشانی الگ لگ گی کہ اس میں اسکی ساری ضروری انفارمیشن تھی۔

سر پکڑ کر وہ کتنی ہی دیر بیٹھی رہی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رئید نے ایک کلائنٹ سے ملنا تھا۔ابھی اس سے ملنے میں وقت تھا اتنی دیر میں وہ اپنی پریزینٹیشن کو کمپیٹ کرنے کے لئے کے ایف سی چلا گیا تاکہ آرام سے بیٹھ کر ایک تو کام کر سکے اور پھر کچھ کھا پی بھی سکے۔

ابھی رات کو ہی دبئی سے ایک میٹنگ کر کے واپس آیا تھا۔

صبح جلدی اٹھ کر آفس پہنچ گیا۔آفس کے معاملات نبٹاتے اتنا وقت نہ ملا کہ ناشتہ کر سکتا۔صبح کی بس ایک کپ چائے پی تھی۔اس وقت پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔

ایک ٹیبل پر اپنا لیپ ٹاپ بیگ رکھا۔

پہلے برگر اور کولڈ ڈرنک لے کر آیا۔

لیپ ٹاپ آن کرتے ہی تیزی سے ہاتھ چلنے لگے۔

ساتھ ساتھ اہم پوائنٹس ایک پیپر پر بھی نوٹ کرتا جا رہا تھا۔

توجہ اس وقت بھٹکی جب اپنے سے اگلی ٹیبل پر بیٹھی ایک نسوانی آواز کا خودداری پر مبنی لیکچر کانوں میں پڑا۔

کچھ لمحوں کے لئے کام روک کر اس نے اس خوددار لڑکی کی پشت دیکھی۔ جو اپنی دوست کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی کہ سفارش پر ہونے والی نوکری اس کو کسی صورت نہیں کرنی۔

آج کے دور میں ایسی سوچ شاید ہی کسی کی ہو۔ اور اس لڑکی کی یہی سوچ رئید کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گئی۔

کام وہ ختم کر چکا تھا لہذا لیپ ٹاپ بند کر کے اب پوری توجہ ان دونوں پر مبذول کی۔

نام اسے معلوم ہو گیا مطیبہ۔ سامنے والی لڑکی نے دو تین بار اس کا نام لیا۔

اسکی سوچ کی طرح اسکا نام بھی خوبصورت تھا۔

باتوں سے وہ یہ بھی جان گیا کہ اسکی دوست کی چند دنوں بعد شادی تھی۔

جیسے ہی وہ اٹھیں۔رئید نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی۔جو بیگ اٹھا کر اب سامنے والی لڑکی کے برابر کھڑی تھی۔اس کا رخ مکمل طور پر اب رئید کی جانب تھا۔

وہ کوئی بہت پری چہرہ نہیں تھی۔عام سی گندمی رنگت والی مگر اعتماد اسے نمایاں بنا رہا تھا۔

خود کو چادر میں اوڑھے،عام سے کپڑے پہنے بھی وہ ایک شان سے ایسے چل رہی تھی جیسے کہیں کی ملکہ ہو۔

رئید کو اس کا یہ پر اعتماد انداز بے حد اچھا لگا۔

اپنی کلاس سے آپ بڑے چھوٹے نہیں ہو جاتے۔ہاں اپنے اخلاق اور اپنی صلاحیتوں سے آپ بڑے چھوٹے ہوتے ہیں۔

غربت گناہ نہیں جسے خود پر طاری کر کے آپ دوسروں سے خود کو کمتر محسوس کریں۔

رئید نے نظر ہٹا کر گھڑی پر ٹائم دیکھا۔جلدی سے باقی کا برگر ختم کر کے اپنی چیزیں سمیٹیں کہ نظر سامنے والی ٹیبل پر پڑے چند کاغذات پر پڑی۔

اسے یکدم خیال آیا کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک یہ چھوڑ گئی ہے۔

وہ اٹھ کر اس ٹیبل کے قریب آیا۔

ہاتھ بڑھا کر ٹیبل سے کاغذات اٹھائے۔

وہ تو کوئی سی وی تھا۔ جس پر جگمگاتا نام دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ اسی باوقار لڑکی کا ہے۔

اسکا انداز یاد کر کے وہ ہولے سے مسکرایا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ سی وی اپنے بیگ میں رکھا۔

اور خود بھی میٹنگ کے لئے نکل پڑا۔

"ناشتہ تو کرلو صحیح سے "رفیعہ نے اسے پراٹھے کے ایک دو لقمے زہر مار کرتے دیکھ کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس اماں اور دل نہیں کر رہا" چائے کہ آخری گھونٹ لیتے وہ جلدی سے بولی۔

آج پھر دو جگہ انٹرویو کے لئے جانا تھا۔

"پتہ نہیں کب تک واپسی ہو۔کچھ کھا پی لو صحیح سے بس کرائے کے پیسے لے کر جاتی ہو" وہ خفگی سے بولیں۔

دونوں اس وقت کچن میں پیڑوں پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھیں۔

"اماں جب اللہ غربت دیتا ہے نہ تو صبر بھی دے دیتا ہے۔ جتنا پیسہ آتا ہے ہوس بڑھ جاتی ہے۔بس دعا کرنا اللہ اتنا ہی دے کہ ضرورتیں پوری ہوں۔ ہوس میں نہ پڑوں"

نجانے آج صبح صبح وہ کیسے اتنی پر امید باتیں کر رہی تھی۔

رفیعہ نے خوشگوار حیرت سے اسے دیکھا۔

"اللہ بہتر کرے گا" انہوں نے محبت سے اسکے کندھے کو تھپتھاتے کہا۔

ابھی وہ آخری گھونٹ بھر رہی تھی کہ کمرے میں پڑا موبائل بولنے لگا۔

وہ تیزی سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھی۔

انجان نمبر دیکھ کر بھی اس نے نظر انداز نہیں کیا۔ ہو سکتا ہے کہیں سے کال آئی ہو یہی سوچ کر اٹھالیا۔

"السلام علیکم" مہذب انداز میں سلام کیا۔

"وعلیکم سلام۔ کیا میں مطیبہ سے بات کر سکتا ہوں" نہایت دھیما اور پر وقار لہجے میں کوئی مرد بولا

"جی میں مطیبہ ہی بول رہی ہوں" اس نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔

"میرا گڈز اینڈ سروسز کا بزنس ہے۔ ہمیں اپنے آفس کے لئے ایک محنتی اور ایماندار بندے کی ضرورت ہے جو ہماری سروسز کو سپر وائز کر سکے۔ آپ اگر بہتر سمجھیں تو آج انٹرویو کے لئے آجائیں" رئید نے بنا تمہید اصل بات کی۔

"کیا میں نے آپکی کمپنی میں سی وی ڈراپ کیا تھا" سی وی کا چونکہ اس نے کوئی نام

نہیں لیا اور نہ یہ کہا کہ 'آپ نے ہماری کمپنی کے لئے اپلائی کیا تھا'۔ سیدھا سیدھا اپنی کمپنی کا تعارف کروانے لگا۔ اسی لئے مطیبہ کو حیرت ہوئی۔

عموماوہ جہاں سی وی ڈراپ کرتی تھی انٹرویو کال جب آتی وہ یہی کہتے کہ 'آپ نے ہمارے یہاں اپلائی کیا تھا انٹرویو کے لئے فلاں دن اور فلاں وقت آجائیں' مگر یہاں تو ایسا کچھ نہ تھا۔

"جی آپ نے اپلائی تو نہیں کیا مگر مجھے آپکا سی وی کہیں سے ملا۔ اور وہ دیکھنے کے بعد آپ مجھے اس پوسٹ کے لئے بالکل مناسب لگیں۔ اسی لئے آپ کو کال کر دی" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ کیا لڑکی تھی اس بات سے غرض تھی کہ اپلائی کیا ہے یا نہیں۔

رئید مسکرائے بنا نہ رہ سکا۔

"لیکن" وہ ابھی بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"آپ کو میں اسی نمبر پر اپنے آفس کا ایڈریس سینڈ کرتا ہو۔ آپ انٹرویو کے لئے آئیں میں تفصیل آپ کو انٹرویو کے دوران بتاؤں گا۔ اور یقین رکھیں آپکی کسی نے سفارش نہیں کی۔ حتی کی آپکی بیسٹ فرینڈ نے بھی نہیں" مسکراہٹ روکتا وہ اسے مزید حیران کرتا فون بند کر چکا تھا۔ وہ کس بات کا حوالہ دے رہا تھا وہ سمجھتے ہوئے بھی سمجھ نہ پائی۔

فون کان سے ہٹاتے وہ مخمصے میں تھی کہ یہ کون ہو سکتا ہے؟

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسی لمحے موبائل کی ٹون پھر سے بجی۔

اسی کا میسج تھا۔آفس کا ایڈریس اور ٹائم لکھا تھا۔

ٹھیک دس بجے اسے وہاں پہنچنا تھا۔

اور اس وقت ساڑھے آٹھ کا وقت ہو چکا تھا۔

تیاری تو اس نے کوئی خاص نہیں کرنی تھی۔وہی جو چند جوڑے اسکے پاس تھے ان میں سے ایک گہرے نیلے رنگ کا سادہ سا شلوار کرتا پہن رکھا تھا۔اس پر ایک بڑی سی کالی کڑھائی والی چادر لے رکھی تھی۔بیگ پکڑ کر دروازے کی جانب بڑھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کشمکش میں تھی کہ ماں کو یہ سب واقعہ بتائے یا نہیں۔

پھر کچھ سوچ کر خاموش ہی رہی۔

گھر کے بیرونی دروازے سے نکلتے وقت اونچی آواز میں سلام کہتی دہلیز پار کر گئی۔

ابھی روٹ کی بس لینے میں بھی ٹائم لگنا تھا۔اسی لئے وہ پہلے ہی نکل کھڑی ہوئی۔

دل پریشان بھی تھا کہ نجانے کون بندہ ہے۔۔ صحیح انسان ہے بھی یا نہیں۔

دماغ مین تانے بانے بنتی۔ایک بس پکڑی۔

پھر ایک اور سٹاپ پر اتر کر زئید کے آفس پہنچنے کے لئے دوسری بس پکڑنی تھی۔

ٹھیک پونے دس بجے وہ اس عظیم الشان بلڈنگ کے پارکنگ ایریا مین پہنچی۔

باہر کھڑے گارڈ سے اندر کا راستہ پوچھا۔

اپنے خود اعتماد انداز میں وہ اندر کی جانب بڑھی۔

اندر پہنچ کر وہ ریسیپشن پہ موجود لڑکی کے پاس رکی۔

"جی میم کس سے ملنا ہے آپکو" وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"میرا انٹرویو تھا" مطیبہ نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

مطیبہ کی بات پر اس لڑکی نے سر سے پاؤں تک حیران نظروں سے اسے دیکھا۔

"آپ مطیبہ ہیں؟" اسے جیسے ابھی بھی یقین نہ آیا۔ کچھ دیر پہلے ہی باس نے اسے بتایا تھا کہ کوئی مطیبہ نام کی لڑکی آئے گی انٹرویو کے لئے اسے آفس بھیج دیا جائے۔

اب تک تو اس نے یہاں فیشن ایبل لڑکیاں ہی انٹرویو کے لئے آتے دیکھی تھیں۔ یہ دقیانوسی حلیے والی لڑکی دیکھ کر اس کا حیران ہونا بنتا تھا۔

مطیبہ نے کڑی نظروں سے اسے خود کو گھورتے دیکھا۔

"اوکے آپ ویٹ کریں" اس نے ایک جانب اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مطیبہ اس جانب بڑھ گئی۔

ریسیپشنسٹ نے انٹرکام پر باس کو میسج دیا۔

"جی سر وہ آگئی ہیں" اس نے دھیمی آواز میں کہا۔

"اوکے سر" سر ہلا کر اس نے فون بند کیا۔

"آپ یہاں سے تھرڈ فلور پر جائیں گی تو آگے سے ایک کاریڈور ہے اسکے اینڈ پر سر کا آفس ہے" اس نے شائستگی سے اسے گائیڈ کیا۔

"تھینکس" مطیبہ اس کا شکریہ ادا کرتی سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

لفٹ بھی تھی مگر اس نے سیڑھیوں سے جانا مناسب سمجھا۔

کچھ ہی دیر بعد تیسرے فلور پر پہنچ کر وہ اسکے آفس کے سامنے تھی۔

ناک کرنے سے پہلے اس نے اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالا۔امید تو تھی کہ اب کچھ بھی برا نہیں ہوگا۔

ہولے سے دروازہ ناک کیا۔

"کم ان" ایک گھمبیر آواز دروازے کے اس پار سے آئی۔

مطیبہ نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔

اسکی توقع کے برعکس وہ جو اس کمپنی کا باس تھا وہ نہایت کم عمر تھا۔

تیس کے لگ بھگ باس کی کرسی پر بیٹھا وہ شخص حقیقتا شاندار تھا یا پھر اسکی امیری نے اسے اتنا شاندار بنادیا تھا۔مطیبہ فیصلہ نہیں کر سکی۔

بلیک ڈریس کوٹ میں وائٹ کلر کی شرٹ پہنے اور اس پر ڈاٹس والی نیوی بلو ٹائی لگائے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھوری داڑھی اور ڈارک براؤن بالوں والا وہ خوش شکل نوجوان طمطراق سے باس کی کرسی پر براجمان تھا۔

نقوش کسی قدر تیکھے مگر گہری ہیزل آنکھیں جب مقابل پر پڑیں تو اسے کنفیوز کر کے رکھ دیں۔

مطیبہ جو کم ہی کسی سے گھبراتی تھی حقیقت میں اس بندے سے گھبرائی تھی۔

"پلیز کم ان میم" اسے وہیں جما دیکھ کر اس نے میٹھے لہجے میں کہا۔

اور اپنے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

مطیبہ میکانکی انداز میں بیگ پر گرفت مضبوط کرتی اسکی ٹیبل کے اس جانب رکھی دو کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔

نظر اٹھا کر ایک بار پھر اسے دیکھا جو لیپ ٹاپ پر کچھ کام وائنڈ اپ کر رہا تھا۔

دولت آجائے تو کیا وہ لوگوں کو اتنا ہی مصروف کر دیتی ہے کہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کے وقت برباد ہونے کا احساس نہیں رہتا۔

مطیبہ نے تلخی سے سوچا۔

"آئم رئیلی سوری آپ کو انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔بس یہ فائل ارجنٹ سینڈ کرنی ہے"

مطیبہ چونکی اس کی جانب دیکھے بنا وہ شخص اسکی سوچ پڑھ رہا تھا۔

اب مطیبہ نے اس پر نظر بھی ڈالنے سے احتراز کیا۔

"کوئی جن تو نہیں "مطیبہ نے چور نظر اس پر ڈال کر سوچا۔

"اوکے۔۔ میم۔۔ ناؤ کم ٹو ور ڈزیو۔انٹر وڈیوس یور سیلف پلیز"یکدم وہ مطیبہ کی جانب گھوما۔

اب اس کا پورے کا پورا رخ مطیبہ کی جانب تھا۔

مطیبہ نے اعتماد بحال کرتے اور اسکی نظروں میں دیکھنے سے اجتناب برتتے۔اپنا اکیڈمک ریکارڈ بتانا شروع کیا۔

اس دوران رئید کی کھوجتی نظریں اسکے چہرے سے ایک پل کو بھی نہیں ہٹیں۔شاید یہ سب وہ اس کا کانفیڈینس چیک کرنے کے لئے کر رہا تھا۔

مطیبہ کو ایسا ہی محسوس ہوا۔

"اوکے میم اگر برا نہ منائیں تو ایک پرسنل کوئسچن "اس نے مطیبہ سے اجازت مانگی۔

مطیبہ تو اسکے اخلاق پر حیران تھی۔اور کچھ دیر پہلے جو اسکے بارے میں مغرور ہونے کا سوچا تھا۔

وہ سوچ اب دم توڑ چکی تھی۔اس نے کئی جگہ انٹر ویو دیئے تھے مگر اتنی عزت سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یس پلیز سر "اس نے اجازت دی۔

"آپ کے گریجویئشن میں اتنے اچھے مارکس ہیں تو آپ نے ماسٹرز اکنامکس میں کیوں نہیں کیا اور ریگولر کیوں نہیں کیا۔ جبکہ بی اے میں آپکا میجر سبجیکٹ ہی اکنامکس ہے"
اسکی سی وی جو ٹیبل کے ایک جانب رکھی تھی وہ اٹھا کر دیکھتے اس نے حیرت سے پوچھا۔ جس پر مطیبہ کی سب ڈیٹیل موجود تھی۔

"اگر اتنے پیسے ہوتے کہ میں ریگولر کر سکتی تو جاب کے لئے دھکے نہ کھاتی "مطیبہ نے صاف گوئی سے کہا۔

اور یہ سچائی ہی رئید کو اس میں کلک کی تھی۔

"اب میں ایک کوئسچن کر سکتی ہوں "مطیبہ کے دماغ میں جو بات کب سے کلبلا رہی تھی آخر وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی کہ رئید کو اس کا سی وی کیسے ملا۔

اسکے سوالیہ انداز پر وہ مسکرایا جیسے سمجھ گیا ہو کہ وہ کیا پوچھنا چاہتی ہے۔

"آپ کل یہ سی وی کے ایف سی میں بھول گئیں تھیں۔ جہاں آپ اپنی فرینڈ کے ساتھ بیٹھی تھیں۔ میں نے آپکی چند باتیں سنیں۔ جس سے مجھے لگا کہ آپ کو جاب کی ضرورت ہے "رئید نے بھی جھوٹ کی بجائے سچائی سے کام لیتے کہا۔

"اوہ تو آپ نے ہمدردی کی وجہ سے مجھے آج بلایا ہے "وہ یکدم بدگمان ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیوں آپ کیا اندھی ہیں۔۔ بہری ہیں یا اپاہج" وہ رئید سے اتنے عجیب سوال کی امید نہیں کر رہی تھی۔

"کیا مطلب" الجھ کر پوچھا۔

"میں آفس چلاتا ہوں ٹرسٹ نہیں۔۔ایک بات" وہ اس وقت خطرناک حد تک سنجیدہ ہو چکا تھا۔کچھ دیر پہلے والی مسکراہٹ جس نے اسکے چہرے کا احاطہ کیا ہوا تھا اب مفقود تھی۔

"دوسری بات۔۔۔۔آپ میں بہت سی صلاحیتیں ہیں جن کا آپ کو خود اندازہ نہیں۔۔غربت میں رہنے والوں کا کانفیڈینس کبھی اتنا اچھا نہیں ہوتا کیونکہ وہ احساس کمتری کی وجہ سے کسی کے ساتھ اعتماد سے بات کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔اور آپ نے جس کانفیڈینس سے یہاں بیٹھ کر اپنا انٹروڈکشن دیا ہے وہ قابل تحسین ہے" وہ انگلی اٹھا کر اسکی جانب اشارہ کرتا اسے سراہ رہا تھا۔یہ اپنی نوعیت کا عجیب انٹرویو تھا جو آج مطیبہ دے رہی تھی۔

"تیسری اور سب سے اہم بات۔مجھے ایک ایسے بندے کی ضرورت تھی جو میری سروسز کو نہایت ایمانداری سے دیکھے۔اور آپ کی کل کی گفتگو کے بات مجھے لگا کہ آپ سے بہترین آپشن میرے پاس نہیں۔جو شخص نوکری اسی لئے نہ کرے کہ اس میں

سفارش کی آمیزش ہو۔ میرے نزدیک اس سے بڑی ایمانداری اور کوئی نہیں۔" پیپر ویٹ کو گھماتا چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے وہ مطیبہ کو ہر ہر زاویے سے جانچ رہا تھا۔

"میم آپ کو ایک بات بتاؤں۔ جب لوگ یہاں انٹرویو کے لئے آتے ہیں تو وہ خود پر بہت سے نقاب چڑھا کر خود کو بہت اچھا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ابھی جو میں نے سوال آپ سے کیا کہ آپ نے ایم اے پرائیوٹ کیوں کیا۔ تو کوئی بھی مجھے اتنی صاف گوئی سے یہ نہ بتاتا کہ اسکے حالات نے اسے اجازت نہیں دی۔ بلکہ وہ اپنی غربت کو بڑی آسانی سے چھپاتا۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ خیر ان سب باتوں کو بتانے کا صرف یہ مقصد تھا کہ آپ خود کو انڈر ایسٹیمیٹ نہ کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ میں نے کوئی ہمدردی کی ہے۔" آگے کو ہو کر ٹیبل پر کہنیاں رکھتے اس نے اپنی بات مکمل کی۔

"میں ابھی آپکو تھرٹی تھاؤزنڈ سیلری پیکج آفر کر رہا ہوں۔ تین ماہ کا پروبیشن ہے۔ اور اگر اس دوران آپ نے اچھی پرفارمنس دکھائی تو آپ کی سیلری تھرٹی فائیو ود پک اینڈ ڈراپ فری ہو جائے گی۔ اور اگر ان تین ماہ میں مجھے کوئی گڑبڑ نظر آئی تو اس پریئیڈ کے دوران ہی ہم آپ کو اللہ حافظ کہہ دیں گے" اب وہ پروفیشنل انداز میں اسے ساری ٹرمز اینڈ کنڈیشنز بتا رہا تھا۔

مطیبہ نے سر ہلایا۔

"اینی کوئشچن "رئید نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"آپ کو ٹیلی پیتھی آتی ہے "اتنے غیر متوقع سوال پر وہ قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکا۔

"لوگوں کے چہروں کو پڑھنے کے لئے ٹیلی پیتھی کا علم رکھنا ضروری نہیں۔جو لوگ چہرے پڑھ لیتے ہیں وہ نفع میں بھی رہتے ہیں اور نقصان میں بھی۔کیونکہ کچھ چہروں پر لکھی اپنے بارے میں تحریریں بہت تکلیف سے بھی دوچار کرتی ہیں۔خیر۔۔۔ تجربات انسان کو بہت کچھ سکھا دیتے ہیں آپ بھی جلد سیکھ جائیں گی۔۔۔بیسٹ آف لک۔

کل سے آپ ہمیں جوائن کریں گی۔اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر آپ باہر سے لاسٹ ٹیبل پر بیٹھے جواد صاحب سے لے سکتی ہیں۔ہیو آ گڈ ڈے "اپنی بات ختم کر کے اس نے پھر سے لیپ ٹاپ کھولا۔

"تھینک یو سر "وہ اپنی سیٹ سے اٹھتے ہوئے بولی۔

کہاں امید تھی کہ جاب بھی آج ہی مل جائے گی اور وہ بھی اتنے اچھے پے پیکج کے ساتھ۔

رئید کے آفس سے نکل کر اس نے جواد سے اپائنٹمنٹ لیٹر لیا اور اس شاندار آفس سے

باہر آ گئی۔

گھر آنے تک وہ رئید کی باتوں کے حصار میں تھی۔

کتنا عجیب شخص ہے خشک اور مہربان۔۔دونوں روپ ایک ساتھ۔۔

"

رات میں وہ اگلے دن کی تیاری کر رہی تھی کہ رفیعہ اسکے پاس آئیں۔

میری بات سن ابھی تیرا باپ پوچھے تو اسے اپنے پیسے نہ بتانا میں خود ہی کچھ کہہ کر"

ٹال دوں گی۔ مگر فی الحال یہ بات اس پر نہ کھلے تو بہتر ہے۔۔"وہ فرش پر کپڑا رکھے پاس

موجود سوئچ میں استری کا پلگ لگائے کپڑے استری کرنے میں مصروف تھی۔

جی اماں"وہ بس مختصر سا ہی جواب دے سکی"

میں کہتی تھی نا مطیبہ قسمت سے خفا نہیں ہوتے۔دیکھ اللہ نے ہماری باز و پکڑ ہی لی""

وہ ہاتھ اوپر کی جانب اٹھا کر بولیں۔ خوشی ان کے ہر ہر انداز سے ظاہر ہو رہی تھی۔

اماں جیسے ہی میری پہلی پے آئے گی آپ نے یہ سلائی کڑھائی بند کر دینی ہے۔""

پلگ نکالتے ہوئے وہ انہیں تنبیہ کرنا نہیں بھولی۔

"اچھا پورہنے دے۔ میں ان پیسوں سے تیرے جہیز کا۔۔"

افوہ اماں میں نے کبھی کوئی شادی وادی نہیں کرنی یہ بات آپ بھول جائیں۔"

ضروری نہیں ہوتا کہ بیٹے ہی ماں باپ کے ساتھ رہیں بیٹیاں بھی رہ سکتی ہیں۔ اسی لئے آپ شادی والی بات تو اپنے ذہن سے نکال دیں۔ ابھی مجھے بہت آگے تک جانا ہے۔"رفیعہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ بات کاٹ کر جھنجھلا کر بولی۔

تیری تو مت ہی الٹی ہے۔ میں کون سا کل ہی تیری شادی کر رہی ہوں" وہ منہ بنا کر بولیں۔

میں آپکو کہہ رہی ہوں کہ یہ خیال دل سے بالکل نکال دیں۔ ابھی تو جاب کر کے پیسے جمع کروں گی اور ابا کا علاج کرواؤں گی تاکہ یہ نشے کی عادت ان سے چھوٹے" ہاتھوں پر نظریں جمائے وہ اپنا ارادہ بتانے لگی۔

تیرے ابا کی یہ لت چھوٹنے والی نہیں "رفیعہ نے ہاتھ ایسے ہلایا جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو۔

کہاں مر گئی ہے تو" فائق کی چنگھاڑتی آواز آئی۔"

تم کرالو اس شخص کا علاج" وہاں سے اٹھتے ہوئے وہ پھر سے تلخی سے بولیں۔ مطیبہ " نے بس ایک بے بس نظر ماں کے چہرے پر ڈالی۔

توڑ پھوڑ کی آوازوں پر وہ اتنی بہادر سہم جاتی تھی۔

آنسو بے اختیار ہو کر گالوں پر پھسلے۔غربت انسان سہہ لیتا ہے مگر ماں یا باپ کی لاپرواہی نہیں سہہ سکتا۔

وہ ہمیشہ باپ کی پرواہ کرتی اور وہ اتنا ہی ان دونوں سے نالاں رہتا۔

اسکے نشہ کرنے کی وجہ سے رفیعہ مطیبہ کو باپ کے پاس زیادہ جانے نہیں دیتی تھیں۔

وہ تو فائق کی نشے کی حالت میں مار سہہ لیتی تھیں۔مگر اولاد کو پٹتا وہ نہیں دیکھ سکتی تھیں۔

اسی لئے جب وہ جنونی ہوا ہوتا۔وہ مطیبہ کو فائق کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی تھیں۔

اور نارمل حالت میں وہ کم کم ہی ہوتا تھا۔

گھر پر جب بھی آتا بس توڑ پھوڑ کرتا اور مغلظات بکتا۔

مطیبہ تو کبھی کبھی کانوں پر ہاتھ رکھ لیتی کہ اتنی گندی زبان سننے کی وہ متحمل نہیں ہو پاتی تھی۔

نگاہ اٹھا کر چھت کی جانب دیکھتے جیسے وہ اللہ سے مخاطب تھی۔

اگلے دن وہ آفس ٹائم سے پہنچ چکی تھی۔رئید ابھی آفس نہیں آیا تھا مگر جواد کو اس نے تاکید کی تھی کہ مطیبہ کو پورے اسٹاف سے متعارف کروائے اور اسے اسکی ڈیوٹیز کے بارے میں بھی بریف کردے۔

جواد مطیبہ کے آفس پہنچتے ہی رئید کے حکم نامے پر عمل کر رہا تھا۔

تمام اسٹاف اسے اوپر سے نیچے تک ضرور ایک مرتبہ دیکھتا جو سادے سے سوٹ میں بغیر کسی آرائش کے بڑے سے دوپٹے کو خود سے لپیٹے اعتماد سے کھڑی سب سے سلام دعا کر رہی تھی۔

اب تک اس آفس میں جتنی بھی لڑکیاں آئیں تھیں سب ایک سے ایک فیشن ایبل تھیں۔ان میں یہ نمونہ سب کو عجیب لگا تھا۔

مگر کسی میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں ہوئی۔رئید کی سخت طبیعت سے سبھی واقف تھے۔

گو کہ وہ اپنے سٹاف میں گھل مل کر رہتا تھا مگر جو فاصلہ وہ قائم رکھتا تھا اسے کوئی پھلانگنے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا۔

اپنے اصولوں میں وہ نہایت سخت تھا۔

گیارہ بجے کے قریب وہ آفس آیا تب تک مطیبہ اپنا کمپیوٹر اور سیٹ سنبھال چکی تھی۔

جواد اسے پچھلے مہینے کی چیزوں کا ریکارڈ دکھا چکا تھا۔اب اسے ان چیزوں کو ایکسل شیٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں انٹر کر کے دیکھنا تھا کہ کتنا اسٹاک کتنے کسٹمرز کو جا چکا ہے کتنا پینڈنگ ہے۔

رئید باہر کے ملکوں سے اور مختلف کمپنیوں سے آرڈر کئے جانے والے گارمنٹس، الیکٹرانک اور بے شمار چیزوں کو اپنی کمپنی کی مدد سے پاکستان میں موجود کسٹمرز کو ڈس پیچ کرتا تھا۔

مختلف کمپنیز سے لنک کر کے پاکستانیوں کو وہ مال اسپلائی کرتا تھا جو وہ آن لائن مختلف کمپنیون سے چیزیں خریدتے تھے۔ایک بہت بڑا نیٹ ورک اس کا پورے پاکستان میں چل رہا تھا۔

ان سب چیزوں کی یہاں ترسیلی کی رپورٹ کے لئے اس نے مطیبہ کو رکھا تھا۔کچھ عرصہ پہلے دو بندوں نے چیزوں کی غلط انٹری کر کے نہ صرف اسے نقصان پہنچایا تھا بلکہ اس کے کسٹمر بھی خراب کیئے تھے۔بات یہیں تک رہتی تو ٹھیک تھا۔

مگر ان دو لوگوں نے باہر کی کمپنیوں سے آنے والی چیزوں کی چوری بھی کی تھی۔اور یہ بات رئید کے لئے کسی طور قابل قبول نہیں تھی۔بھاری حرجانے کے ساتھ اس نے انہیں جیل کی بھی ہوا لگوائی تھی۔

لہذا اب اسے ایک ایماندار بندے کی ضرورت تھی اور مطیبہ سے بہتر اسے فی الحال کوئی اور اعتبار کے قابل نہیں لگا تھا۔

اس کا باہر کے ملکوں میں آنا جانا لگا رہتا تھا لھذا اسے ایسا بندہ چاہئیے تھا جو اسکی غیر

موجودگی میں بھی پوری دیانتداری سے اپنا کام انجام دے۔

آفس آتے ہی اس نے انٹر کام پر اپنی پی اے کو کہہ کر مطیبہ کو آفس بلوایا۔

ہیلو "جو ادا سے مختلف ایکسچینج نمبر بتا گیا تھا۔ "

فون پر ہونے والی بلنک دیکھتے ہی وہ سمجھ گی کہ یہ رئید کی پی اے کی کال ہے۔

سر آپ کو آفس بلا رہے ہیں "مریم بہت اچھے دل والی لڑکی تھی۔پہلے دن ہی اس "

نے مطیبہ کو بہت اچھے انداز میں ویلکم کیا۔باقی سب لڑکیوں نے اسے دیکھ کر ناک منہ

بنایا۔

اوکے "وہ مختصر سا اوکے کہہ کر سیٹ سے کھڑی ہوئی۔ "

فون رکھ کر اب اسکے قدم رئید کے روم کی جانب تھے۔مطیبہ کا رئید کے فلور پر ہی

ایک ڈیسک دیا گیا تھا۔

آہستہ سے دروازہ ناک کیا۔

کم ان کی آواز پر وہ اندر داخل ہوئی۔ "

خاموشی سے وہ اندر داخل ہوئی۔

کل کی طرح آج بھی رئید لیپ ٹاپ سامنے کھولے کچھ تیزی سے ٹائپ کر رہا تھا۔فائلز

کا پلندہ سامنے کھلا تھا۔

کان سے ریسیور لگائے کسی کو ہدایتیں دینے میں بھی مصروف تھا۔

اندر داخل ہوتی مطیبہ کو ایک نظر دیکھ کر ہاتھ سے سامنے رکھی کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ خاموشی سے ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئ۔

رئید نے سرسری نگاہ اس پر ڈال کر فون بند کیا۔

کیسی ہیں مس آپ؟"چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ سجائے وہ مدھم لہجے میں بولا۔"

ٹھیک سر"اس نے مختصر جواب دیا۔"

گہری سیاہ آنکھوں نے ہیزل آنکھوں کی جانب دیکھنے سے انکار کیا۔

اسکا ادھر ادھر دیکھ کر بات کرنا نجانے کیوں رئید کو عجیب مگر دلکش منظر لگا۔

کوئ ایشو تو نہیں ہوا۔۔۔کوئ بھی مسئلہ ہو آپ بلا جھجھک مجھ سے اکر پوچھ سکتی ہیں۔"

اور اگر میں ناہوں تو جواد سے ہیلپ لے سکتی ہیں"رئید نے کھلے دل سے آفر کی۔

جی سر ضرور۔۔"مطیبہ نے ایک نگاہ غلط اسکی جانب ڈال کر فوراہٹالی۔ "

اوکے ناؤ یو کین کیری آن یور ورک"اسے واپس اپنی سیٹ پر جانے کا کہتے وہ ایک "فائل کی جانب متوجہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھینکس سر" ہولے سے کہہ کر وہ تیزی سے آفس سے باہر آئی۔"

عجیب اندر تک کھوجتی اور کھوجتی نظریں تھیں رئید کی۔

مطیبہ کو بے حد الجھن ہوتی تھی۔ کم کم ہی وہ اسکی جانب دیکھتی تھی۔

بہت دھیرے دھیرے وہ اس ماحول میں ایڈ جسٹ ہو رہی تھی۔ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتی کہ کام کو صحیح سے سیکھے اور سمجھے اور اس میں وہ کسی حد تک کامیاب بھی تھی۔

دن بھر کی رپورٹ اسے جواد کو دینی ہوتی تھی۔ رئید کے ساتھ اس کا ڈائریکٹ کوئی واسطہ نہیں تھا۔

اسی لئے شروع کے چند دن کے بعد اس کا رئید سے آمنا سامنا بھی نہیں ہوا تھا۔

وہ اپنے کام میں مگن رہنے والوں میں سے تھی۔

ہاں مریم ایک واحد بندی تھی جس سے وہ کافی حد تک فرینک ہو چکی تھی۔

ماں کے کہنے پر اس نے باپ کو ابھی تک ہوا نہیں لگنے دی تھی کہ وہ کہیں جاب کرتی تھی۔

ویسے بھی جس وقت وہ صبح آفس کے لئے نکلتی فائق نیند میں دھت ہوتا۔ اور جب وہ

شام میں واپس گھر آتی تب وہ گھر پر نہیں ہوتا تھا۔

اس دن وہ قسمت سے صبح کے وقت ہی اٹھ گیا۔

باہر آیا۔مطیبہ ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔

اس نے سر سے پیر تک بیٹی کو چادر میں لپٹا ہوا دیکھا۔قریب ہی رکھے پرس پر بھی نظر پڑی۔

رفیعہ روٹی بنانے میں مصروف تھیں۔وہ فائق کی کچن میں آمد سے بے خبر تھیں۔

کہاں جا رہی ہے تو"وہ یکدم مطیبہ پر غرایا جو قدموں کی آہٹ پر گردن موڑے باپ" کو کچن کے دروازے پر ایستادہ دیکھ چکی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لال انگارہ آنکھیں مطیبہ پر جمائے وہ اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

مطیبہ نے نظر اٹھا کر ماں کو دیکھا۔

ایک سکول میں جاب لگی ہے اسکی۔"رفیعہ نے گردن موڑ کر شوہر کو ایک نظر دیکھا" اور بات سنبھالی۔

کون سے سکول"جاب کا سن کر فائق کی رال ٹپکنے لگی۔ "

ہے کوئی۔۔تجھے اس سے کیا۔۔چل بیٹا تو جا جلدی"رفیعہ نے اسے منظر سے ہٹانا" چاہا۔

ارے بات تو کرنے دے دو گھڑی۔۔اپنی بیٹی سے "وہ پینترا بدل گیا۔ "

جاب کا سنتے ہی پیسے اسکی آنکھوں کے سامنے ناچنے لگے۔

اس کا اپنا کاروبار نہیں کہ جب مرضی جائے۔چند ہزار کی نوکری کر رہی ہے۔ٹائم کی "

" پابندی کرنی پڑتی ہے

رفیعہ نے اس کا دھیان اپنی باتوں کی جانب لگایا۔

مطیبہ کی بھوک پیاس باپ کے پاس سے آتی شراب کی بدبو نے ختم کر دی تھی۔

تیزی سے وہ اٹھی۔

کتنے پہ رکھا ہے تجھے "فائق دروازے سے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔ "

اباوہ "باپ کے سوال پر وہ گڑ بڑائی۔ "

جتنے پر بھی رکھا ہے۔تیری عیاشی کے لئے میں اسکا ایک پیسہ برباد نہیں کر سکتی""

رفیعہ غصے سے اٹھ کر ان کی جانب آئی۔

ہٹ آگے سے "غصے سے فائق کو ہٹایا۔ "

تو اولاد نے ماں باپ کو نہیں دینا تو اور کس کو دینا ہے۔یا کوئی عاشق پال رکھے ہیں""

فائق کے منہ سے مغلظات جاری ہو چکی تھیں۔

مطیبہ نے اسکے منہ سے نکلنے والے لفظوں کی تکلیف محسوس کرتے آنکھیں میچ لیں۔

کیا کوئی باپ اپنی بیٹی پر ایسے الزام لگا سکتا ہے۔ مگر وہ باپ بنا ہی کب تھا جو اس رشتے کے تقاضے اور اہمیت محسوس کرتا۔

میں کہہ رہی ہوں۔ اپنی بکواس بند کر لے۔۔ شرم نہیں آتی بیٹی کو ایسی گھٹیا بات کہتے "رفیعہ نے افسوس سے اسے دیکھ کر وارننگ دی۔

ہاں تو پیسہ کہاں لے کر جانا ہے اس نے "دونوں کا محاذ شروع ہو چکا تھا۔ مطیبہ " خاموشی سے گھر سے نکل آئی۔

تمام دن ذہن منتشر رہا۔

حالانکہ اس دن اس نے دو دن کی چھٹی لینی تھی کیونکہ حریم کی شادی آرہی تھی۔

اور وہ چاہتی تھی کہ مطیبہ اسکے ہر فنکشن میں نہ صرف اسکے ساتھ ہو بلکہ مہندی اور بارات میں وہ اسکے گھر ہی پر ہو۔

صبح کی ہونے والی ٹینشن کے باعث وہ بمشکل اپنا کام کر پا رہی تھی۔

لنچ ٹائم کے دوران حریم کا فون آگیا۔

تم نے بات کی ہے باس سے چھٹی کی "حریم نے چھوٹتے ہی پوچھا۔ "

اوہ یار بھول گئی "وہ سر پر ہاتھ مار کر بولی۔ "

میری شادی کا دن بھی اب بھول جانا "وہ تپ کر بولی۔ "

ارے نہیں یار۔۔بس صبح صبح ابا اور اماں کی لڑائی ہو گئی۔اسی لئے پریشان تھی"مطیبہ " نے ادھر ادھر دیکھ کر اسے اصل مسئلہ بتایا۔

کیوں کیا ہوا؟"وہ یکدم پریشان ہوئی۔ "

مطیبہ اس وقت آفس کے کیفے ٹیریا میں تھی۔کچھ اور کولیگ تھے مگر وہ کافی فاصلے پر بیٹھے تھے۔

اس نے صبح کی تمام روداد اسے کہہ سنائی۔

یار حد ہے ویسے "حریم افسوس کے سوا اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس یار۔۔۔خیر میں ابھی لنچ کے بعد سر سے بات کرتی ہوں "اس نے حریم کو تسلی " دلائی۔

ٹھیک ہے "فون بند کرتے ہی مطیبہ نے گھڑی پر وقت دیکھا۔ "

لنچ بریک ختم ہو چکی تھی۔

وہ اپنے کیبن کی جانب آنے کی بجائے مریم کے پاس آئی۔

کیا ہوا "مریم اسے اپنی ٹیبل کے پاس رکتے دیکھ کر سوالیہ انداز میں بولی۔"

یار مجھے چھٹی چاہئیے دو دن کی "اس نے اپنا مسئلہ بتایا۔ "

ہاں تو سر سے بات کر لو "مریم نے اسے مزے سے مشورہ دیا۔"

سر کچھ کہیں گے تو نہیں" وہ انگلیاں مروڑ کے بولی۔"

ارے نہیں بے وقوف انہوں نے کیا کہنا ہے۔ تم اپنے زیادہ تر آرڈرز ان دنوں وائنڈ" اپ کر جاؤ اور جو باقی کے آئیں گے وہ سر جو اد دیکھ لیں گے" مریم کی بات پر اس نے ہولے سے سر ہلایا۔

مگر پانچ بجے تک کچھ نہ کچھ آرڈرز رہ جاتے ہیں" اس نے ایک اور مشورہ پیش کیا۔"

تو میری جان لیٹ سیٹنگز کر لو" مریم نے مسکراتے ہوئے اسے مشورہ دیا۔ "

ہاں یہ ٹھیک ہے" مریم کی بات دل کو لگی۔"

چلو جاؤ اب" مریم نے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔ "

وہ عموما لوگوں سے گھبراتی نہیں تھی لیکن نجانے کیوں انٹرویو کے بعد سے اسے رئید سے عجیب طرح کی جھجھک محسوس ہوتی تھی۔

اسکے دیکھنے کا انداز تھا یا کچھ اور۔۔ وہ گھبرا جاتی تھی۔ اسی لئے اسکی کوشش ہوتی تھی کہ کم سے کم اس سے سامنا ہو۔

دروازہ ناک کر کے رئید کی اجازت ملتے ہی وہ اندر داخل ہوئی جو سینڈوچ کھانے میں مصروف تھا۔

اوہ سوری سر۔۔ آپ پلیز لنچ کریں میں ٹھہر کر آجاؤں گی" اسے کھاتا دیکھ کر وہ یکدم"

شرمندہ ہوئی۔اس بات پر حیران بھی ہوئی کہ اپنے کھانے کی پرواہ کیئے بغیر وہ آفس

کے لوگوں کا کتنا خیال رکھتا ہے۔

اٹس اوکے پلیز آجائیں۔آپکے ساتھ شاید پہلی بار ہے۔مگر میں اگر کھانے میں بھی "

بزی ہوں تو اپنے ورکرز کو مخل ہونے کی پوری اجازت دیتا ہوں۔"سینڈوچ سامنے

پڑی پلیٹ میں رکھتے ہوئے وہ مسکراتے لہجے میں بولا۔

خیر آپ بتائیں "اسکی شرمندگی دور کرنے کو اس نے بات بدل دی۔ "

وہ سر مجھے دو دن کی چھٹی چاہیئے۔میں لیٹ سیٹنگز کرکے جو نئے آرڈرز آئے ہیں "

انہیں مکمل کرلوں گی "اپنا مسئلہ بتاتے اس نے جلدی سے حل بھی بیان کیا۔

رئید اسکی جلدی پر چونکا پھر مسکرایا۔

چھٹی چاہیئے کس لئے "مسکراہٹ روکتے سنجیدہ ہوا۔ "

سر وہ میری فرینڈ کی شادی ہے۔وہ جو اس دن میرے ساتھ تھی "مطیبہ نے اسے یاد "

دلایا۔

تو وہ کیا کسی اور شہر میں رہتی ہیں "رئید نے سوال کیا۔ "

نہیں سر مگر مجھے اسکے گھر رہنا ہے۔اور پھر آپ کو پتہ ہے نا کہ شادی کے ہنگاموں "

میں دیر سویر ہو جاتی ہے۔آفس نہ آسکی تو یہ بات زیادہ غلط ہو گی۔اسی لئے چھٹی مانگ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہی ہوں" وہ کھڑے کھڑے ہی سب بتا رہی تھی۔

ٹھیک ہے۔آپ جواد کو انفارم کر دیں" رئید آسانی سے مان گیا۔"

تھینک یو سر" صبح والی پریشانی کافی حد تک ختم بھی ہو گئی تھی اور چھٹی ملنے کی خوشی"
میں وہ بھول بھی چکی تھی۔

نو پرابلم" رئید کے کہتے ہی وہ آفس سے باہر نکلی۔ "

حریم کو فون ملا کر چھٹی کا بتایا۔

شام کے بعد اب رات اپنے پر پھیلا چکی تھی۔رئید نے لیپ ٹاپ بند کر کے تھکی ہوئی گردن کو دائیں بائیں جھلا کر خود کو ریلیکس کرنا چاہا۔

چیزیں سمیٹ کر وہ اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا۔اسے معلوم تھا سب ورکرز جا چکے ہوں گے۔روزانہ وہ سب کے جانے کے بعد جاتا تھا۔بابا دبئی میں تھے یہاں وہ اکیلا تھا اسی لئے گھر پر کسی کے انتظار والا کوئی معاملہ نہیں تھا۔نہ اسے جلدی جانے کی ٹینشن ہوتی تھی۔

لیپ ٹاپ بیگ میں رکھ کر وہ کمرے سے باہر نکلا۔

چلتے چلتے اسکے کان کھڑے ہوئے

سیدھے ہاتھ پر بنے کیبن سے ٹائپنگ کی آواز آئی وہ حیران ہوتا کیبن کے پاس آیا۔

مطیبہ کام میں مصروف نظر آئی۔

رئید حیران ہوا۔

یہ اس وقت کیا کر رہی ہے "آگے بڑھ کر اسکے کیبن کی دیوار پر ناک کیا۔ "

مطیبہ دائیں جانب مڑ کر کام کرنے میں منہمک تھی۔

چاروں جانب خاموشی تھی۔اسے پتہ نہیں تھا کہ رئید ابھی تک نہیں گیا۔

ناک کی آواز پر نہ صرف وہ بری طرح ڈری بلکہ چیخ مار کر کرسی سے کھڑی بھی ہو گئی۔

رئید اس سے اتنے شدید ردعمل کی توقع نہیں کر رہا تھا۔

وہ کھسیا گیا۔

سر آپ "دل پر ہاتھ رکھے دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو ہموار کرنے کی سعی کرنے" لگی۔

آئم سوری مجھے نہیں پتہ تھا کہ مجھ سے کوئی یوں ڈر بھی سکتا ہے" کھسیاہٹ کی جگہ " اب شریر سی مسکراہٹ نے لے لی تھی۔

اسکی آنکھوں میں چھپی شرارت کو نظر انداز کرتے مطیبہ نظریں پھیر گئی۔

ویسے آپ آج اتنی دیر تک یہاں کیوں بیٹھی ہیں "رئید نے بات بدلتے اسکے اب "

تک آفس میں موجودگی کی وجہ پوچھی۔

سر آپ سے کل چھٹی لی تھی نا اب جو آرڈرز ہیں انہیں مکمل کرکے جاؤں گی "مطیبہ"
نے نظریں لیپ ٹاپ کی جانب کرتے اسے جواب دیا۔

مائی گاڈ آپ اس وجہ سے اتنی دیر تک یہاں بیٹھی ہیں "رئید اسکے جواب پر ششدر"
رہ گیا۔وہ تو سمجھا تھا کہ وہ صرف چھٹی کی خوشی میں یہ بات کہہ رہی ہے۔

آپ کو بتایا تو تھا "وہ اسکی حیرانگی پر حیران ہوئی۔ "

دو دن کی چھٹی سے کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہو جاتا۔مگر آپ کا یوں یہاں اتنی دیر بیٹھنا "
ٹھیک
نہیں ہے۔آپ کو رپورٹ فائنلائز کرنی تھی تو آپ لیپ ٹاپ گھر لے جاتیں۔کل آپ
بالکل بھی اتنی دیر تک نہیں رکیں گی۔چیزیں پیک کریں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا
ہوں "اسے تنبیہہ کرتے کرتے وہ ہتھیلی پر سرسوں جمانے والے انداز میں بولا۔

لیکن سر۔۔آپ بھی تو اتنی دیر تک یہاں ہیں نا "وہ الجھ کر اس سے جرح کرنے لگی۔ "

مرد کے دیر تک باہر رہنے اور عورت کے دیر تک باہر رہنے میں فرق ہوتا ہے۔آپ"
بس چیزیں سمیٹیں "اسے چیزوں کی جانب متوجہ کرتے وہ قطعیت بھرے لہجے میں
بولا۔

مطیبہ نے خاموشی سے سب سمیٹا۔لیپ ٹاپ اور ہینڈ بیگ اٹھایا۔

" سر میں چلی جاؤں گی"مطیبہ نے اسے وہیں جمے دیکھ کر کہا۔

"نہیں اتنی رات میں آپ اکیلی نہیں جائیں گی"رات کے بڑھتے سائے دیکھ کر وہ سنجیدگی سے بولا۔

مطیبہ تذبذب کا شکار تھی۔

" سر آپ کو آؤٹ آف داوے پڑے گا"وہ لاچار انداز اپنا کر بولی۔

"وہ میرا مسئلہ ہے۔میرے آفس میں کام کرنے والے ورکرز میری ذمہ داری ہیں۔ اور اگر کوئی میرے آفس کی وجہ سے یہاں رک رہا ہے تو اسکا خیال رکھنا میری ذمہ داری ہے۔آپ نے میرے لئے کام کیا میں اسکا بدلہ چکا رہا ہوں۔آپ پر کوئی احسان نہیں کر رہا"اسکی خوددار طبیعت کے باعث وہ آخری جملہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اس یقین کے ساتھ کہ اب وہ اسکے پیچھے آئے گی ہی۔

اور وہی ہوا۔وہ خاموشی سے چل پڑی۔ صحیح تو کہا تھا اس نے کام کے عوض ہی وہ اسے یہ ڈراپ دے رہا ہے۔ورنہ اسے اپنے ورکرز سے کیا سروکار۔

مطیبہ خاموشی سے اسکے ساتھ لفٹ اور پھر پارکنگ میں موجود اسکی گاڑی میں بیٹھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چکی تھی۔

اگر آپ پیچھے بیٹھنا چاہئیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں "رئید نے ایک بار پھر اسکے"

چہرے پر رقم تحریر پڑھ لی تھی۔

\وہ شکریہ کہتی پیچھے بیٹھ گئی۔

رئید نے مطیبہ کی جانب کا دروازہ بند ہوتے ساتھ ہی گاڑی سٹارٹ کر کے مین روڈ پر

دوڑانی شروع کی۔

آپ نے مجھے گائیڈ کرتے جانا ہے کیونکہ میں او بر یا کریم کا ڈرائیور نہیں اور نہ ہی آپ"

نے کوئی لوکیشن میرے موبائل میں بھیجی ہے "چند منٹ اسے خاموش دیکھ کر رئید

کو اسے احساس دلانا پڑا کہ وہ اسکے گھر کے راستوں سے ناواقف ہے۔

اوہ سوری سر۔ یہ سامنے والے چوک سے آپ سیدھ ہاتھ موڑلی جئیے گا "مطیبہ کو"

واقعی ذہن میں نہیں رہا تھا کہ رئید تو اسکے گھر کے راستوں سے انجان ہے۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں تھی۔ یہ اہم بات اسکے ذہن سے نکل چکی تھی۔

اٹس اوکے "رئید نے اسے شرمندہ ہونے سے بچایا۔"

آپکے فادر کیا کرتے ہیں"رئید نے گاڑی اسکی مطلوبہ سمت میں موڑتے ہوئے کہا۔ "

کچھ نہیں "رئید کے سوال پر ایک تاریک سایہ اسکے چہرے پر لہرایا۔"

جن بیٹیوں کے باپ کچھ کرتے ہوں انہیں یوں در در کی ٹھوکریں نہیں کھانا پڑتیں"

اس نے دل میں سوچا مگر اسکی سوچ سے محسوس ہونے والی تکلیف رئید نے بیک ویو مرر سے جھانکتے اسکے چہرے پر باآسانی پڑھ لی۔

اسکے بعد رئید نے اس سے کوئی سوال نہ کیا۔

گھر کے قریب گاڑی پہنچ چکی تھی مگر گلی اتنی تنگ تھی کہ رئید کی گاڑی اس میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

سر آپ بس مجھے یہیں اتار دیں یہ الٹے ہاتھ پر گلی ہے۔آپکی گاڑی اس میں نہیں " جائے گی"اس نے صاف گوئی سے کہا۔

اسکے لہجے میں اپنی حیثیت کو لے کے کوئی شرمندگی یا شرمساری نہیں تھی بہت سادہ سا لہجہ تھا۔

رئید کو اسکی یہ حقیقت پسندی بے حد اچھی لگتی تھی۔

اوکے۔۔آپ چلیں میں آپکو گھر تک چھوڑ آتا ہوں"رئید گاڑی روک کر انجن بند " کرتے ہوئے دراوزہ کھول کر اترنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر پلیز اس سے زیادہ احسان کی میں متحمل نہیں۔ آپ نے اتنا کیا اسکے لئے بھی بہت شکریہ۔ ویسے بھی گلی میں داخل ہوتے سیدھے ہاتھ پر پانچواں گھر میرا ہے اور مجھے اکثر اس وقت گھر سے نکلنے اور گھر آنے کی عادت ہے۔" مطیبہ نے اسے سہولت سے منع کیا۔ اسکا خوددار لہجہ ایسا قطعیت بھرا ہوتا تھا کہ اگلے کو اسکی بات ماننے پر مجبور کر دیتا تھا۔

آر یو شیور" رئید کو ابھی بھی اسے یوں بھیجنا عجیب لگ رہا تھا۔ "

یس سر۔ تھینک یو۔۔ اللہ حافظ" اس سے پہلے کہ رئید بات کو طول دے کر اسے " قائل کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ تیزی سے جیسے اپنا فیصلہ سناتی گاڑی کا دروازہ کھول کر نکل گئ۔

اپنے گھر کی جانب جاتے اسے کوئ شرمندگی نہیں تھی کہ اسکے باس نے اسکا تنگ اور کسی قدر پسماندہ علاقہ دیکھ لیا ہے۔

اگر میں اتنی ہی امیر ہوتی تو شاید آج سر میرے ملازم ہوتے' اپنی ہی سوچ پر اسے ' ہنسی آئ۔

گھر میں داخل ہونے سے پہلے اس نے یوں ہی مڑ کر گلی کے آخر میں دیکھا جہاں رئیڈ کی گاڑی ابھی بھی موجود تھی۔ اسکے گھر میں داخل ہوتے ہی اسے رئید کی گاڑی

سٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

رئید کے بارے میں مغرور ہونے کا جو ایک خاکہ اس نے پہلے دن بنایا تھا آج وہ ہوا میں مکمل طور پر تحلیل ہو چکا تھا۔

یار میں بری تو نہیں لگ رہی" حریم نے ایک ہی سوال کوئی دسویں بار پوچھا۔ "

دلہن بنی ڈیپ ریڈ اور گرے کلر کے لہنگے میں سر پر دوپٹہ خوبصورتی سے سیٹ کیئے وہ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔ مگر اسے تسلی نہیں ہو رہی تھی کہ اچھی لگ رہی ہے کہ نہیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج حریم کی بارات تھی۔ مہندی ایک دن پہلے بخیر و خوبی ہو گئی تھی۔ مطیبہ کو نہ صرف حریم نے بلکہ اسکے گھر والوں نے بھی ہر کام میں آگے آگے رکھا تھا۔

وہ توسب کی محبتیں دیکھ کر حیران ہونے سے زیادہ شرمندہ ہوئے جا رہی تھی۔

بہت بری لگ رہی ہو۔ اتنی بری کہ مجھے بھی خوف آ رہا ہے" مطیبہ اسکے سوال پر چڑ" کر اسے آنکھیں نکالتے ہوئے غصے سے بولی۔

اب یقین ہو گیا ہے کہ میں بہت اچھی لگ رہی ہوں" حریم اسکے چڑنے پر مسکراتے" ہوئے اسے اور چڑانے لگی۔ گرے اور لائٹ پنک میکسی میں مطیبہ ہلکا سا میک اپ

کیئیے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

یہ ڈریس حریم نے زبردستی اسے گفٹ کیا تھا۔اور اسکے بے حد اصرار پر مطیبہ کو پہننا ہی پڑا۔

پہلی بار اس نے ہلکا سا بھی میک اپ کیا تھا۔جہاں کھانے کے لالے پڑے ہوں وہاں ایسی چیزیں لگژری ہی تصور ہوتی ہیں۔اور مطیبہ یہ لگژری افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں فوٹو گرافر وہاں آچکا تھا۔

مطیبہ بیٹا باہر آؤ۔ تمہیں کچھ فرینڈز سے ملوانا ہے"ابھی شوٹ شروع ہوا تھا کہ حریم" کی امی اپنی خوبصورت سی فون کلر کی ساڑھی کا پلو سنبھالتی برائیڈل روم میں آکر مطیبہ سے مخاطب ہوئیں۔

جی آنٹی"وہ بھی اعتماد سے چلتی انکے ساتھ باہر آگئی۔ "

کل سے اب تک وہ نجانے کس کس سے اسے ملوا رہی تھیں۔حریم کی کوئی اور بہن نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح مطیبہ نے اسکی بہن ہونے کا ثبوت دیا تھا۔شاید یہ بات اسکے گھر والوں کے دلوں میں گھر کر گئی تھی۔

مطیبہ بہت سے لوگوں سے ملتی ملاتی ہال میں موجود اکو یریم کے قریب کھڑی ہو گئی۔

اتنی بڑی بڑی مچھلیوں کو اتنے قریب سے دیکھنے کا اتفاق پہلی بار ہوا تھا۔اسے خبر ہی نہ

ہوئی۔ کہ اکویریم کے دوسری جانب کھڑا کوئی اسے حیرت سے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔ جیسے پہچان رہا ہو کہ یہ وہی لڑکی ہے جو اسکے آفس میں وہی چند سوٹ پہن کر آتی ہے۔ جس کے ڈیزائن بھی شاید اب رئید کو یاد ہو چکے ہیں۔اور چادر تو اسکی ایک ہی ہوتی ہے اسکن سی۔

اپنا شک دور کرنے کے لئے وہ ایکویریم کے اس جانب آیا جہاں مطیبہ کھڑی تھی۔

وہ بہت معمولی شکل وصورت رکھ کر بھی پتہ نہیں اسے اس لمحے بے حد خاص لگی۔

کیا سب کو لگ رہی تھی؟ اس بات سے وہ انجان تھا وہ تو بس دل پر ہونے والی واردات کو دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا۔

ہمم "اس نے گلا کھنکھار کر گویا مطیبہ کی محویت توڑی۔ "

اس نے چونک کر بائیں جانب دیکھا۔رئید کو دیکھ کر حیرت اسکی آنکھوں میں در آئی۔

سر آپ "حیرت کو الفاظ دیئے۔ "

"جی۔۔تو آپ ان دوست کی شادی میں آئی ہیں؟"

جی مگر آپ یہاں کیسے "اس نے دوبارہ پوچھا۔ "

دولہا کا بھائی میرا بہت اچھا دوست ہے تو بس اسکے اصرار پر آیا ہوں "رئید نے اپنی "

وہاں موجودگی کی وجہ بتائی۔

اوہ اچھا۔۔کل آپ نہیں آئے "مطیبہ نے ایک اور سوال کیا۔ "

کل میں انوائیٹڈ نہیں تھا "رئید نے ہولے سے مسکراتے سچ بتایا۔ "

اوہ اچھا "مطیبہ کے چہرے سے حیرت مفقود ہوئی۔ "

نظریں پھر سے ادھر ادھر دوڑا رہی تھی۔

جبکہ رئید نے بھی نظروں کی بے اختیاری پر قابو پا لیا تھا۔

ایکسکیوزمی سر "کچھ سمجھ نہ آیا تو وہاں کھڑا رہنا اسے اچھا نہیں لگا۔ایکسکیوز کرکے وہ"

پھر سے برائیڈل روم کی جانب چل دی۔

باقی تمام وقت نہ رئید نے اسے مخاطب کیا نہ اس نے۔نہ ہی مطیبہ نے حریم کو رئید کے

بارے میں بتایا۔

مگر آخر تک وہ اسکی نظروں سے الجھتی رہی۔ جھنجھلاتی رہی۔

آج فائق رات میں جلدی گھر آگیا تھا۔تھا بھی تھوڑا ہوش میں۔

مطیبہ کہاں ہے "نجانے بیٹی کا خیال کیسے آیا تھا۔اپنے اور مطیبہ کے کمرے کی جانب"

جاتے ہوئے رفیعہ ٹھٹھک کر رکیں۔

حیران سی مڑیں۔

تجھے آج بیٹی کی یاد کیسے آئی"طنز کیا۔ "

اولاد ہے میری۔دیکھ رہا ہوں دو دن سے غائب ہے"رفیعہ اسکی اس توجہ پر اب "

پریشان ہوئیں۔یقیناً یہ عنایت اسکی جاب ملنے کی وجہ سے ہو رہی تھی۔

کہاں گئی ہے وہ۔۔"اب کی بار وہ کچھ غصے سے بولا۔ "

جہاں بھی گئی ہے تجھے ہمارے معاملات سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے "وہ اسے "

چپ کرانے کے سے لہجے میں بولیں۔مگر وہ تو بھڑک اٹھا۔تیزی سے آگے بڑھتے

انہیں بالوں سے پکڑا۔

بکواس کرتی ہے"ایک زوردار تھپڑ رفیعہ کے منہ پر دے مارا۔ "

اپنی دوست کے گھر ہے۔اور اگر گئی بھی ہے تو تو کیوں اتنا آگ بگولا ہو رہا ہے آج"

آجائے گی وہ۔"رفیعہ نے منہ پر ہاتھ رکھتے بھی چلا کر کہا۔

ارے شرم نہیں تم ماں بیٹی کو میں اگر گھر کے معاملات میں دخل نہیں دیتا تو اسکا"

مطلب ہے کہ جو مرضی بے غیرتیاں کرو"نجانے وہ آج کیوں اتنا بھڑکا ہوا تھا۔

بے غیرت ہم ہیں کہ تو جو بیوی اور بیٹی کو نوچ کر کھانا چاہتا ہے۔تیرے منہ سے یہ "

باتیں اچھی نہیں لگتیں۔اور ایک بات کان کھول کر سن لے"وہ ہاتھ اٹھا کر وارننگ

دینے والے انداز میں بولیں۔

اگر تیری نظر اسکے پیسوں اور اسکی نوکری پر ہے تو یہ خیال اپنے ذہن سے نکال" دے۔۔ میں ایک پھوٹی کوڑی اسکے حلال پیسوں میں سے تیرے حرام کاموں کے لئے تجھے نہیں دوں گی"وہ آنکھیں نکال کر بولیں۔

کرتی جا بکواس میں بھی دیکھتا ہوں کہ کون مجھے یہاں اپنی من مانی نہیں کرنے دیتا"""

وہ رفیعہ کے اندازوں پر کھسیا کر بولا۔اور پھر خاموشی سے اندر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

رفیعہ نے غصے سے سر جھٹکا۔

دیکھ فائق ابھی بھی تیرے پاس آخری چانس ہے تو خود ہی مان جا کہ تو یہ گیم بھی ہار چکا" ہے"شوکت فائق کو مسلسل اکسا رہا تھا۔

آج پھر سے وہ اپنے اوباش دوستوں کے اڈے پر بیٹھا جوا کھیلنے میں مگن تھا۔اس مہینے میں وہ اتنی بار جوا ہارا تھا کہ اب قیمت پچاس ہزار تک پہنچ چکی تھی مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا ہر بار شرطیں لگا کر بھی جوا ہار جاتا تھا۔

دیکھ یہ پیسے میں نے بڑی مشکل سے آج اپنی بیوی سے نکلوائے ہیں۔تو ان پیسوں کو"

رہنے دے میرے پاس" صبح میں مطیبہ کے آفس جاتے ہی رفیعہ کو مار پیٹ کر اس نے پانچ ہزار اس سے نکلوا لئے تھے۔ اگر اب یہ پیسے بھی اسکے پاس نہیں رہتے تو وہ اگلے دنوں میں اپنا لیئے نشہ آور ادویات کیسے لیتا اور ان کے بغیر تو اسکا جسم ٹوٹنے لگتا تھا۔

ٹھیک ہے میں تمہیں یہ پانچ ہزار بخشتا ہوں اگر تم مجھے میری مطلب کی چیز دے دو" شہاب نے اپنی کھردری ٹھوڑی کو چھو کر آنکھوں میں خباثت لئے اس سے پوچھا۔

میرے پاس ایسا ہے ہی کیا جو میں تمہیں دوں" فائق نے مایوس لہجے میں کہا۔"

ہے تو بہت کچھ "سگریٹ سلگاتے لمبا سا کش لگا کر اس نے بڑے اطمینان سے دھواں" فائق کے منہ پر اڑایا۔

کہو جو کہو گے حاضر کر دوں گا" فائق کو اس لمحے اپنے نشے کے آگے کچھ سجھائی نہیں" دے رہا تھا۔

اپنی بیٹی دے دے۔۔۔ اور یہ پانچ ہزار لے جا" پیسوں کو اپنی مٹھی میں جکڑتے" ہوئے اس نے گویا فائق کو مزید بھڑکایا۔

مم۔۔ میری بیٹی" وہ چند پل ہکلایا۔"

اب دیکھ نا تو نے اسکی شادی کہیں تو کرنی ہے نا تو میں کیوں نہیں۔ شریف ہوں اور کیا"

چاہیئے تجھے "بھری ہوئی سگریٹ کے نشے میں لال آنکھیں پہلی بار کسی شریف کی دیکھی تھیں۔

فائق چند لمحوں کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔

بیوی اور بیٹی اسے ہمیشہ بوجھ لگے تھے سوائے اس بات کے کہ انکا کمایا ہوا وہ چھینا جھپٹی کر کے اپنی نشے کی لت کو پورا کر لیتا تھا۔

ٹھیک ہے "پانچ ہزار کے عوض آج اس نے واقعی اپنی غیرت بیچ دی تھی۔ "

آج ہی ابھی اور اسی وقت تیرے گھر چلتے ہیں "وہ تو جیسے پہلے سے تیار بیٹھا تھا۔ "

اب ابھی تو وہ کام پہ گئی ہو گی "فائق نے نظریں چرائیں۔ "

اب کہاں کام کرتی ہے پتہ تو ہو گا ہی وہیں سے لے آتے ہیں "اس کی بے قراری بڑھتی جا رہی تھی۔

نہیں مجھے نہیں معلوم ہاں اسکی ماں کو پتہ ہے چلو پھر "فائق نشے کا ترسا فوراً مان کر اسے گھر لے گیا۔

اگلے دن وہ معمول کے مطابق آفس آچکی تھی۔ رئید نے شادی سے متعلق کوئی بات نہ کی اور نہ اس نے۔ اگر وہ اپنے خول میں سیمٹی ہوئی تھی تو رئید بھی ویسا ہی تھا۔ اور یہی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات اسے رئید کی پسند تھی وہ بے جا بے تکلف نہیں ہوتا تھا۔فرینک تھا مگر بلاوجہ کی بے تکلیفیاں نہیں دکھاتا تھا۔

رئید اس دن شام سے پہلے ہی جاچکا تھا۔کسی کلائنٹ سے میٹنگ تھی لہذا باقی ورکرز سے پہلے ہی وہ چلا گیا تھا۔

وہ اپنا کام ختم کرچکی تھی۔دو دن کی چھٹی کے باعث آج کام کافی زیادہ تھا۔اور اس کا ارادہ اسے کل پر لٹکانے کا ہرگز نہیں تھا۔

جس وقت وہ اپنے کیبن سے اٹھی بس اکادکا لوگ موجود تھے۔زیادہ تر جاچکے تھے۔

بیگ اٹھائے جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے قریب پہنچی ایک انجان نمبر سے فون آنے لگا۔ اگنور کرنے کا سوچا پھر نہ جانے دل میں کیا سمائی کے فون پک کرلیا۔

ہیلو "فون اٹھاتے ہی وہ اجنبی لہجے میں بولی۔ "

ہیلو۔۔۔مطیبہ میں رفیعہ بات کررہی ہوں "فون کے دوسری جانب سے ماں کی" خوفزدہ سی آتی آواز پر وہ چونکی۔

"اماں کیا ہوا؟"

مطیبہ تونے ابھی گھر نہیں آنا بلکہ ابھی کچھ عرصہ تو۔۔تو کہیں اور چلی جا مگر گھر نہ " آئیں" وہ روتے ہوئے بول رہی تھیں۔

کیا ہو گیا ہے اماں کیسی باتیں کر رہی ہیں۔اور اور آپ ہیں کہاں۔ہوا کیا ہے؟"وہ پریشان ہوا اٹھی۔ صبح تک تو سب ٹھیک تھا۔

بس میں کہہ رہی ہوں نا"وہ آنسوؤں پر بند باندھ کر اسے جھڑک کر بولیں۔"

اماں میں بس ابھی گھر آ رہی ہوں۔آپ پریشان نہ ہوں۔آ کر بات کرتے ہیں"اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ پر لگا کر ماں کے پاس پہنچ جائے۔

میں تجھے کچھ بکواس کر رہی ہوں۔تو نے گھر نہیں جانا میں نے بھی ساتھ والوں کے " گھر پناہ لی ہوئی ہے۔تیرا بات آج جوے میں تجھے دان کر آیا ہے۔اپنے جواری دوستوں کے آگے۔اب وہ کتوں کی طرح تیری بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔تیرے آفس کا پتہ پوچھا میں نے نہیں بتایا مجھے مار پیٹا۔میں گھر سے بھاگ کر ساتھ والوں کے گھر آ گئی ہوں۔اللہ شمیم باجی کا بھلا کرے انہوں نے مجھے یہاں چھپا لیا ہے۔ مگر وہ کمینے وہیں گھر پر بیٹھے ہیں تیری تاک لگائے۔اسی لئے تو نے گھر نہیں جانا"وہ چلا اٹھیں پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔

اماں"مطیبہ کو لگا اسکی آواز کسی گہرے کنویں میں سے آ رہی ہوں۔ "

یہ دیکھنا رہ گیا تھا۔

مگر اماں میں کہاں جاؤں"وہ بے بسی سے رونے والی ہو گئی۔رات کے سائے پھیل "

رہے تھے۔ حریم بھی شادی شدہ تھی۔آخر وہ کس کے پاس جاتی یہ کیسی بے بسی در آئی تھی۔وہ آج اپنے دو کمروں کے گھر سے بھی بے گھر ہو گئی تھی۔آفس کے احاطے میں پہنچ کر وہ پریشانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی سوچنے لگی۔جو دو چار ملازم تھے اب وہ بھی جا چکے تھے۔صرف چوکیدار بابا کھڑے تھے۔پورا آفس بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں چوکیدار بھی جانے والا تھا

بے بسی عروج پر تھی۔وہ کس کے پاس جا کر پناہ کی درخواست کرتی۔آفس کے احاطے سے باہر نکلی۔

قدم رکھتی کہیں تھی اور پڑ کہیں رہے تھے۔شدید گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

کس کو وہ اپنے دکھ میں شریک کرتی دکھ بھی وہ جو اسکے اپنے باپ نے دیا تھا۔

کیا بیٹیوں کی یہی وقعت ہے۔کہ چند ہزار کے عوض ان کا باپ جو بیٹیوں کے سر کا' سایہ ہوتا ہے۔۔وہ سایہ اسے یوں تپتی دھوپ میں لا کھڑا کرے گا۔۔کیا میں اتنی ہی کم مایہ ہوں۔۔اے اللہ اس سے بہتر ہے کہ میں مر جاتی۔اپنے ہی گھر جانے کا خوف مجھے جکڑ رہا ہے۔اس کالی سیاہ رات میں میں کیسے سڑکوں پر رات گزاروں۔اللہ میں کہاں جاؤں" آفس کی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوتی وہ سسک سسک کر رو رہی

تھی۔

وہ یوں بے اختیار کبھی نہیں ہوئی تھی نہ ہی یوں کبھی حواس چھوڑے تھے۔ مگر اس لمحے وہ بالکل اکیلی تھی۔ باپ نے تو اسے کسی قابل نہیں چھوڑا تھا۔

اور ماں۔۔۔ماں بھی اس وقت اس کی جان بچانے کی خاطر اسے اکیلا چھوڑ گئی تھی۔

دیوار کے سہارے ہی وہ نیچے بیٹھتی اپنی لاچاری پر بے اخیار رو پڑی۔

چوکیدار گیٹ بند کر کے آگے بڑھا مگر دیوار کے ساتھ مطیبہ کو گٹھڑی بنا دیکھ کر پریشان ہوتا اسکے قریب آیا۔ وہ بالکل ایسے بے جان منہ گھٹنوں میں دیئے بیٹھی تھی جیسے ہوش و خرد سے بے گانہ ہو چکی ہو۔

"بٹیا۔۔کیا ہوا ہے"

ایک شفقت بھرا ہاتھ اسکے سر پر ٹھہرا۔

مطیبہ کی سسکیاں رکیں۔ سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو چوکیدار بابا تھے۔

کبھی کبھی کیسا وقت آتا ہے انسان پر وہ احساس جو اسکے باپ کو کرنا چاہیئے تھا وہ احساس ایک غیر کے لب و لہجے میں اسکے لئے تھا۔

میں اکیلی رہ گئی بابا۔۔۔اس پوری دنیا میں اکیلی۔۔"وہ مطیبہ جو اپنے اندر پلنے والی تکلیفوں تک کو لوگوں پر عیاں ہونے نہیں دیتی تھی۔

www.neweramagazine.com

ایک بالکل انجان شخص کے سامنے بکھر گئی۔

کبھی کبھی واقعی غیر کی جانب سے ملنے والے ہمدردی کے دو بول بھی آپ کو اپنا سب کچھ اس پر ظاہر کر دینے کے لئیے بہت ہوتے ہیں۔اور مطیبہ کے ساتھ آج یہی ہوا تھا۔

کیاہو گیابٹیا۔گھر میں سب خیر ہے"وہ بیچارے یہی سمجھے کہ شاید گھر میں کوئی" فوتگی نہ ہو گئی ہو۔

گھر۔۔۔۔"مطیبہ نے تاثر نظروں سے انہیں دیکھا۔ "

اس گھر نے ہی تو آج اسے بے گھر کر دیا تھا۔

میرا کوئی گھر نہیں رہا بابا۔۔۔ میں میں کہاں جاؤں "اپنے گھٹنوں کے گرد بازو" باندھتے وحشت سے ادھر ادھر دیکھتے وہ انہیں اپنے حواسوں میں نہیں لگی۔

بٹیا آپ یہاں سے اٹھو۔ میرا گھر قریب ہی ہے آپ وہاں چلو۔ایسے راستے میں بیٹھ " کر بات کرنا مناسب نہیں میرک بیوی اور بیٹی گھر میں موجود ہے۔آپ چلو میں آپ کو ان سے ملواتا ہوں"شمس نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔

وہ بھی بے جان مورتی کی طرح اٹھ گئی۔

اب ان پر اعتبار کرنے کے سوا اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔

اے اللہ اگران حالات میں بھی تونے میری یوں عزت میرے ہی باپ کے"

کرتوتوں سے بچائی ہے۔تو آگے بھی تو ہی بچائے گا۔میں اس بوڑھے شخص پر اعتماد

کرکے اسکے ساتھ نہیں جارہی۔۔میں تجھ پر اعتبار کرکے اس کے ساتھ جارہی ہوں۔

میں اپنے آنے والے لمحوں کو جاننے سے قاصر ہوں۔اندھی ہوں۔مگر تو تو جانتا ہے۔

کہ اگلے لمحوں میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔آج واقعی سوائے تیرے میرا کوئی

نہیں اس دنیا میں۔

ماں بے قصور ہے تو باپ قصوروار اور اسکے علاوہ کوئی اور رشتہ نہیں جس کے پاس خود

کو چھپالوں۔

مگر تو۔۔تو تو سب سے بڑا رشتہ ہے نا ہم انسانوں کے لئے تو ہی مجھے بچائے گا۔" شمس بابا

کے گھر تک جاتے جاتے وہ اللہ سے مخاطب تھی۔

وہ جو ستر ماؤں سے بڑھ کر ہم سے محبت کرتا ہے۔اسکی زمین پر موجود ماں نے تو اسے

بچالیا تھا۔اب آسمانوں پر موجود ستر ماؤں کی محبت رکھنے والے اللہ نے ہی اسے بچانا تھا۔

کہاں کام کرتی ہے آخر تیری بیٹی۔۔"شہاب اور اسکے بندے کب سے فائق کے گھر"

میں ڈیرا اڈالے بیٹھے تھے۔مگر مطیبہ تھی کہ واپس ہی نہیں آرہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شام سے رات اور اب گہری رات ہو رہی تھی۔

میں نے کچھ دن پہلے بھی پوچھا تھا مگر میری بیوی (گالی) نے مجھے یہی بتایا تھا کہ وہ" کسی اسکول میں جاب کرتی ہے۔ مگر مجھے لگتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہی تھی" فائق کو اب پانچ ہزار کی جگہ اپنی موت سامنے کھڑی نظر آرہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ شہاب نہ صرف بہت بڑا غنڈہ ہے بلکہ بہت اونچے لوگوں کے ساتھ اسکے مراسم بھی ہیں۔ بہت سی پارٹیوں کے ساتھ وہ کام کرواتا ہے۔

دیکھ فائق تیری بیوی بھی بھاگ کھڑی ہوئی ہے۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ان کی ایک" ایک چیز کھنگال۔ پتہ نہیں کیسا کمینہ باپ ہے تو جسے اپنی بیٹی کا موبائل نمبر نہیں پتہ۔ اب ان کی چیزیں کھنگال شاید کوئی ثبوت مل جائے۔" شہاب نے غصیلی نظریں اس پر ڈال کر ایک اور حکم دیا۔

فائق واقعی کمینہ تھا کمینہ نہ ہوتا تو یوں اپنی بیٹی کو رسوا نہ کرتا۔

اگر وہ نہ ملی۔۔ تو یاد رکھیں پیسے تو تجھے کبھی نہیں ملیں گے اس کے علاوہ تو اپنی جان" سے بھی ہاتھ دھوئے گا۔ اب یہ میری غیرت کا مسئلہ بن گیا ہے۔ ایک چھٹانک بھر کی لڑکی اور تیری بیوی نے میری عزت کا جنازہ تیرے محلے میں نکلوا دیا ہے۔ اب تو وہ پاتال میں بھی ہوئی تو اسے نکال لاؤں گا۔۔" اسکی آنکھ جو ہمیشہ غصے میں پھڑکتی تھی

اس وقت بھی پھڑک رہی تھی۔ گردن کی رگیں غصے کے مارے تنی ہوئی تھیں۔

جبڑے بھینچے وہ فائق کو تڑیاں لگا رہا تھا۔

اس نے اب تک جو چاہا تھا تسخیر کیا تھا۔ مگر آج وہ کیسے ایک چھوٹی سی لڑکی سے چکما کھا گیا تھا۔

یہ بات اسے کسی طور ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

فائق کپکپاتے جسم سے اٹھا اور گھر کی ایک ایک چیز کھنگالی۔۔

مطیبہ کے ڈاکومنٹس کی فائل کھولی تو پہلا صفحہ ہی جو صفحہ ہاتھ لگا وہ اس کا اپائنٹمنٹ لیٹر تھا۔

پوری فائل اٹھائے وہ شہاب کے پاس گیا۔

دیکھ لو۔۔ مجھے لگتا ہے شاید یہیں وہ جاب کرتی ہے" اس نے ایک صفحہ شہاب کے ہاتھ میں پکڑایا۔

شہاب میٹرک پاس تھا۔ لہذا اتنی انگریزی تو پڑھ ہی لیتا تھا۔

کمپنی کا نام پڑھ کر اس نے مسکراتے ہوئے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیا۔

کچی گولیاں تو ہم بھی نہیں کھیلے" مطیبہ کے تصور سے مخاطب ہوا۔"

"تیری بیٹی کی کوئی تصویر؟"

"ہاں اس فائل میں پاسپورٹ سائز تصویریں ہیں اسکی"

فائق نے جلدی سے اسی فائل میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا جس میں مطیبہ کی حالیہ تصویریں تھیں۔

شہاب نے غور سے دیکھا۔

شکل تو معمولی تھی۔ مگر اسے شکل نہیں جسم کی ہوس سے مطلب تھا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ میں یہ فائل ہی لے جاتا ہوں۔ دیکھتا ہوں اب وہ بچ کر کہاں جائے گی" تیکھے چتون سے اس نے فائق کو دیکھا۔

اور ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا وہ ہکا بکا رہ گیا۔

کمینے تجھے معلوم ہی نہیں کہ تیری بیٹی سکول نہیں آفس میں جاب کرتی ہے" اپنی بات کر کے وہ رکا نہیں گھر سے نکلتا چلا گیا۔

شمیم کا بیٹا تیزی سے کچی پکی سیڑھیوں سے اتر کر نیچے آیا۔ شمیم نے اسے چھت پر بھیجا تھا جہاں سے رفیعہ کے گھر کے صحن کا منظر صاف نظر آتا تھا۔

شمیم نے اسے اسی لئے بھیجا تھا کہ وہ سن گن لے کے آئے کہ شہاب اور اسکے بندے کیا کر رہے ہیں۔

خالہ۔۔امی" علی بھاگتا ہوا اس کمرے کی جانب گیا جہاں شمیم اور رفیعہ بیٹھی"

تھیں۔

کیا ہوا علی"رفیعہ نے اسکے یوں آندھی طوفان کی طرح اندر آنے پر پریشان ہو کر"

پوچھا۔

انہیں یہی ڈر تھا کہ مطیبہ کہیں آنہ جائے۔وہ تھی بھی ایسی نڈر اور بے خوف۔۔

اسے فون کرنے کے بعد بھی انہیں یقین نہیں تھا کہ وہ انکی بات مان لے گی۔

خالہ وہ لوگ مطیبہ باجی کے ڈاکومنٹس لے گۓ ہیں۔"علی کے بتانے پر وہ دل"

تھام کر رہ گئیں۔

انہوں نے ہی تو اسکے ڈاکومنٹس میں مطیبہ کا اپائنٹمنٹ لیٹر رکھا تھا۔

یااللہ اب کیا کروں"وہ رونے لگیں۔ "

ہوا کیا ہے رفیعہ "شمیم نا سمجھ انداز میں انہیں دیکھنے لگیں۔"

باجی میں نے اس میں مطیبہ کا اپائنٹمنٹ لیٹر ڈالا تھا اب وہ جان گۓ ہوں گے کہ "

وہ کس کمپنی میں کام کرتی ہے"انہوں نے روتے ہوئے مسئلہ بتایا۔

تم ایک کام کرو۔۔پھر سے مطیبہ کو فون کرو۔اور اس سے کہو ابھی دو تین دن آفس نہ "

جائے۔۔اپنے چوکیدار کے ہی گھر رہے"تھوڑی دیر پہلے ہی مطیبہ کو فون کرنے پر

انہیں معلوم ہوا تھا کہ اس کا چوکیدار اسے اپنے گھر لے گیا ہے۔

ہاں یہ ٹھیک ہے" آنسو دوپٹے سے صاف کرتے انہوں نے علی کی جانب دیکھا۔جو "

مطیبہ کا نمبر ملا رہی تھا۔

شمس بابا کے ساتھ وہ انکے چھوٹے سے مکان میں داخل ہوئی۔

آؤ آؤ بیٹا" انہوں نے اسے دروازے پر ساکت ہوتے دیکھ کر کہا۔ "

منزہ۔۔۔ارے کو منزہ کی ماں" وہ دو مختلف لوگوں کو پکارتے اندر داخل ہوئے۔ "

ایک جانب سے ایک لڑکی اور ایک پچاس سے ساٹھ کے لگ بھگ ایک عورت صحن میں آئیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے یہ کون ہے" دونوں نے سر سے پاؤں تک چادر میں لپٹے اس نسوانی وجود کی "

جانب اشارہ کیا۔جس کی آنکھیں رونے کے باعث سوج چکی تھیں۔

ہمارے آفس میں کام کرتی ہے۔نجانے کیا ہوا ہے۔بس آفس سے نکل کر روئے "

جا رہی تھی۔سوچا گھر لے آؤں۔تم ہی پوچھو اس سے کہ کیا ہوا ہے۔ابھی نئی نئی ہمارے

آفس میں آئی ہے۔" شمس نے ایک چارپائی پر اسے بٹھاتے ہوئے۔منزہ کی ماں کو اتنا

بتایا جتنا وہ سمجھ سکا تھا۔

اچھا اچھا۔۔۔منزہ جا پانی لا بہن کے لئے اور روٹی بھی ڈال۔" انہوں نے چارپائی پر "

مطیبہ کے قریب بیٹھتے منزہ کو حکم دیا۔

کیا ہوا میری دھی کو۔۔ ہیں۔ماں باپ کہاں ہوتے ہیں تیرے گھر کہاں ہیں "اسکے کندھے کو محبت سے ایک ہاتھ سے سہلاتے وہ اسے اندر کا غبار نکالنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

ماں باپ کے ذکر پر ہی وہ بکھر گئ۔

انہوں نے محبت سے اسے سمیٹ لیا۔

نہ میری دھی۔۔ تو پریشان نہ ہو۔ ہمارے لئے تو منزہ کی طرح ہے بتا کیا ہوا ہے """

اپنے ساتھ لگاتے انہوں نے پھر محبت سے اسے حقیقت بتانے پر اکسایا۔

اور پھر مطیبہ سب بتاتی چلی گئ۔

ارے مار ہو اللہ کی ایسے باپ پر۔۔۔ تف ہے ایسی پریوں سی بیٹیوں کی کوئ بولیاں لگاتا ہے۔۔"ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ فائق کہاں سے انکے سامنے آئے اور وہ اس کا گلہ دبا دیں۔

کیسے کیسے جانور اس دنیا میں ہیں" شمس جو اندر کمرے میں بیٹھے اسکی سب روداد سن چکے تھے باہر آتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے افسردگی سے بولے۔

تو اپنی ماں کو فون کر۔۔۔ بے چاری پریشان ہو گی تیرے لئے۔اسے بتا تو اپنوں میں ہی"

ہے۔ غم نہ کرے وہ" منزہ کی ماں نے جس محبت سے کہا مطیبہ پھر سے سسک اٹھی۔

آپ کا بہت شکریہ" وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔ کیسے انکی محبتوں کا جواب دیتی اسے سمجھ"

نہیں آرہی تھی۔

لے۔۔ جھلی نہ ہو تو۔۔ماں باپ کو کون شکریہ کہتا ہے" کچھ لوگ کتنے عظیم ہوتے"

ہیں۔چند پلوں میں کتنے بے لوث رشتے بنا لیتے ہیں۔مطیبہ نے محبت سے انہیں

دیکھا۔

اسی لمحے رفیعہ کا فون آگیا۔

اس نے انہیں شمس اور انکی فیملی کے بارے میں بتا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لا میری بات کروا" منزہ کی ماں (سمیرا) نے مطیبہ سے فون لیا۔ "

بہن تم فکر نہ کرو۔جب تک حالات بہتر نہیں ہوتے تمہاری بیٹی ہمارے پاس محفوظ"

ہے۔یہ میرے لئے میری بیٹی کی ہی طرح ہے بالکل فکر نہ کرو تم" وہ رفیعہ کو تسلیاں

دینے لگیں۔

فون بند کرتے ہی منزہ نے کھانا رکھ دیا۔

منزہ کسی قدر باتونی لڑکی تھی۔ جلدی ہی مطیبہ کے ساتھ گھل مل گئ۔

ابھی کھانا کھا کر فارغ ہی ہوئے تھے کا رفیعہ کا ایک بار پھر فون آگیا

مطیبہ وہ تیرے ڈاکومنٹس لے گ ۓ ہیں۔ تو ابھی چ لدن آفس نہ جا تیرا"

اپائنٹمنٹ لیٹر بھی اسی میں تھا۔ انہیں تیرے آفس کا پتہ چل گیا ہے" رفیعہ کے بتانے

پر مطیبہ کو لگا ایک اور مصیبت اسکے سر پر آ کھڑی ہوئی ہو۔

اماں مگر میں سر کو کیا کہوں گی "مطیبہ فکرمندی سے بولی۔ "

بس تو کچھ بھی بہان لگا دینا۔ مگر میرا بیٹا ابھی چند دن نہ جا۔ مجھے امید ہے وہ کل ہی"

وہاں آئیں گ ۓ" رفیعہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

اچھا کچھ کرتی ہوں "مطیبہ مخمصے میں پڑ گئی۔ "

اب کیا ہوا "فون بند کرتے ہی سمیرا نے اسکی پریشان صورت دیکھ کر سوال کیا۔ "

اس نے تمام قصہ بتا دیا۔

تم ایسا کرو۔ اپنے باس کو ابھی فون کرو اور انہیں کہو کہ تمہیں فیملی کے کسی کام کی"

وجہ سے دو تین دن کے لئے شہر سے باہر جانا پڑ گیا ہے۔" منزہ لگ بھگ اسی کی عمر کی

تھی۔ فوراً اسے حل بتایا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے "سمیرا نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی۔ "

مگر بابا آپ نے کسی کو نہیں بتانا آفس میں کہ میں یہاں ہوں "مطیبہ نے شمس کو"

دیکھا۔

ارے پگلی میں کیوں بتاؤں گا۔تو فکر نہ کر۔۔"انھوں نے اسے تسلی دلائی۔ "

"اوکے میں سر کو کال کرتی ہوں"

مطیبہ نے رئید کا نمبر ڈھونڈ کر اسے فون ملایا۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ رات کا کھانا کھا کر فارغ ہوا تھا۔اور اب اس وقت ٹی وی پر کوئی سیاسی ٹاک شو دیکھنے میں مصروف تھا۔

سفید شلوار قمیض میں ریلیکس انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔

ٹانگیں سامنے سینٹر ٹیبل پر رکھیں ہوئیں تھیں۔

یکدم موبائل کی آواز پر اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل پر اٹھا کر کال کرنے والے کا نام دیکھا۔

مس مطیبہ "کا نام دیکھ کر وہ چونکا۔ "

اس وقت 'منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ '

خو تھی بیل پر کال اٹھائی۔

ہیلو "رئید کی گمبھیر پر دوسری جانب مطیبہ تھوڑا سا گھبرائی۔ "

ہیلو سر میں مطیبہ بات کر رہی ہوں "آواز میں ابھی تک نمی گھلی تھی۔جو رئید جیسے "

ذہین بندے سے ہر گز چھپی نہیں رہ سکی۔

جی جی۔ مس خیریت اس وقت کیوں کال کی "رئید نے اپنی حیرت اس پر آشکار کی۔ "

وہ۔۔وہ سر مجھے دو تین دن کی چھٹی چاہیئے کچھ ایمر جنسی ہو گئی ہے میں اس شہر میں" نہیں ہوں "اپنا لہجہ مضبوط کرتے مطیبہ نے مطلب کی بات کی۔

چھٹی۔۔۔ مس ابھی آپکو جوائن کیئے میہنہ پورا نہیں ہوا۔اور آپ دوسری بار دو تین" دن کی چھٹی لے رہی ہیں۔ایسے ہی رہا تو جاب کیسے چلے گی "رئید نے ناگواری سے کہا۔

جی سر میں جانتی ہوں کہ یہ غلط ہے۔مگر پلیز بس اس کے بعد چھٹی نہیں کروں گی۔" پلیز سر "مطیبہ اسے ہر صورت منانا چاہتی تھی۔

رئید چند لمحے لب بھینچے فیصلہ کرتا رہا کہ کیا کرے۔

اوکے بٹ دن از دا لاسٹ ٹائم۔پروبیشن پیریڈ تک اب آپ کو کوئی چھٹی نہیں ملے" گی۔چاہے آپ کی طبیعت خراب ہو یا فیملی میں کوئی اور ایشو "رئید بے لچک لہجے میں بولا۔

جی سر۔آئندہ نہیں ہو گی "مطیبہ نے یقین دہانی کروائی۔ "

اوکے گڈ۔اللہ حافظ "رئید نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں خدا حافظ کہا۔ "

مل گئی چھٹی ؟"مطیبہ کے فون بند کرتے ہی منزہ نے بے صبری سے پوچھا۔ "

ہاں مگر بہت غصے میں تھے"مطیبہ نے منہ لٹکا کر کہا۔ "

کوئی بات نہیں۔ مگر یہ سب ضروری تھا"سمیرا نے اسے تسلی دلائی۔ "

چلو اب لیٹو تم دونوں"دونوں کو ہدایت کرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ "

منزہ کے کمرے میں ایک اضافی چارپائی تھی

منزہ نے اس پر بستر اچھا کر وہ مطیبہ کو لیٹنے کے لئے دے دی۔

مگر نیند کسی کو آنی تھی۔

مطیبہ نے پہلے نماز پڑھ کر شکرانے کے نفل ادا کیئے جس اللہ نے اسکی عزت بچائی تھی

اسکا شکریہ تو مطیبہ پر واجب تھا نا۔

یہ ہنگامہ کیسا ہو رہا ہے"رئید تھوڑی دیر پہلے ہی آفس پہنچا تھا۔ جواد کو بلا کر مطیبہ کا"

کام ہینڈ آور کیا۔

ابھی دو تین دن تک وہ نہیں آئیں گی۔ تم کسی اور سے ان کا یہ کام کروا کر مجھے آج"

واپسی سے پہلے رپورٹ کرنا"ایش گرے کلر کے سوٹ کے بٹن کھول کر اپنی سیٹ پر

بیٹھتے ہوئے اس نے جواد کو ہدایت دی۔

جی سر "جواد کے منہ میں ایک سوال آتے آتے رہ گیا۔ "

وہ شروع سے رئید کے ساتھ کام کر رہا تھا۔اس نے پہلی بار رئید کو کسی کو اتنی چھوٹ دیتے ہوئے دیکھا تھا۔

نہیں تو جو کوئی بھی ہوتا اگر یوں پہلے مہینے چھٹیاں کرتا تو رئید اسے کبھی بخشتا نہیں تھا۔

جواد یہ بھی جانتا تھا کہ دل پھینک بندہ ہر گز نہیں تھا اور نہ ہی مطیبہ کوئی بہت پری وش چہرہ والی لڑکی تھی۔

اس سے زیادہ خوبصورت لڑکیوں کے ساتھ رئید کام کرتا رہا تھا۔ مگر وہ کسی کو معمولی سی چھوٹ بھی کبھی نہیں دیتا تھا تو پھر مطیبہ میں ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے تھے کہ رئید اسکی غیر ذمہ دارانہ طبیعت ک برداشت کر رہا تھا۔

مگر یہ سب جواد صرف سوچ سکتا تھا کہنے کی ہمت نہیں تھی۔

ابھی رئید نے کام شروع کیا تھا کہ باہر اسے کسی کے اونچا اونچا بولنے کی آواز آئی۔

اس نے فوراً مریم کی ایکسٹینشن ڈائل کی۔

ہیلو سر "مریم الرٹ انداز میں بولی۔ "

یہ باہر اتنا شور کیوں ہو رہا ہے؟"اسکے لہجے سے ناگواری صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ "

سر وہ مطیبہ کے کوئی رشتے دار آئے ہیں اور وہ بدتمیزی کر رہے ہیں"مریم کے بتانے "

پر وہ یکدم چونکا۔

ان کے رشتے دار یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔اور آپ نے انہیں بتایا نہیں کہ وہ دو تین"

دن کی چھٹی پر ہیں "رئید کو کسی خطرے کی بو محسوس ہوئی۔

جی سر میں نے بتایا ہے مگر وہ بضد ہیں کہ آپ سے ملنا ہے۔"مریم نے گھبرائے ہوئے

لہجے میں کہا۔

اوکے آپ بھیجیں انہیں اندر "رئید کی پیشانی پر بے شمار شکنیں در آئیں۔ "

رات کی مطیبہ کی کال یاد آئی۔

کچھ دیر بعد ہی اسکے آفس کا دروازہ کھول کر تین سے چار آدمی اندر آئے۔دو گن مین

تھے اور دو شکل سے ہی غنڈے لگ رہے تھے۔ بڑے ہوئے بالوں کے ساتھ کرخت

چہرے۔

جی "رئید نے انہیں بیٹھنے تک کا نہ کہا۔ "

سپاٹ چہرہ لیئے وہ اپنی کرسی پر آرام دہ انداز میں بیٹھا انہیں ایسے دیکھ رہا تھا جیسے

بمشکل ان کی موجودگی اپنے آفس میں برداشت کر رہا ہو۔

دیکھیں سر جی۔۔۔ میری بیوی یہاں جاب کرتی ہے۔ میری اجازت کے بغیر اسکی"

ماں نے اسے جاب کرنے دی "اس کی بات کے آغاز نے ہی رئید کو لمحہ بھر کو گم صم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر دیا۔

بیوی؟" باقی کی بات تو اس نے شاید ہی سنی ہو۔ "

اوہ جی منکوحہ ہے میری۔ ابھی رخصتی نہیں ہوئی تو کیا ہوا نکاح تو ہو چکا ہے نا" شہاب "

بنا اجازت کرسی گھسیٹ کر مونچھوں کو تاؤ دیتے ایسے بیٹھا جیسے آفس اسی کا تو ہو۔

مجھے علم نہیں تھا اس بارے میں "رئیداب کی بار چہرے کے تاثرات پر قابو پاکر "

بولا۔

اوہ چھوڑو جی۔۔۔ان زنانیوں کو ویسے ہی در در کی ٹھوکریں کھانے کی عادت ہوتی "

ہے۔ منہ ماری کرتی پھرتی ہیں" اسکی بات کا مفہوم سمجھ کر رئید کے چہرے پر ناگوار

تاثرات بکھرے۔

مطیبہ ان سب واہیات باتوں کے برعکس تھی۔

تو اب میں اس میں کیا مدد کروں۔ یہ آپکا گھریلو مسئلہ ہے۔ اسے وہیں حل کریں۔ "

میرے آفس آکر یہ سب ہنگامہ کیوں کر رہے ہیں۔ ویسے بھی مطیبہ تو آج آفس ہی

نہیں آئیں۔ بلکہ دو تین دن کی چھٹی پر ہیں "رئید کرسی سیدھی کر کے ٹیبل پر بازو

جماتے سنجیدگی سے بولا۔

کمینی۔۔۔"شہاب کے منہ سے گالی نکلی۔ "

www.neweramagazine.com

ایکسکیوز می "رئید نے کسی قدر تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔"

ارے او باس اگر وہ گھر ہوتی تو یہاں تمہارے آفس جوتیاں چٹخانے کیوں آتا" بہت ہی" بدتہذیبی تو کیا بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے وہ رئید سے مخاطب ہوا رئید کے چہرے پر " پھیلتی ناگواری بتدریج غصے کی شکل اختیار کر رہی تھی۔ شہاب تھوڑا دھیما پڑا دیکھیں سر جی۔ آپ اس معاملے سے دور رہیں۔ اسکی ماں کے ساتھ مل کر اگر آپ نے کوئی سازش کی ہے۔ تو پھر مجھے بھی گھی ٹیڑھی انگلیوں سے نکالنا آتا ہے۔ آپکے آفس کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا" وہ گرج کر بولا۔ شہاب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخر وہ دو ٹکے کی لڑکی، بقول اسکے، گئی تو گئی کہاں اسے رئید کا پرسکون انداز بھی کھٹکھ رہا تھا۔

اوہ مسٹر۔۔ یہ دھمکیاں کسی اور کو دینا۔۔۔ اپنے گھر کے معاملات بیچ چوراہے میں" نمٹانے سے بہتر ہے کہ گھر میں نمٹائیں۔ اور وہ کہاں ہے کہاں نہیں۔ مجھے اس سے سروکار نہیں۔ وہ میرے ہاں کام کرتی ہیں میں انکے ہاں نہیں کہ خبر لیتا پھروں۔"

شہاب کے انداز دیکھ کر رئید کا پرسکون انداز آخر شعلے برسانے لگا۔

بہت سن لی آپکی بکواس۔۔ نکلیں یہاں سے "رئید نے کوئی بھی لگی لپٹی رکھے بنا اسکی" ٹھیک ٹھاک تواضع کی۔

اسی لمحے شہاب کے گن مینز نے رئید پر گنز تانیں۔

بس دکھالیا کرتب۔۔ نکلو یہاں سے۔۔اس سے پہلے کے میں کسی بڑے کو فون کروا کر تم لوگوں کو لاک اپ کی ہوا لگواؤں "رئید کا لہجہ پھر سے ٹھنڈا ٹھار ہو چکا تھا۔

مگر لہجے کا سرد پن شہاب کو تیش دلا گیا تھا۔

تم سے تو میں نبڑ لوں گا "شہاب نے کرسی سے اٹھ کر کندھوں پر لی ہوئ چادر کو دائیں جانب سے جھٹک کر بائیں جانب لی۔ساتھ ہی ساتھ اپنی شعلہ بار نظروں سے شہاب کو دیکھا۔

جائیں "رئید نے ہاتھ سے دروازے کی جانب اشارہ کر کے اسکی اچھی خاصی تذلیل کی۔

یاد رکھنا اگر وہ تمہارے پاس سے برآمد ہوئ تو اچھا نہیں ہو گا" جاتے جاتے بھی وہ اسے دھمکی دیئے بنا نہ رہا۔

وہ میرے پاس اگر ہوتی تو کبھی تم جیسے درندوں کو دیتا بھی نہ "رئید نے اسکی شرربار نظروں میں اپنی سرد نظریں گاڑھیں۔

راستہ اس طرف ہے "بھنویں اچکا کر دوبارہ اسے آفس سے جیسے دفعان ہونے کا اشارہ کیا۔

ہونہہ "وہ دھب دھب کرتا آفس سے باہر جا چکا تھا۔ "

رئید کی پر سوچ نظروں نے اسکا پیچھا کیا۔

وہ یہ نہ کہہ سکا کہ 'اگر وہ تمہاری بیوی ہے تو پھر تمہارے پاس اس کا موبائل نمبر ہو گا

'فون کر و یا اگر نمبر نہیں اٹھا رہی تو فون سے ٹریس کرو

"کچھ تو گڑ بڑ ہے "رئید نے آنکھیں سکیڑیں۔"

کیا بات ہے جب سے آئے ہو پریشان لگ رہے ہو "شمس شام ڈھلے جب گھر پہنچا تب "

سے رات سونے تک وہ گم صم تھا۔روزانہ کی طرح نہ کسی سے خاص بات چیت کی نہ

ہی کھانا صحیح سے کھایا۔ایسے جیسے کسی سوچ میں ڈوبا ہو۔

سمیرا کب سے نوٹ کر رہی تھیں۔ مگر منزہ اور مطیبہ کے سامنے شمس کو ٹوکا نہیں۔

تم کیسے میری رگ رگ سے واقف ہو جاتی ہو "شمس نے چار پائی پر لیٹے لیٹے ہی "

ہولے سے مسکرا کر پوچھا۔بازو موڑ کر سر کے نیچے رکھا۔چہرہ دائیں جانب کیئے سمیرا

کو دیکھا۔

وہ اپنی چار پائی پر لیٹی کروٹ شمس کی جانب موڑے پوچھ رہی تھیں۔

اے لو! اتنے سال اکٹھے بیتانے کے بعد بھی نہ سمجھتی۔"چار پائی پر اٹھ کر بیٹھتے جیسے "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے شمس کی عقل پر ماتم کیا۔

ہاں آج کا دن بہت پریشان کن تھا" شمس ٹھنڈی آہ بھرتے اٹھ بیٹھا۔ "

کیا مطیبہ کی وجہ سے" سمیرا کی بات پر شمس نے سر اثبات میں ہلایا۔ "

جن لوگوں میں اسکے باپ نے اسے بیچا ہے وہ لوگ آج آفس آئے تھے" شمس نے" سرگوشی نما آواز میں سمیرا کو بتایا۔

ہائے میں مر گئی۔۔۔ پھر؟" وہ پریشان چہرہ لئے شمس کو دیکھنے لگی۔ "

خوب ہنگامہ کیا۔۔ کہ مطیبہ کو نکالو۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔ پھر سر سے ملے۔۔۔ سر" نے اچھی طرح جھاڑ پلا کر نکال دیا۔ کہہ رہا تھا کہ مطیبہ اسکی منکوحہ ہے" شمس کے تفصیل بتانے پر سمیرا نے حیرت کے مارے انگلی دانتوں میں دبائی۔

یا اللہ! کیسے کیسے لوگ ہیں دنیا میں۔ اب کیا ہوگا۔۔ مگر اسکا نکاح تو ہوا ہی نہیں۔ وہ" اتنا بڑا جھوٹ کیسے بول سکتا ہے اور یہ جھوٹ تو کھل جائے گا" سمیرا نے اپنے تئیں پتے کی بات کی۔

بات تیری درست ہے۔ مگر جو لوگ اس حد تک گر سکتے ہیں وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔" تیری خیال میں وہ مطیبہ کے ڈاکومنٹس کیوں لے کر گیا ہوگا؟" شمس کے سوال پر اس نے الجھ کر شانے اچکائے۔

اسی لیے کہ اس میں مطیبہ کے سائن ہیں اور ایسے لوگ دو نمبر کام میں ماہر ہوتے" ہیں۔اس نے جعلی نکاح نامہ بنوا کر مطیبہ کے سائن کسی سے بھی کاپی کروا کر کردئیے ہوں گے۔ورنہ اتنے وثوق سے وہ یہ بات نہیں کر سکتا" شمس کی بات پر وہ دل تھام کر رہ گئی۔

میرے اللہ لوگ کس قدر شیطانی دماغ والے ہوتے ہیں۔ بھلا بتاؤ بچی نے کیا قصور" "کردیا۔۔جو یوں پیچھے پڑ گیا

بس ایسے لوگوں کے دماغ کا ہم کچھ نہیں کر سکتے۔مجھے جو اصل پریشانی ہے وہ یہ ہے" کہ اگر اسکے پاس مطیبہ کا فون نمبر ہوا تو وہ اسے ٹریس کر کے کہیں یہاں تک نہ پہنچ جائیں" سمیرا کو اب اسکی اصل پریشانی سمجھ آئی۔

اور میں اور تم ایسے لوگوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے" شمس نے مزید کہا۔ "

توکیا ہم اس بچی کو گھر سے نکال دیں۔ایسے کیسے کر سکتے ہیں" سمیرا کو اسکی بات" ناگوار گزری۔

ارے بھلی لوگ! میں نے یہ نہیں کہا کہ اس کو یہاں سے نکال دیں۔ مگر مجھے ایک" خیال آیا ہے کہ میں کیوں نا اپنے صاحب سے یہ سب بات کروں۔یقیناً انکے بہت اونچے لوگوں سے روابط ہیں وہ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکال لیں گے" شمس کی بات پر وہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سوچ میں پڑ گئی۔

اور اگر تمہارے صاحب نے مطیبہ کو انکے حوالے کر دیا؟" سمیرا کا سوال جائز تھا۔ "

نہیں اتنے سالوں میں انکے ہاں نوکری کر کے اتنا تو اندازہ ہو گیا ہے کہ وہ مدد گاروں "

کی ہمیشہ مدد کرنے کو تیار رہتے ہیں۔" شمس کے یقین بھرے انداز پر بھی سمیرا شش و

پنج میں تھی۔

چلو پھر اللہ کا نام لے کر کل بتا دو۔۔ میں بھی اللہ سے دعا مانگوں گی کہ اس بچی کے "

حق میں جو بہتر ہے وہ۔۔ وہ کر دے" سمیرا ٹھنڈی سانس بھر کر لیٹ گئی۔

شمس بھی دل میں تہیہ کر کے لیٹ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں ایسے نہیں چھوڑوں گا اسے" شہاب واپس آکر غصے سے ادھر سے ادھر پھرتے "

ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔

ابے میں تو کہتا ہوں دفع کر اسے۔۔۔ کون سی ایسی حور پری ہے کہ تو اسکے لئے پاگل "

ہوا جا رہا ہے" اسکے دوست نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھانا چاہا۔

ارے ہٹ۔۔۔۔۔۔ مجھے چہروں سے کوئی سروکار ہے بھی نہیں۔ مگر مجھے جو چیز "

طیش دلا رہی ہے وہ ناکامی ہے۔ میں کبھی کسی کو حاصل کرنے میں ناکام نہیں ہوا۔ تو

اس۔۔اس غربت کی ماری نے مجھے کیسے اتنا بڑا دھچکا دے دیا" دوست کا ہاتھ کندھے سے بری طرح ہٹاتے ایک ہاتھ کا مکا دوسرے پر مارتے اس نے دانت کچکچائے۔

اور اس کا باس دیکھ نا۔۔وہ کیسے مجھے آنکھیں دکھا رہا تھا۔ میری دہشت سے لوگ" کانپتے ہیں۔ منٹ میں اڑا کر رکھ دوں میں ایسوں کو۔۔۔ مگر وہ۔۔۔وہ مجھے لاک اپ میں بند کروائے گا" شہاب کا غصہ رئید کی باتوں سے کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔

یار میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ اتنی بڑی بات نہیں کہ تو اس کے پیچھے پڑ جائے۔ہاں" مگر ایک بات تجھے ضرور باور کرواتا چلوں" رستم کے خاموش ہوتے ہی شہاب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

جب انسان کی کم بختی آئی ہو نا۔۔۔تو ایسی ہی چھوٹی باتیں وجہ بنتی ہیں۔"اسکی بات پر" شہاب طیش میں آکر اس پر ہاتھ اٹھانے ہی لگا تھا کہ اس کا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔

زبان سنبھال کر بات کر" وہ رستم پر آنکھیں نکال کر بولا"

اور تو اپنا دماغ سنبھال" استہزائیہ مسکراہٹ اس پر اچھالتا وہ شہاب کے اڈے سے باہر" نکل گیا۔

سر جی آپ سے ایک بات کہنی ہے۔اگر اجازت ہو تو" اگلے دن لنچ ٹائم پر شمس رئید"

کے آفس پہنچ گیا۔

ارے ارے آئیں نا بابا!"رئید ہمیشہ اسے بہت عزت سے بلاتا تھا۔ "

بیٹھیں نا"اس نے کبھی امتیاز نہیں رکھا تھا اپنے اور اپنے ملازموں میں امتیاز نہیں "

رکھتا تھا۔شمس کو بھی اس نے اسی لئے رکھا تھا کہ وہ پہلے کسی سرکاری بینک میں

سرکاری نوکری کرتا تھا۔وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد اس کے پاس اتنے اخراجات

نہیں تھے کہ وہ سکون سے بیٹھ کر کھاتا۔

پیٹ کا ایندھن ختم کرنے کو وہ سبزیوں اور پھلوں کی ریڑھی لگاتا تھا۔

رئید نے ایک بار اس سے پھل لئے۔اس کے بات کرنے کے انداز سے رئید کو لگا کہ وہ

کچھ پڑھا لکھا ہے۔دو تین دن مسلسل اسے نہ صرف پھل لیا بلکہ اس سے بات چیت

بھی کی۔

جس سے اسے معلوم ہوا کہ وہ مجبوری میں یہ ریڑھی لگاتا ہے۔

رئید نے اسے وہیں اپنے آفس کے گارڈ کے طور پر رکھنے کا سوچا۔

اور جلد ہی اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنایا۔

آفس کے پاس ہی اسکی رہائش کا بھی انتظام کر دیا۔

اسکے علاوہ میڈیکل فری کر دیا۔اور بھی بہت سی مراعات وہ اسے دیتا رہتا تھا۔

شمس اسکی ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پر ٹک گیا۔

سر جی وہ۔۔۔۔مجھے مطیبہ بیٹی کے بارے میں کچھ بتانا ہے آپکو "شمس کی بات سن کر" وہ بری طرح چونکا۔

کیا مطلب۔۔۔"وہ الجھا۔"

سر جی۔۔۔وہ مطیبہ بیٹی۔۔۔مم۔۔میرے گھر پر ہے "شمس سر جھکائے اسے" حقیقت بتانے لگا۔

کیا!!؟"رئید حیرت زدہ سے بولا۔۔"

جی صاحب۔۔وہ۔۔۔۔۔"اور پھر شمس رئید کو اس رات کی ہر حقیقت بتاتا چلا گیا۔ "

رئید سر تھام کر رہ گیا۔

یہ کون سا معاشرہ ہے جہاں ہم سانس لے رہے ہیں۔ایک لڑکی کو اسکے لڑکی ہونے کی سزا مل رہی ہے اور ہم اسے آزادی کا نام دے رہے ہیں۔یکدم رئید کو لگا اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہو۔ حبس بڑھ رہا تھا۔

آپ نے مجھے اسی دن کال کیوں نہیں کی "رئید کچھ دیر بعد بات کرنے کے قابل ہوا۔" شمس سے شکوہ کیا۔

صاحب مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ اس طرح آکر ہنگامہ کریں گے "شمس نے"

شرمندگی سے کہا۔

خیر ابھی کچھ نہیں بگڑا"میں شام میں آپکے گھر آؤں گا۔ مگر یہ بات اب آپ" نے یہاں کسی کو نہیں بتانی"رئید نے اسے تنبیہہ کی۔

نہیں صاحب آپ بے فکر رہیں"شمس کہتے ساتھ ہی اٹھ گیا۔"

شام میں رئید شمس کے گھر موجود تھا۔پہلے بھی ایک دو بار وہ گیا تھا۔اسی لئے سمیرا اور منزہ اسے پہلے سے جانتی تھیں۔

کیسے ہیں بھائی"منزہ سے پہلی بار ملتے ہی رئید نے اسے سر یا صاحب کہنے کی جگہ" بھائی کہنے کا حکم دیا۔

بالکل ٹھیک گڑیا تم کیسی ہو"مطیبہ ابھی منزہ کے کمرے میں تھی جب اسے باہر" رئید کی آواز سنائی دی جو منزہ سے باتیں کرتا ہوا باہر رکھی چارپائی پر ہی براجمان ہو چکا تھا۔

صاحب آپ کیسے آئے"سمیرا بھی دائیں جانب بنے چھوٹے سے کچن سے نکل کر" باہر آئیں۔

بس کچھ ضروری کام تھا"مطیبہ پریشان ہوئی باہر جائے کہ نہیں۔اسے تو وہ کہہ چکی"

www.neweramagazine.com

تھی کہ وہ اس شہر میں ہی نہیں۔

کیا پتہ تھا کہ وہ یہاں بھی آتا ہو گا۔

شمس بھی اندر آچکا تھا۔

"ارے کوئی ٹھنڈا پانی لاؤ ناصاحب کے لئے" شمس نے بیوی کو گھر کا۔ "

"بس ٹھنڈا پانی ہونا چاہیئے۔ میں بوتل ووتل نہیں پیتا" رئید نے سمیرا کو ہدایت کی۔ "

"چائے تو پیئیں گے نا" سمیرا نے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔۔ "

"جی جی بالکل "رئید نے فوراسر اثبات میں ہلایا۔ "

"بابا مطیبہ کو بلائیں" رئید نے شمس سے کہا۔ "

مطیبہ اسکی بات سن کر ششدر رہ گئی۔

وہ کیا کہہ رہا تھا۔اس کو بلانے کا کیوں کہہ رہا تھا۔

وہ پریشان ہوئی۔اور شمس بابا نے کیا بتادیا اسے مطیبہ کی موجودگی کا۔

مطیبہ پریشان ہوا ٹھی۔

شمس کمرے کی جانب بڑھا۔

"بٹیا۔۔ باہر آئیں" شمس دروازہ کھٹکھٹا کر کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ پریشان چہرہ لئے بیٹھی تھی۔

آپ۔۔۔آپ نے سر کو بتا دیا" وہ بے یقین نظریں اس پر گاڑھے دکھی لہجے میں" بولی۔

بٹیا باہر آئیں پھر بتاتا ہوں آپ کو" شمس اصرار کرنے لگا۔ "

مطیبہ کا دل برا ہو گیا۔ با دل نخواستہ وہ باہر آئی۔

رئید نے بائیں جانب موجود کمروں میں سے ایک میں سے مطیبہ کو باہر آتے دیکھا۔

جو اس وقت منزہ کی ہرے رنگ کی شلوار قمیض پر اپنی اسکن چادر لپیٹے مدھم چال چلتی باہر آئی۔

السلام علیکم "مطیبہ نے نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے رئید کو ایک نظر دیکھ کر سلام کیا۔ "

جس کی شکایتی نظریں مطیبہ پر ٹکی تھیں۔

وعلیکم سلام "مطیبہ اسکے سامنے رکھی چارپائی پر بیٹھ گئی۔ "

اگر اتنی ٹارزن نہیں ہیں تو دوسروں کو اپنی مدد کے لئے پکارنے میں کوئی حرج نہیں" ہوتا" رئید تو جیسے بھرا بیٹھا تھا۔

مطیبہ نے اسکے شکایتی انداز پر حیران نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

اس رات اگر آپ مجھے فون پر یہ ساری صورتحال بتا دیتیں تو آپ کو یوں چھپنا نہ پڑتا""""

رئید کی بات پر وہ تلخی سے مسکرائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں آپ کو جانتی ہی کتنا ہوں۔کہ یہ سب آپ کو بتاتی "مطیبہ کی بات پر رئید نے "

بھنویں اچکا کر اسکی بے اعتباری پر حیرانگی کا اظہار کیا۔

شمس بابا کو جانتی تھیں کیا؟"رئید کے سوال پر وہ نظریں جھکا گئ۔ "

بٹیا کل شہاب آفس آیا تھا اور اس نے بے حد ہنگامہ کیا تھا اسی لئے مجھے صاحب کو سب "

بتانا پڑا" شمس نے مطیبہ کو وہ حقیقت بتائ جس کے سبب اس نے رئید کو مطیبہ کے

ٹھکانے کے بارے میں بتایا۔

کیا؟"مطیبہ کی ہوائیاں اڑیں۔ "

جی اور وہ آپ کو اپنی منکوحہ بھی ڈکلئیر کر رہا تھا"رئید کے بتانے پر وہ اور پریشان "

ہوئ۔

مگر میں تو اس کو جانتی تک نہیں کجا کہ نکاح۔۔۔"مطیبہ نے اپنی بات کلئیر کرنا "

چاہی۔

آج کل کے زمانے میں کیا نہیں ہو سکتا۔وہ آپکے ڈاکومنٹس لے کر ہی اسی لئے گیا تھا "

کہ آپکے سائن کو کاپی کر کے جعلی نکاح نامہ بنوالے"رئید کے بتانے پر وہ سر تھام کر رہ

گئ۔

اب کیا کروں"اس کا ذہن حقیقت میں ماؤف ہو چکا تھا۔ "

اسے لگا وہ گرداب میں پھنستی جا رہی ہے۔

"اللہ بہتر کرے گا۔وہ تو شکر ہے شمس بابا نے آپکے بارے میں مجھے بتا دیا ہے۔کوئی حل نکالتے ہیں۔۔آپ پریشان نہ ہوں"رئید نے ایک بے ضرر مگر کسی قدر گہری نگاہ اس پر ڈالی۔

رات میں اس نے کچھ سوچ کر حسن کو فون ملایا۔

"السلام علیکم! بابا کیسے ہیں" دو چار دن سے اسکی بات نہیں ہو پائی تھی۔وہ بھی کچھ مصروف تھے۔

"وعلیکم سلام! بابا کی جان لگتا ہے بہت مصروف ہو گئے ہو۔۔بابا بھی بھولے ہوئے تھے چند دنوں سے"انہیں نے شکوہ کیا۔

"سوری بابا۔۔بس کچھ مصروفیت تھی اور پھر ایک مسئلہ درپیش آگیا تو آپکو کال نہیں کر سکا"معذرت خواہانہ لہجے سے زیادہ مسئلے والی بات نے انہیں یکدم پریشان کیا۔

"خیر ہو۔۔کیا ہوا ہے بیٹے"وہ فکر مند ہوئے۔

رئید نے مطیبہ سے متعلق ایک ایک بات انہیں بتائی۔

واللہ! سن کر روح کانپ گئی۔ہمارے معاشرے میں ابھی بھی ایسی سفاکی اپنے عروج پر ہے۔ جس امت میں اللہ نے بیٹیوں کو رحمت بنا کر بھیجا۔ وہاں ابھی بھی ایسے باپ ہیں جو انہیں اپنی غرض کے لئے استعمال کرتے ہیں۔انسانیت پر افسوس ہوتا ہے۔بیٹیوں کے تو اس قدر حقوق ہیں۔اور یہاں لوگ انہیں ہی چارہ کی طرح استعمال کر رہے ہیں۔

بہت بہت دکھ ہوا ہے اس بچی کے لئے "حسن کا افسردہ لہجہ رئید کو بھی افسردہ کر گیا۔

ایسے لوگوں کو تو چوراہے پر لٹکا کر کوڑے مارنے چاہئیں۔ مگر افسوس اسی بات کا ہے کہ " ایسے ہی لوگ کھلے عام دندناتے پھرتے ہیں۔ارے بیٹیاں تو دنیا کی میلی نظروں سے چھپا کر رکھنے والی ہوتی ہیں۔ایسے سر عام کوئی ان کو بیچتا ہے۔۔۔بیٹا تم جس حد تک ہو سکے اس لڑکی کی حفاظت کرو"ان کے لہجے کا دکھ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

بابا میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اگر آپ اس میں میرا ساتھ دیں "رئید نے اب فون کرنے کا اصل مقصد بتانے کا فیصلہ کیا۔

ہاں ہاں بیٹا۔۔۔ضرور بتاؤ "انہوں نے اسے اجازت دی۔ "

بابا جس طرح وہ شخص نقلی نکاح نامہ بنوا چکا ہے۔ہمارے یہاں کے جاہل جج اور وکیل " چند ہزاروں اور لاکھوں کے عوض اسے اصل ہی مان لیں گے۔آپ جانتے ہیں۔اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ملک میں چند پیسوں کے بدلے کسی کو بھی خریدا جا سکتا ہے" رئید کی بات سے انہیں سو فیصد اتفاق تھا۔

"میں اس لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہوں تاکہ ایک مضبوط رشتے میں بندھ کر میں بہتر انداز میں اسکی مدد کر سکوں۔ کیونکہ وہ شمس بابا کے گھر بھی تبھی تک محفوظ ہے جب تک ان درندوں کو اس کا علم نہیں۔

اگر انہیں علم ہو گیا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ اسے وہاں سے اغوا کرنے میں ایک پل بھی نہیں لگائیں گے۔" رئید نے اپنی بات انہیں سمجھانی چاہی۔

"بیٹا میں نے پہلے ہی تمہیں کہا ہے کہ اس لڑکی کی جس حد تک جا کر حفاظت کر سکتے ہو کرو۔ میں ہر طرح تمہارے ساتھ ہوں۔

تمہاری سوچ بے حد اچھی ہے۔ مگر ایک بات کا خیال رکھنا" اسکی سوچ کو سراہتے وہ اسے تنبیہانہ انداز میں بولے۔

"جی بابا بولیں"

"بیٹا نکاح کرتے وقت اس لڑکی کو یہ یقین دلانا کہ اگر وہ اس رشتے کو آگے بڑھانا چاہے تو اس کی مرضی اور اگر ان لوگوں کو انجام تک پہنچانے کے بعد وہ بچی اس رشتے سے آزاد ہونا چاہے تو بھی اس کی مرضی۔

یہ اقدام تم اسے بچانے کے لئے کر رہے ہو۔اسے ایک اوران وانٹڈ رشتے میں باندھنے

کے لئے نہیں کر رہے۔"حسن کی بات کا مقصد وہ بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا۔

جی بابا۔۔یہ نکاح صرف اسے بچانے کے لئے ہو گا"رئید نے کچھ توقف کے بعد"

انہیں یقین دہانی کروائی۔

کیاآپ شامل ہو سکیں گے؟"اس نے ایک اور مدعابیان کیا۔ "

بیٹایہاں کچھ ضروری امور ایسے آگ ئے ہیں کہ میں چاہتے ہوئے بھی نکل نہیں "

سکتا۔مگراس کاایک حل یہ ہو سکتاہے کہ تم سکائیپ پر لائیو ویڈیو کی مدد سے مجھے اپنے

نکاح میں شامل کر لو"انہوں نے فوراحل پیش کیا۔

"جی ضرور بابا۔۔۔"

اللہ تمہیں خوشیاں دے۔میں تو بہت سی غلطیاں کر چکاہوں۔مگر تم حواکی بیٹی کو"

بچالینا"انہوں نے ایک آہ بھر کہا۔

رئیداس آہ میں چھپے غم سے واقف تھا۔

باباآپ انہیں ڈھونڈنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔۔۔کیامیں یہ کوشش کر سکتا"

ہوں؟"رئیدانہیں اسی موضوع کی جانب آج پھر سے لے آیا جس سے وہ ہمیشہ

اجتناب برتتے تھے۔

میری ایک ضروری کال آرہی ہے پھر بات کرتے ہیں" وہ پھر سے پہلو تہی"

کرگئے۔

رئید نے ایک بے بس نگاہ موبائل پر ڈالی جہاں اب فون بند ہونے کے بعد ٹوں ٹوں کی

آواز آرہی تھی۔

اگلے دن وہ پھر آفس کے بعد شمس کے گھر موجود تھا۔

شمس سے وہ نکاح والی بات کرچکا تھا۔اب مسئلہ یہ تھا کہ مطیبہ سے کون بات کرتا۔

اسکی ماں بھی اسکے پاس نہیں تھیں۔

رئید نے خود ہی بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

ارے بھائی۔یہ تو کمال ہو گیا اتنی جلدی ہی دوبارہ چکر بھی لگ گیا" منزہ نے مسکراتے"

ہوئے دروازہ کھولا۔

لطیف ساطنز کیا۔

بس دیکھ لو۔۔۔کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے" رئید نے اسکے سر پر چپت لگاتے کہا۔ "

بیٹھیں" اس نے چارپائی پر اسے بیٹھنے کا کہا۔ "

تمہاری دوست اور اماں کہاں ہیں" رئید کو وہ دونوں نظر نہ آئیں تو بولا۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں نزدیک دکان پر گئی ہیں۔مطیبہ شاید عصر کی نماز پڑھ رہی ہے"اس نے تفصیل "
سے رئید کو بتایا۔

اسی اثناء میں سمیرا بھی آگئی۔

کیسے ہیں صاحب "اندر آتے رئید کے سلام کا جواب محبت سے دیتے وہ بولی۔ "

کتنی بار آپکو کہا ہے صاحب نہ کہا کریں۔بیٹا کہا کریں "رئید خفگی بھرے انداز میں "
بولا۔

کیا کروں بس۔۔۔زبان پر یہی چڑھا ہے۔بھائی کو کچھ کھلا یا پلایا ہے یا منہ اٹھا کر کھڑی "
ہے "رئید سے مخاطب ہوتے یکدم سمیرا کو مہمان نوازی کا خیال آیا تو منزہ کے لئے
لئے۔

ابھی ابھی تو آئے ہیں "وہ رئید کے سامنے ایسی شامت آتے دیکھ کر منہ پھلا گئی۔ "

نہیں کچھ کھانا پینا نہیں ہے۔منزہ مطیبہ کو بلاؤ اور آپ بھی یہاں بیٹھیں مجھے کچھ "
ضروری بات کرنی ہے "رئید نے سنجیدگی سے سمیرا کو اپنے سامنے رکھی چارپائی پر
بیٹھنے کا کہا۔

منزہ مطیبہ کو بلا لائی۔جو نماز ختم کئیے دعا مانگنے میں مصروف تھی۔

رئید بھائی تمہیں بلا رہے ہیں "کمرے میں آتے مطیبہ سے مخاطب ہوئی۔ "

وہ جاء نماز سمیٹ کر دھڑکتا دل لئے باہر آئی۔

نجانے اب شہاب نے کیا کر دیا ہے 'پریشانی عروج پر تھی۔ خود سے ہی مخاطب ہوتی '

باہر آئی۔

اسے باہر آتا دیکھ کر رئید نے جھکا سر اٹھایا۔

مطیبہ نے نظر ملتے ہی سلام کیا۔

کیسی ہیں آپ ؟"سلام کا جواب دیتے اس نے ہنوز سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ "

ٹھیک "وہ مختصر سا جواب دیتی سمیرا کے قریب ہی ٹک گئی۔ "

مجھے آپ سب سے کچھ ضروری بات کرنی ہے خاص طور سے مطیبہ کی رائے اور انکی "

اجازت چاہیئے "اس کی بات پر تینوں نے چونک کر اسے دیکھا۔

رئید نے ایک نظر مطیبہ پر ڈال کر موڑلی۔

میں نے اس سب مسئلے کا ایک حل یہی نکالا ہے کہ مطیبہ کا کسی سے نکاح کروا دیا "

جائے۔۔۔ تاکہ ایک مضبوط رشتے میں بندھ کر ان کا شوہر بہتر انداز میں شہاب کا

مقابلہ کرسکے "رئید کی پہلی بات پر وہ جو سر جھکائے بیٹھی تھی جھٹکے سے سر اٹھایا۔

کیونکہ اس کا نکاح جعلی ثابت کرنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ اور دوسری بات "

کہ اگر اسے اس گھر کا علم ہو گیا کہ آپ یہاں چھپی ہوئی ہو تو وہ یہاں آنے میں ایک پل

کی بھی دیر نہیں لگائے گا۔اور شمس بابااور یہ لوگ اتنی ہمت والے نہیں کہ آپ کو بچا سکیں۔نہ ہی میں آپ کو بچاسکوں گا۔۔کیونکہ چاہے جعلی صحیح مگر بہر حال وہ نکاح کے پیپرز ہیں۔"اب کی بار رئید مطیبہ سے مخاطب ہواجو گم صم ہو چکی تھی۔

نکاح کون کرے گااس سے"آخران تینوں میں سے سمیرا نے خاموشی توڑی۔ "

میں"رئید کی بات پر مطیبہ نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا۔ "

کیا کہہ رہے ہیں آپ" بالآخر وہ بول پڑی۔ "

میں جانتاہوں یہ سب آپ کے لئے عجیب ہے مگر میں اس سے زیادہ مخلص طریقے" سے آپ کی مدد نہیں کر سکتا۔اور یہ صرف نکاح ہے۔تاکہ آپ کی حفاظت کرتے وقت کوئی قانون مجھے چیلنج نہ کرے کہ 'تم کس رشتے سے اس لڑکی کی مدد کر رہے ہو' آپ خود سوچیں ایسے میں میں کیا جواب دوں گا"رئید نے کھل کر بات کی۔

مطیبہ شش و پنج میں مبتلا تھی۔

میرے خیال میں رئید ٹھیک کہہ رہا ہے۔اس سب کے بغیر ہم تمہیں ان درندوں" سے نہیں بچا سکتے۔اور تم کب تک یوں چھپ کر رہو گی"سمیرا نے اسے حقیقت کا سامنا کروایا۔

مگر یہ کیسے۔۔۔مطلب میں یہ کیسے کرلوں"وہ تینوں اسکی کیفیت سمجھ رہے"

تھے۔

یوں اس کی کمپنی کا باس اسکی جان بچانے کو اپنے آپ کو پیش کر دے تو مقام حیرت ہی تھا۔

ایک جانب مرد کا اتنا بھیانک چہرہ اسکے باپ اور شہاب کی صورت تھا

تو دوسری جاب اسی صنف کا ایسا رحم دل چہرہ شمس اور رئید کی صورت تھا۔

"آپ کو بالکل پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جیسے ہی شہاب والا معاملہ کلئیر ہو گا۔ اسے جیل ہو جائے گی تو میں اس نکاح کو ختم کر دوں گا۔" رئید نے اسے یقین دلایا کہ وہ یہ سب واقعی اسکی مدد کرنے کے لئے کر رہا ہے۔

"اور۔۔۔ اور آپ کے گھر والے۔۔۔ کیا وہ کچھ نہیں کہیں گے آپ کو یوں ایک بے سہارا کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالنے پر" مطیبہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔

وہ کیوں کر رہا تھا۔۔ وہ اتنا اچھا کیوں تھا۔۔

"میری فیملی میں صرف میرے بابا ہیں اور ان کی اجازت لینے کے بعد ہی میں آپ سے بات کر رہا ہوں" رئید نے یہ معاملہ بھی کلئیر کیا۔

"اور آپکی مدر سے بھی میں بات کر لوں گا۔۔۔ آپ مجھے ایڈریس بتا دیں تا کہ میں ان سے بات کر سکوں۔۔ اور انہیں بھی پروٹیکشن میں لے سکوں" رئید نے سمیرا اور

منزہ کے سامنے ایسے ظاہر کیا جیسے رئید اسکے گھر کے پتے سے ناواقف ہو۔حالانکہ وہ اسے ایک بار چھوڑ کر بھی آیا تھا۔

مگر اسکے انداز سے مطیبہ کو سمجھ آ گئی کہ وہ اس بات کا ذکر ان دونوں کے بھی سامنے نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اور مقصد یقینا مطیبہ کی عزت رکھنا تھا۔تاکہ وہ مطیبہ کو غلط لڑکی نہ جانیں۔

ہم لوگوں کے اندر کی سوچ نہیں پڑ سکتے۔اسی لئے کبھی کبھی مار کھا جاتے ہیں۔

احتیاط ہر جگہ لازمی ہوتی ہے چاہے وہ کوئی بہت اپنا بھی ہو۔

رئید کی معاملہ فہمی مطیبہ کو اچھی لگی۔

منزہ ایک پیپر اور پن دینا۔"مطیبہ کے کہنے پر منزہ فوراً کمرے میں بڑھی۔ "

بیٹا اللہ تمہیں اس نیکی کا یقینا بہت اچھا اجر دے گا" سمیرا آنکھوں کی نمی صاف" کرتے ہوئے بولیں۔

وہ کل کی خود پریشان تھیں۔یوں اچانک اس بچی کے لئے اللہ ایسا مضبوط سہارا بھیجے گا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔

رئید نے سمیرا کی دعا پر ایک نظر سامنے بیٹھے جھکے سر پر ڈال کر آمین کہا۔

منزہ جیسے ہی کاپی اور پین لائی۔مطیبہ نے اس پر اپنے گھر کے ساتھ موجود شمیم کے گھر

کا ایڈریس لکھ دیا۔

"بیٹا میرا خیال ہے کہ پہلے تم ماں سے فون پر بات کرلو۔۔بلکہ میں کرلیتی ہوں۔اور اسکے گھر کے حالات بھی پتہ کرلیتی ہوں۔یہ نہ ہو شہاب اسی بات کی تاک لگائے بیٹھا ہو کہ کب تم وہاں جاؤ۔۔یا کوئی ایسا ذریعہ وہاں جائے جس سے ہو تا وہ تم تک پہنچے۔ اور رئید کو تو وہ پہلے ہی سازشی گردان چکا ہے"منزہ کی بات پر ان تینوں نے سر ہلایا۔

"بالکل صحیح بات ہے۔میں تو اسکے سامنے آ چکا ہوں۔یہ نہ ہو ہمارا پلین اس طرح دھرے کا دھرا رہ جائے اور وہ میرے وہاں جانے پر کسی شک میں مبتلا ہو جائے"رئید نے سمیرا کی بات کی تائید کی۔

"صحیح ہے نا۔۔۔اسکی اماں سے بات کر کے پھر ہم تمہیں بتا دیں گے"سمیرا نے بات سمیٹی۔

"ٹھیک ہے۔پھر میں چلتا ہوں۔۔"رئید اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب ہم آپکے نکاح کے چھوہارے کھائیں گے"منزہ اسے چھیڑنے لگی۔

رئید کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ظاہر ہو کر معدوم ہو گئی۔

جبکہ مطیبہ کا چہرہ لمحہ بھر کو سرخ ہوا۔

اس نے نظر ادھر ادھر کر کے خود کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

اللہ سب بہتر کرے بس "سمیرا نے دل سے دعا دی۔ "

"چلتا ہوں "رئید نے منزہ کو گھوری سے نوازا۔ وہ کھلکھلائی۔"

اسی رات مطیبہ نے فون ملا کر سمیرا کو دیا۔ اپنے نکاح کی بات اب وہ خود ماں سے کیسے کرتی۔۔۔۔ چاہے نکاح کیسے بھی ہو رہا تھا۔ مگر اسکے لئے یہی اس وقت ضروری تھا۔ وہ حقیقت پسند تھی اور جانتی تھی رئید صرف اسے بچانے کے لئے یہ سب کر رہا ہے۔ اس کا یہی احسان بہت تھا۔ مطیبہ کو نا چاہتے ہوئے بھی یہ احسان لینا تھا۔ اپنی عزت اسے اپنی انا سے پیاری نہیں تھی۔ اور عزت بچانے کی کوئی اور صورت اس 'نکاح' کے علاوہ اسکے سامنے نہیں تھی۔

کیسی ہو بہن "سمیرا نے بات کا آغاز کیا۔ "

کیسی ہو سکتی ہوں بہن۔ میری جان کا ٹکڑا یوں طوفانوں کی زد میں ہے آپ ہی" بتائیں ایسے میں میں کیسی ہو سکتی ہوں "وہ یاسیت بھرے لہجے میں بولیں۔

بہن اللہ پر یقین رکھیں وہ آپ کو اس مشکل سے ضرور نکالے گا "سمیرا نے انہیں" تسلی دی۔

اسی پر تو یقین ہے "وہ سرد آہ بھر کر بولیں۔ "

توبس سمجھیں کہ وہ یقین پورا ہونے جارہا ہے"انہوں نے مسرت آمیز لہجے میں" کہا۔

کیا مطلب"وہ ناسمجھی سے بولیں۔ "

کل شہاب مطیبہ کے آفس میں بہت ہنگامہ کر کے گیا۔پھر ہم نے مجبوراًاسکے باس کو" سب بتایا۔وہ بہت اچھا بندہ ہے۔اس نے ساری بات سن کر آج ایک حل بتایا ہے۔ جس کے لئے ہمیں آپکی نہ صرف اجازت کی ضرورت ہے بلکہ وہ آپ سے ملنا بھی چاہتا ہے"رفیعہ حیرت سے سب سن رہی تھیں۔

"جی جی بہن بتائیں"

اصل میں شہاب نے جھوٹا نکاح نامہ بنایا ہے۔جس کی وجہ سے رئید جو کہ مطیبہ کا" باس ہے۔اس نے سوچا ہے کہ وہ مطیبہ کواپنے نکاح میں لے کر شہاب جیسے غنڈے کا مقابلہ کر سکے اوراس کے پاس موجود نکاح نامے کو غلط ثابت کر سکے۔اور بالفرض اس نے نکاح کا پیپر نہیں بھی بنایا تب بھی وہ اسے آرام سے جیل بھجوا سکے۔"سمیرا کی بات سن کر رفیعہ سوچ میں پڑ گئیں۔

بہن مجھے توکچھ سمجھ ہی نہیں آرہی"وہ حقیقتاپریشان بھی تھیں اور حیران بھی" تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارے وہ ایسے ہی تھوڑی نکاح کر لے گا۔ آپ اس سے مل لیں۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ "

کیا آپکے گھر کے آس پاس شہاب کے بندے ہیں؟ یہ نہ ہو وہ ملنے کے لئے آئے اور

شہاب اسکا پیچھا کرتا مطیبہ تک پہنچ جائے۔ یا پھر آپ کو تنگ کرے کہ آپ مطیبہ کا پتہ

بتائیں۔ کیونکہ اب تک تو شہاب کو یہ بھی نہیں پتہ کہ آپ کہاں ہیں" سمیرا کی بات

غلط نہ تھی۔

کہہ تو ٹھیک رہی ہیں بہن۔ اچھا میں ایسا کرتی ہوں کل آپکے ہی گھر آجاتی ہوں وہیں "

مطیبہ کے باس سے مل لوں گی۔" رفیعہ نے ہچکچاتے ہوئے ہامی بھر لی۔

کیونکہ میرے گھر کے آس پاس ہر وقت شہاب کے دو بندے موجود ہوتے ہیں۔ جو "

کہ گھر کی پہرہ داری کر رہے ہیں کہ کہیں میں یا مطیبہ یہاں آئیں اور وہ ہمیں پکڑ لیں "

سمیرا کا شک بالکل درست تھا۔

اسی لئے میں نے سوچا تھا کہ آپکی طرف رئید نہ ہی جائے تو بہتر ہے۔" سمیرا نے اپنا"

شک بتایا۔

جی بالکل۔۔ آپ نے صحیح کیا۔" رفیعہ نے انکی تائید کی۔ "

چلیں ٹھیک ہے آپ پھر کل ہماری طرف آجائیں۔" سمیرا نے پروگرام بناتے ساتھ "

ہی رفیعہ کو اپنے گھر کا ایڈریس بتایا۔

اگلے دن برقعہ میں رفیعہ خود کو اچھی طرح ڈھانپے شمیم کے گھر سے نکلیں۔

دل کو دھڑکا بھی لگا تھا کہ کوئی پیچھا نہ کر لے۔

مگر شکر ہوا کہ شہاب کے بندوں کو شک نہیں ہوا۔

شمیم نے روٹ کی بس پکڑی اور سیدھا شمس کے گھر جا پہنچیں۔

مطیبہ تو اتنے دنوں بعد ماں کو دیکھ کر خود پر اختیار کھو بیٹھی۔

نہ میری بیٹی نہ۔۔۔۔اللہ نے دیکھ کتنا کرم کیا ہے ہم پر۔ کیسے تجھے ان سفاک لوگوں"

سے بچا لیا ہے۔اب مجھے کوئی پریشانی نہیں۔یقینا اللہ تیرے لئے بہت بہتر کرے گا۔"

مطیبہ کو ساتھ لگائے۔ سمیرا کے ساتھ ہی چار پائی پر بیٹھی تھیں۔

سمیرا اور منزہ کی آنکھیں بھی اشکبار تھیں۔

آپ کو نہیں پتہ کیسے میں اکیلی ہو گئی تھی۔اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو میں تو مرنے والی"

تھی"مطیبہ نے آنسو صاف کرتے تشکرانہ نظریں منزہ اور سمیرا پر ڈالتے کہا۔

بہن آپ لوگوں کا واقعی بہت شکریہ جس طرح آپ لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔"

اس دور میں ایسا تو اپنے بھی نہیں کرتے"سمیرا کے ہاتھ تھامتے رفیعہ نم لہجے میں

بولیں۔

ارے بہن شرمندہ مت کریں۔یہ میری منزہ کی ہی طرح مجھے عزیز ہے"سمیرا نے"

محبت سے مطیبہ کو دیکھتے کہا۔

منزہ چائے بنانے اندر جا چکی تھی۔

دروازے پر کھٹکا ہوا۔

میں دیکھتی ہوں"سمیرا چارپائی سے اٹھیں۔ "

دروازہ کھولا تو سامنے رئید تھا۔

کیسی ہیں آپ؟"رئید نے محبت سے پوچھا۔ "

اللہ کا شکر ہے۔۔۔آؤ نا"انہوں نے ایک جانب ہوتے رئید کو اندر آنے کا راستہ دیا۔ "

رفیعہ کی متحیر نظریں اس خوبرو شخص کو دیکھ رہی تھیں۔اونچا لمبا رئید بلیک پینٹ

کوٹ پہنے وائٹ شرٹ کے اوپر سٹیل گرے ٹائی لگائے۔جیل سے بالوں کو خوبصورتی

سے جمائے۔خوشبوں میں بسا تیکھے نقوش والا رئید انہیں کسی شہزادے سے کم نہ لگا۔

السلام علیکم"رئید تعظیما رفیعہ کے آگے جھکا۔ "

جو پلک جھپکے بنا اسے دیکھ رہی تھیں۔ نجانے کہاں سے یاد کے پردوں پر کسی کی بھولی

بسری یاد تازہ ہوئی۔

چونک کر اپنے سامنے جھکے رئید کے کندھے پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔

مطیبہ اسے سلام کر کے منزہ کے پاس کچن میں جا چکی تھی۔

جس لمحے وہ لوگ چائے کے لوازمات لے کر باہر آئیں۔ماحول کافی خوشگوار لگا۔

لگتا تھا رفیعہ اس نکاح کے لئے مان چکی ہوں۔

میرے خیال میں آپکی موجودگی میں ہی نکاح ادا ہو جائے تو بہتر ہے "مطیبہ سب کو" چائے کے کپ دے رہی تھی۔جب رئید کی بات پر اسکا رئید کو چائے پیش کرتا ہاتھ کانپا۔

رئید نے ایک اچٹتی سی نگاہ اپنے سامنے موجود بوکھلائی سی مطیبہ پر ڈالی۔

ایک ہاتھ سے ٹرے تھامی اور دوسرے ہاتھ سے چائے کا کپ تھاما۔

مطیبہ نے خجل ہو کر ٹرے چھوڑ دی۔

رئید نے کوئی بھی تاثر دئیے بنا ٹرے سامنے موجود چھوٹے سے لکڑی کے ٹیبل پر رکھی۔

ہاں میرا خیال ہے یہ مناسب ہو گا۔تا کہ پھر کیس شروع کیا جائے "سمیرا نے رئید کی" بات پر ہاں میں ہاں ملائی۔

اور آج ہی آپ دونوں میرے ساتھ میرے گھر چلیں گی۔تا کہ وہاں سیکیورٹی میں" رہیں۔اور ایک دو دن میں میں کیس شروع کروا دوں گا "رئید کی بات پر مطیبہ اور

رفیعہ ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

کیونکہ اس نکاح کے بعد آپ کا واپس اسی محلے میں جانا خطرے سے کم نہیں۔ یہ نہ ہو" انہیں سن گن مل جائے اور وہ آپکے ذریعے ہمیں کسی طرح سے اموشنلی بلیک میل کریں۔"رئید کی بات انہیں درست لگی۔

مطیبہ تو مسلسل خاموش تھی۔

جس نے کبھی کسی کا احسان نہ لیا تھا یوں اچانک زندگی میں کسی کا اتنا بڑا احسان لینا پڑ رہا تھا۔ کہ کوئی شخص اسے اپنا نام ہی دینے پر تل گیا تھا۔

گہری سانس خارج کرتے وہ وہاں سے اٹھ گئی۔

رئید نے خاموش نظروں سے اسے وہاں سے جاتے دیکھا۔

ٹھیک ہے بیٹا"رفیعہ نے رئید کو اپنے پروگرام پر عمل کرنے کا عندیہ دے دیا۔ "

رئید نے سر ہلا کر فیصلہ سنا۔

ایک گھنٹے بعد رئید کے چند دوست اور ایک کزن موجود تھی۔ جبکہ مطیبہ کی جانب سے گواہوں میں شمس بابا اور رئید کے ہی چند دوست تھے۔

رئید کی کزن ایک سادہ مگر پیارا سا ہلکے کافی رنگ کا جوڑا مطیبہ کے لئے لائی۔ ساتھ میں میچنگ جوتے بھی تھے۔

رئید نے منزہ سے کہلوا کر مطیبہ کے جوتے کا سائز پتہ کروایا تھا۔ مطیبہ نے کسی بات پر کوئی احتجاج نہیں کیا تھا۔

وہ بس خاموش تماشائی بنی یہ سب اپنے ساتھ ہوتا دیکھ رہی تھی۔

ایک سناٹا تھا جو اندر باہر پھیل چکا تھا۔

مولوی اور شمس مطیبہ کے پاس کمرے میں آئے جہاں وہ کپڑے تبدیل کئیے۔ سوٹ کا ہی ہم رنگ دوپٹہ سر پر رکھے۔ نکاح کے پیپرز پر کسی روبوٹ کی طرح سائن کر رہی تھی۔

ایک جانب سمیرا رفیعہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے انہیں حوصلہ دے رہی تھیں۔ جو مسلسل روئے جا رہی تھیں۔ اور دوسری جانب مطیبہ کے پاس منزہ اسکے کندھوں پر بازو پھیلائے بیٹھی تھی۔

مطیبہ بالکل ساکت بیٹھی تھی۔ بس قبول ہے کہ وقت ہی اسکے لب فقط ہلے تھے۔

مطیبہ سے سائن کروا کر مولوی رئید کے پاس گیا۔

مطیبہ کی نسبت نجانے کیوں رئید کے دل میں ایک عجیب سی ہلچل تھی۔۔ خوشی

تھی۔۔۔حیرت تھی۔۔۔کیا تھا۔

مگر بے چینی نہیں تھی۔

دل میں ہلچل تھی۔وہ ہلچل جو محبت کی پہلی بارش کی پھوار محسوس کر کے ہوتی ہے۔

رئید نے حسن کو مسلسل آن لائن رکھا ہوا تھا۔

وہ بیٹے کے نکاح کا منظر نم آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

بیٹا وہ بچی کہاں ہے میں دیکھنا چاہتا ہوں "حسن نے نکاح مکمل ہونے کے بعد اپنی"

خواہش کا اظہار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بابا وہ کمرے میں ہیں۔میں مشال کو کہتا ہوں وہ موبائل وہاں لے جاتی ہے "رئید"

ابھی مشال کو آواز دینے ہی والا تھا کہ حسن کے دوسرے موبائل پر کال آنے لگی۔

بیٹا ایک ضروری کال آرہی ہے میں پھر کل ان شاءاللہ بچی اور اسکی امی سے بات"

کروں گا"حسن نے معذرت کی۔

ٹھیک ہے بابا"رئید نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ "

مبارک ہو آنٹی۔۔مبارک ہو بھابھی"رئید کی کزن چہکتے ہوئے مطیبہ کو ساتھ لگا کر"

مبارک دے رہی تھی۔

مطیبہ سپاٹ چہرہ لئے اسکی خوشی دیکھ رہی تھی۔

بھابھی" یہ لفظ ہی کتنا عجیب لگ رہا تھا۔ "

رئید ریفریشمنٹ کا کچھ سامان منگوا چکا تھا۔ منزہ اور مشال (رئید کی کزن) سب کو کھانے پینے کی چیزیں پیش کر رہی تھیں۔

شکر اللہ کا سب خیر خیریت سے ہو گا۔" منزہ نے ہاتھ آپس میں جوڑ کر لمحہ بھر کو" آنکھیں بند کر کے رفیعہ کو مخاطب کیا۔

بس بہن دعا کرنا اس گرداب سے جلد باہر آ جائیں۔ اللہ رئید بیٹے کو بے حساب" خوشیاں دے جس نے ہم غریبوں کے لئے اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے" رفیعہ بھی جانتی تھیں کہ یہ نکاح صرف مصلحتاً کیا گیا ہے۔ وہ کسی خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہتی تھیں۔

کچھ دیر بعد ہی جہاں سب مہمان گئے وہیں رئید نے بھی جانے کی اجازت مانگی۔

آپ سب کا بے حد شکریہ" رئید نے شمس بابا سے ہاتھ ملاتے سمیرا اور منزہ کو بھی" مخاطب کیا۔

اللہ بس انہیں ان تکلیف دہ حالات سے نکالے۔ اور ویسے بھی بیٹا انسان ہی انسان کے" کام آتا ہے نا" سمیرا نے سچے دل سے کہا۔

ہم اسے بہت یاد کریں گے۔ بہت پیاری بیٹی ہے" سمیرا مطیبہ کو ساتھ لگاتے محبت" سے بولیں۔

رئید کو اس کی اس قدر خاموشی بہت چبھ رہی تھی۔پریشان کر رہی تھی۔وہ بالکل گم صم تھی۔

رئید نے اسکے بے تاثر چہرے سے نظریں ہٹائیں۔

اوکے منزہ۔۔۔تم آنا میری اکیڈمی تمہاری جاب کا بندوبست کرتی ہوں"مشال منزہ" سے ملتے ہوئے بولی۔چند ہی لمحوں میں انکی بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی۔

ضرور"منزہ نے بھی ہامی بھری۔ "

گھر سے باہر نکلتے سمیرا نے مطیبہ کو اچھی طرح چہرہ ڈھکنے کا کہا پھر منزہ نے خود ہی آگے بڑھ کر اسکے دوپٹے سے ہی اسکا نقاب سیٹ کر دیا۔

بھابھی آپ آگے بیٹھیں"گاڑی کے پاس آتے ہی مشال نے اسے آگے بٹھانا" چاہا۔

نہیں مشال آپ آگے بیٹھ جاؤ۔میں یا امی بیٹھے تو کسی کے بھی دیکھ لئے جانے کا" خطرہ ہے۔"مشال کو سہولت سے انکار کرتے وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ بھی گئی۔

حالانکہ وہ نقاب میں تھی اور رفیعہ برقعہ میں۔۔۔

مشال نا سمجھی سے اسکا انکار سن کر وہیں جمی رہی۔

رئید نے اسے اشارہ کر کے آگے بیٹھنے کا کہا۔

مطیبہ مشال کو یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ 'نکاح کے ایک پیپر سائن کر لینے سے میں واقعی تمہاری بھابھی نہیں بن گئی اور نا اس رحمدل شخص کی بیوی۔ یہ ایک مجبوری ہے اور مجبوریوں کو میں یوں کیش کروانے کی قائل نہیں۔ میں کل بھی اسکی ملازم تھی آج بھی اسکی ملازم ہوں۔ مالکن نہیں بن گئی'' آنسو پیتے اس نے نظریں باہر بھاگتے دوڑتے منظر پر جمائیں۔

مگر بیک ویو مرر سے دو آنکھیں اسکی آنکھوں کی وحشت سے انجان نہیں تھیں۔ اسکی آنکھوں میں چھپے درد کو محسوس کر رہی تھیں۔ رئید نے پہلے مشال کو ڈراپ کیا۔

پھر گاڑی اپنے گھر جانے والے راستے پر بڑھا دی۔

کچھ دیر بعد ہی گاڑی ایک عالیشان بنگلے کے آگے رکی۔

مطیبہ اور رفیعہ کو تو وہ کوئی محل ہی لگا تھا۔

آئیے ''گاڑی پورٹیکو میں کھڑی کر کے وہ باہر نکلا۔ ''

اسکی تقلید میں وہ دونوں بھی باہر آئیں۔

رئید انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ویرانڈے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندرونی حصے کی جانب بڑھا۔

لکڑی کا منقشف دروازہ کھول کر ان دونوں کو اندر بڑھنے کا کہا۔

وہ دونوں خاموشی سے اندر آ گئیں۔

سامنے بڑا سا ہال تھا جس کے چاروں جانب مختلف دروازے تھے۔

رئید انہیں لئے پہلے ہال کی سیڑھیاں اتر کر صوفوں کی جانب بڑھا۔

بیٹھیں آپ "انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے کسی ملازم کو آواز دی۔ "

ٹھنڈا لاؤ" ملازم کو حکم دے کر وہ اپنے سامنے موجود صوفوں پر بیٹھی رفیعہ اور مطیبہ "

کی جانب متوجہ ہوا۔

رفیعہ برقعہ اتار رہی تھیں۔ مطیبہ نے بھی نقاب گرا لیا تھا۔

ابھی آپ دونوں کچھ دن باہر نہیں جائیں گی۔ میں مشال سے کہوں گا۔آپ دونوں "

کے کپڑوں کا بندوبست کر دے۔"رئید نے کسی باس کے سے ہی انداز میں انہیں اگلے

دنوں کا لائحہ عمل بتایا۔

اتنی دیر میں ملازم جوس لا چکا تھا۔تینوں کو اس نے گلاس پیش کیئے۔

بابا کچھ دنوں میں آجائیں گے۔تو میں زیادہ جلدی اس سب مسئلے کو حل کروں گا۔"""

رئید کو سمجھ نہیں آرہی تھی ان دونوں سے کیا بات کرے۔تو کیس کے حوالے سے ہی

ڈسکس کرنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنٹی آپ کے بھائی نے کبھی آپ سے کانٹیکٹ نہیں کیا"رئید نے رفیعہ سے سوال کیا۔

نہیں بیٹے۔وہ تو ایسے گیا سب تعلق ختم کر کے گیا کہ کہیں بھولے سے بھی میں اس سے کوئی رابطہ نہ کر سکوں"انہوں نے لمبا سانس کھینچتے ہوئے کہا۔

اور آپکے کوئی کزنز۔۔۔کوئی خالہ۔ماموں۔۔"رئید کی بات پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

جب میرے اپنے بھائی نے مجھ سے تعلق نہیں رکھا تو کسی اور رشتہ دار نے مجھے کیا سمجھنا تھا۔"رفیعہ نے دکھ سے کہا۔

اکبر۔۔۔۔کھانا لگاؤ"رئید نے ملازم کو پھر سے ہانک لگائی۔ "

کھانا کھا کر رئید نے ایک کمرہ مطیبہ اور رفیعہ کو دکھایا۔

آپ اگر الگ سونا چاہتی ہیں تو اسکے ساتھ والے کمرے میں سو سکتی ہیں"رئید نے مطیبہ کو مخاطب کیا۔

ارے نہیں بیٹا اتنا بڑا تو کمرہ ہے ہم اکٹھے ہی سو جائیں گے"مطیبہ کے بولنے سے پہلے ہی رفیعہ بولیں۔

رئید پھر بھی منتظر نگاہوں سے اسکی جانب دیکھتا رہا۔

کچھ تو قفل ٹوٹے۔

نہیں ٹھیک ہے سر "مطیبہ نے آخری لفظ بول کر اسے اپنا اور اسکا اصل تعلق باور کروایا۔

اوکے۔۔گڈ نائٹ "رئید سر ہلا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ "

مطیبہ نے اسکی نظروں کی گرفت سے آزاد ہونے پر سکھ کا سانس لیا۔

وہ کیوں اسے یوں اور مسلسل دیکھتا رہا تھا وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

وہ کوئی حور پری نہیں تھی اور اس بات سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔

اگلے دن رئید تو صبح جلد ہی آفس چلا گیا۔گیارہ بجے کے قریب مشال لدی پھندی آئی۔

السلام علیکم۔! کیسی ہیں آپ دونوں "مشال بہت محبت سے ان سے ملی۔ "

بالکل ٹھیک تم سناؤ "کل کی نسبت آج مطیبہ کا رویہ اس سے کافی بہتر تھا۔ "

مشال کو تھوڑا حوصلہ ہوا۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔یہ کپڑے آپ لوگوں کے لئے لے کر آئی ہوں چیک کر "

لیں۔۔اب آپ لوگوں کو لے جا نہیں سکتی تھی اسی لئے جو مجھے سمجھ آیا اسی اندازے سے میں لے آئی "مشال نے شاپر کھول کر ان میں سے چیزیں نکالتے ہوئے کہا۔

کیونکہ اسکے کہنے پر بھی مطیبہ نے خود سے ایک بھی شاپر کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔رفیعہ تو اس سے ملتے ہی چاشت کی نماز پڑھنے چلی گئیں۔

دیکھو"وہ محبت سے چار پانچ وہ سوٹ جو اس نے مطیبہ کے لئے لیے تھے اسکے پاس" صوفے پر لے آئی۔

مطیبہ نے سرسری نگاہ ان پر ڈالی۔سوٹ سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔

میں نے کبھی اتنے مہنگے کپڑے استعمال نہیں کئے اسی لئے مجھے نہیں پتہ کہ اچھے ہیں" یا برے۔۔مگر تم جس محبت سے لائی ہو۔یقیناً اچھے ہی ہیں"مطیبہ یکدم تلخ بولتے بولتے مشال کے چہرے پر پھیلنے والے سائے کو دیکھ کر بات بدل گئی۔

اوہ تھینک یو۔۔۔یہ تم پر بہت اچھے لگیں گے"وہ محبت سے اسکے پاس بیٹھتی اسے" خود سے لپٹا کر بولی۔

تم۔۔۔سر کی کس رشتے سے کزن ہو"مطیبہ اسکے ہاتھ میں تھامے کپڑوں کو شاپر" میں رکھتے ہوئے بولی۔

میں رئید بھائی کی خالہ کی بیٹی ہوں"مشال بھی اسکی مدد کرتے ہوئے بولی۔ "

اور تم رئید بھائی کو سر کیوں کہہ رہی ہو۔۔۔وہ ہزبینڈ ہیں تمہارے اب" مشال اسے "

ٹوک کر بولی۔

تمہیں جب سر نے اس نکاح کے وقت بلایا تو کیا بتایا تھا؟" مطیبہ اس کا سوال نظر "

انداز کر کے اپنا سوال لے بیٹھی۔

یار رئید بھائی شروع سے کچھ عجیب سے بندے ہیں۔انکی سائیکی میں آج تک نہیں "

سمجھ سکی۔

جب بھی ہم کزنز ان سے شادی کا پوچھتے کہ کس سے کریں گے۔تو وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ

کسی بہت حورپری سے نہیں۔۔ایسی ہو جس کے کردار میں ایسی بات ہو کہ وہ مجھے '

کلک کرے۔اورہاں میری شادی ہمیشہ ہنگامی حالات میں ہو گی۔۔پتہ نہیں مجھے کیوں

یقین ہے کہ میری شادی عام لوگوں کی طرح نہیں ہونے والی' اور دیکھ لو۔۔

تم دونوں کی شادی واقعی ہنگامی حالات میں ہو گئی۔" مشال کی حورپری والی بات میں

وہ اٹکی ہوئی تھی۔

مجھے زیادہ تو نہیں معلوم بس اتنا جانتی ہوں کہ رئید بھائی نے کہا تھا' مجھے اس وقت "

تمہاری ضرورت ہے۔۔تمہاری بھابھی لانی ہے۔۔اپنا وعدہ پورا کیا ہے شادی ہنگامی

حالات میں ہے۔اور میری بیوی کے پیچھے چند نیچ لوگ لگے ہیں۔ان سے بچانے کے

لئے یہ سب اس طرح کرنا پڑ رہا ہے' اور بس میں آ گئی" مشال جس بات کو اتنے آسان انداز میں بیان کر رہی تھی وہ مطیبہ کو ہضم کرنا بہت مشکل ہو رہی تھی۔

اسکے تو حواس 'بھابھی" میری بیوی' اور 'وعدہ پورا کرنے' میں بری طرح الجھ گئے تھے۔

وہ تو زئید کی اسی بات پر یقین رکھے ہوئے تھی کہ حالات بہتر ہوتے وہ اسے چھوڑ دے گا۔ تو پھر یہ سب باتیں مشال سے کہنے کا کیا مقصد تھا۔

اسکے چہرے پر موجود تفکرات شاید مشال نے جان تو لئے تھے مگر انہیں پڑھ نہیں سکی تھی۔

کیا ہوا تم اتنی پریشان کیوں ہو۔۔ کچھ غلط کہہ دیا میں نے" اسکی ہونق شکل دیکھ کر وہ یہی سمجھی کہ رات میں گاڑی میں آگے بیٹھنے والی بات کی طرح اب بھی اسے کوئی بات بری لگی ہے۔

نہیں نہیں "مطیبہ حواسوں میں لوٹی۔"

شکر ہے۔۔ رات میں بھی شاید تمہارا موڈ آف ہو گیا تھا میری کسی بات پر تو میں" سمجھی تم ابھی بھی خفا ہو گئی ہو" اسے محبت سے پھر سے اپنے ساتھ لپٹاتے وہ شکر کرنے لگی۔

تم نے اپنا گھر دیکھا ہے"اب وہ اشتیاق سے اسے پوچھنے لگی۔ "

"نہیں۔۔مشال میں"

چلو آئی دکھاؤں"وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بات کاٹتی ہوں اسے لئے کھڑی ہو گئی۔ "

وہ اسے مشال کو سمجھا نہیں سکتی تھی کہ یہ گھر اس کا نہیں۔

وہ یہاں صرف ایک مسافر کی طرح آئی ہے۔ایسا مسافر جو کچھ دیر سستانے کو کسی

سرائے میں پناہ لیتا ہے۔

یہ اس کا گھر نہیں پناہ گاہ تھی۔اور پناگاہوں میں لوگ تا عمر نہیں رہتے۔۔

مگر فی الحال وہ خاموش تھی۔ نجانے کس مصلحت کے تحت رئید نے اسے حقیقت نہیں

بتائی تھی۔اس سے پوچھے بنا وہ مشال سے کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

خاموشی سے اسکے ساتھ چلتی رہی۔

مشال نے ہی خانساماں کو کھانا بنانے کا آرڈر دیا۔خانساماں سے بھی اس کا تعارف گھر کی

حیثیت سے کروا دیا۔

مشال ابھی اس کو تو مت بتاؤ"آخر اسے مشال کو ٹوکنا پڑا۔ "

ارے کیوں نہ بتاؤں۔۔تم نے کل سے سب کو کھینچ کر رکھنا ہے نہیں تو یہ توڈھیلے پڑ"

جاتے ہیں۔اور رئید بھائی کے پاس اتنا کہاں ٹائم ہوتا ہے کہ وہ ان پر چیک رکھیں۔ سو

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب یہ تمہاری ڈیوٹی "مشال اسکی کچھ بھی سنے بنا بس اپنی ہی کہی جا رہی تھی۔

وہ سارا دن مشال انکے ساتھ ہی رہی۔

اب کچھ دن نہیں آسکوں گی۔۔اکیڈمی بھی تو چلانی ہے نا" وہ جانے کی تیاری کر رہی"

تھی جب مطیبہ سے مخاطب ہوئی۔

کس کی تمہاری اکیڈمی؟"مطیبہ نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔ "

ہاں ناما بدولت کی اکیڈمی ہے کلاس سکس سے گریجویٹ کے اسٹوڈنٹس تک کی۔کل "

منزہ کو آفر کی تھی نہ وہاں آکر پڑھانے کی" وہ ان دونوں کے ساتھ چلتی ہوں لاؤنج کے

دروازے سے باہر لان کی سیڑھیاں اتر کر اپنی گاڑی کے پاس جا رہی تھی۔

ماشاءاللہ "رفیعہ نے ستائشی انداز میں کہا۔ "

صحیح "مطیبہ کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ "

اوکے آنٹی۔۔اپنا خیال رکھیئے گا۔" وہ محبت سے رفیعہ سے ملی۔اور پھر مطیبہ "

سے۔۔

بہت مزہ آیا تمہارے ساتھ بیٹا "رفیعہ نے صاف گوئی سے کہا۔ "

مجھے بھی۔۔آتی جاتی رہوں گی۔۔ڈونٹ وری" بال جھٹک کر گاگلز پرس میں سے "

نکال کر پہنے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی میں بیٹھ کر سٹارٹ کرتے ان دونوں کی جانب الوداعیہ انداز میں ہاتھ ہلایا۔

مطیبہ اور رفیعہ بھی اسے ہاتھ ہلا کر اسکی گاڑی باہر نکلتے ہی اندر کی جانب چل پڑیں۔

رات میں رئید کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد جس لمحے وہ کمرے میں گیا اور رفیعہ

عشاء کی نماز پڑھنے تب مطیبہ نے اسکے کمرے میں جانے کا سوچا۔

صبح مشال کے ساتھ ہی اسکا کمرہ دیکھ تو آئی تھی مگر کمرے میں داخل تب بھی نہیں

ہوئی تھی۔

اس کا کمرہ کوئی بہت لگژری روم نہیں تھا۔دروازہ کھلتے ہی سامنے زمین سے تھوڑا سا

اونچا بیڈ اس طرح تھا کہ سیدھے پھٹے پر میٹرس رکھا ہوا تھا۔

کمرے کے دائیں جانب گلاس وال سے لان کا ہر منظر دیکھا جا سکتا تھا۔گلاس وال پر

دبیز پردے پڑے تھے۔

بیڈ کے بالکل سامنے رائیٹنگ ٹیبل تھی۔جس پر ایک لیمپ اور ایک پین ہولڈر تھا اور

ساتھ ایک ریوالونگ کرسی۔

بائیں ہاتھ پر دیوار کے ساتھ کین کا بک ریک پڑا ہوا تھا جس میں بہت سی معلوماتی

کتابیں موجود تھیں۔

ریک کے ساتھ ہی بین بیگز سے بنے دو سنگل صوفے تھے۔۔جو ڈائس کے پرنٹ میں تھے۔

مطیبہ نے دروازہ ناک کیا۔

رئید جو کہ بیڈ پر تقریبا نیم دراز کتاب پڑھنے میں محو تھا ہلکی آواز میں موسیقی بھی لگا رکھی تھی۔ حیرت سے چند لمحے دروازے کو گھورنے کے بعد سیدھا ہو کر بیٹھا۔

کم ان" اسکی اجازت ملتے ہی مطیبہ نے کمرے کا دروازہ کھولا۔ "

اسے دروازے میں ایستادہ دیکھ کر رئید حیران ہوا۔

آئیں پلیز" ٹانگیں سمیٹ کر اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ "

آ۔۔آپ باہر آ سکتے ہیں مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے" گھبراتے لہجے پر قابو پاتے " وہ اندر آنے کو انکاری ہوئی۔

آپ اندر آجائیں کوئی ایشو نہیں ہے۔دروازہ کھلا رکھیں" رئید اسکی گھبراہٹ سے " محظوظ ہوا۔

پہلی بار اسے خود سے گھبراتے دیکھا تھا۔

نہیں آپ باہر آجائیں" وہ بضد تھی۔۔ "

اوکے۔۔آپ لان میں چلیں میں آتا ہوں" رئید نے اٹھتے ہوئے ہامی بھری۔ "

مطیبہ نے سکھ کا سانس لیا اور خاموشی سے باہر جا کر لان کے پلر کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

فینسی لائٹس ارد گرد جگر جگر کر رہی تھیں۔پورے ماحول پر عجیب سا سکوت طاری تھا۔ہر چیز خاموش تھی۔

ایک سحر میں لپٹی ہوئی لگ رہی تھی۔

اور اس سحر کو رئید کے قدموں کی چاپ نے توڑا۔

جی۔۔خیریت تھی "رئید نے اسکے قریب کھڑے ہوتے اسے اب غور سے دیکھا تو" اندازہ ہوا وہ کل کے نکاح والے سوٹ کی جگہ یقینا مشال کے لائے ہوئے گرے اور پرپل سوٹ میں موجود تھی۔دوپٹے کو چادر کی طرح اوڑھا ہوا تھا۔

جی۔۔پہلے تو ان سب کپڑوں کا شکریہ جو آپ نے مشال سے کہہ کر ہمارے لئے" منگوائے "نظروں کو ادھر ادھر گھماتے ہلکا سا رخ موڑے وہ رئید کی نظروں کو پوری طرح اگنور کر رہی تھی۔

رئید کو نظریں چرانے کا یہ کھیل بہت مزہ دے رہا تھا۔

سینے پر ہاتھ لپیٹے گرے کرتا شلوار میں وہ مطیبہ کا صبر آزما رہا تھا۔

ویل۔۔آپ کے ساتھ نکاح کے بعد آپکے نان نفقے کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔تو آپ"

کے لئے یہ سب لا کر میں نے کوئی احسان نہیں کیا اپنا فرض پورا کیا ہے "رئید کے تفصیلی جواب پر اسکی ہتھیلیوں میں پسینہ آیا۔

مگر مجھے یہ احسان لگا۔۔کیونکہ یہ سب مجبوری کی وجہ سے ہے۔لہذا میں چاہتی ہوں کہ جب تک ہم یہاں ہیں تو میں پھر سے آفس جوائن کر لوں "مطیبہ کے مطالبے پر رئید نے بھنویں سکیڑیں۔

ایکسکیوزمی۔۔جب تک میں کیس نہیں کرتا تب تک تو آپ یہاں سے نکل نہیں سکتیں۔۔شاید آپ بھول گئی ہیں کہ کچھ لوگ آپ پر گھات لگائے بیٹھے ہیں "رئید کی بات پر اس نے ایک خاموش مگر خفاسی نظر رئید پر ڈالی۔

میں جانتی ہوں۔مگر میں ایسے یہاں مفتے میں یہاں نہیں رہ سکتی "آنکھیں جھکائے ہاتھوں کو مروڑتی وہ ضدی لہجے میں بولی۔

آپ کو وضاحت میں دے چکا ہوں کہ شوہر ہونے کے ناتے آپکے خرچ کی ذمہ داری مجھ پر ہے "رئید نے پھر سے اسے واضح کیا۔

یہ ایک وقتی تعلق ہے۔۔"مطیبہ نے اب کی بار جتاتی نظروں سے اسے دیکھا۔

جی بالکل۔۔لیکن بہر حال ہے "رئید نے دوٹوک انداز میں کندھے اچکاتے کہا۔

اوکے اگر میں آفس نہیں جاسکتی تو کیا آپکی کزن مشال کی اکیڈمی میں پڑھا سکتی

ہوں۔تاکہ ہمارے کھانے پینے کا خرچہ میں آپ کو دوں "رئید کا دل کیا اس خودداری کی ماری لڑکی کا دماغ درست کرے۔

انسان کو خوددار ہونا چاہئیے مگر اتنا نہیں کہ وہ وقت اور حالات نہ دیکھے۔ "

میں نے آپ کو کہا کہ مجھے آپ کے یہاں رہنے کا معاوضہ چاہئیے "رئید اب کی بار خطرناک حد تک سنجیدہ ہوا۔

لیکن مجھے یوں اچھا نہیں لگ رہا کہ ہم یوں آپ پر کسی بوجھ کی طرح پڑ گئے ہیں"""

رئید کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔۔مرغے کی وہی ایک ٹانگ۔

اس نکاح کا مشورہ آپ نے دیا تھا؟"رئید کے سوال پر وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھ " کر رہ گئی۔

نہیں "کیا رئید کو یاد نہیں۔ "

جب یہ فیصلہ میں نے کیا تھا تو اسکے نفع نقصان سب سوچ کر کیا تھا۔جب نکاح کرتے" میری مرضی تھی تو آپ کا خرچ اٹھانے کی مرضی بھی میری تھی۔۔

لہذا فضول سوچوں کو دماغ میں جگہ دینے سے بہتر ہے آپ اس بات پر فوکس کریں کہ ہم اس مسئلے سے کیسے نپٹنا ہے۔اس سے متعلق کوئی اچھا مشورہ دیں گی تو ضرور سنوں گا۔

فضول باتیں سننے کے لئے میرے پاس ٹائم نہیں ہے "اب کی بار رئید نے لگی لپٹی رکھے بغیر اسے لتاڑا۔

"مگر مجھے "

اسٹپ اٹ مطیبہ "رئید کے لہجے میں غصہ در آیا۔ "

جب اس مسئلے سے نکل جائیں۔ تو آپکے رہنے کا جتنا خرچہ ہو گا وہ سود سمیت میں" لوں گا۔ فکر مت کریں۔

خوددار آپ ہیں تو مفت کی روٹیاں میں بھی کسی کو نہیں دیتا "رئید کی بات کا ذو معنی پن سمجھے بنا وہ ریلیکس ہو گئی۔

اوکے آپ سب خرچہ مجھے بتا دینا میں اپنی پیز میں سے آپ کو دے دوں گی "مطیبہ" جلدی سے خوش ہو کر بولی۔

یہ سوچ کر کہ یہ سب قرض ہے۔

ضرور۔۔ ہر لمحے کا حساب اور خرچ بتاؤں گا۔۔ "رئید کے لہجے کی گھمبیرتا اور نظروں" کی گہرائی نے اب کی بار مطیبہ کو چونکایا۔ اسے رئید کے لہجے میں کچھ انوکھا احساس محسوس ہوا۔

جسے وہ فی الحال جھٹلانے پر آمادہ تھی۔

اب ریلیکس ہو کر سو جائیں۔"رئید اسے تسلی دیتا اس سے پہلے اندر جا چکا تھا۔ "

مطیبہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی۔

آخر وہ منحوس ماں بیٹی گی کہاں ؟"شہاب کے بندے کتنے دنوں سے فائق کے گھر کی "

پہرہ داری کر رہے تھے۔ مگر کوئی خاطر خواہ رزلٹ نہیں ملا۔

کہاں گئیں تیری بیوی اور بیٹی۔۔بتا"شہاب کے قدموں کے پاس فائق لاچار سا"

بیٹھا تھا۔

یک بیک شہاب چلاتا ہوا اس پر برسا اور جوتے کی نوک اسکی کمر پر ماری۔

وہ بلبلا اٹھا۔

مجھے۔۔مجھے نہیں پتہ خدارا مجھے نہیں پتہ "وہ روتا ہوا ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "

ابے کمینے تو نے پانچ کی بجائے پندرہ ہزار بھی لے لئیے مجھ سے اور ابھی تک تیری بیٹی "

بھی میرے ہاتھ نہیں لگی۔۔"وہ پھنکار کر بولا۔

اب ایک ہی حل ہے ایک تو اسکے باس پر نظر رکھو۔دوسرا تیری میسنی بیٹی کی تصویر "

اب اخباروں میں چھپواؤں گا۔اس خبر کے ساتھ کہ تیری بیٹی میری منکوحہ ہے جو

پچھلے چند دنوں سے کسی نے اغوا کرلی ہے۔۔اسے ڈھونڈنے میں میری مدد کریں۔"

ایک ایک لفظ وہ چبا کر بولا۔۔

اور تو۔۔تو اب تب تک یہاں سے کہیں دفع نہیں ہو جاتا جب تک تیری بیٹی نہیں "

ملتی۔شہاب نے کبھی ہارنا نہیں سیکھا" وہ پھر سے جبڑے بھینچ کر بولا۔

تم دونوں کل سے اس کمینے باس کی نگرانی کرو گے۔اسکے گھر کا بھی پتہ کرو اور ہر "

رپورٹ مجھے دو۔۔

ایسے کیسے وہ غائب ہو سکتی ہیں۔یقینا کسی نہ کسی کا ہاتھ اس میں ہے" اپنے دو بندوں کو

حکم دینے کے بعد وہ آنکھیں سکیڑ کر بولا۔

داڑھی کھجاتے اسکی سوچ ان دونوں کے گرد ہی گھوم رہی تھی۔

مجھے چھوڑ دو۔ میں نے تمہارا کیا قصور کیا ہے جہاں تک ہو سکا تمہاری مدد کی" فائق "

پھر سے منمنایا۔

ابے چپ (گالی) بند کرواس کمینے کو۔۔۔" ایک بار پھر اسے ٹھوکر مار کر اپنے بندوں "

سے فائق کو وہاں سے اٹھوا کر اسے ایک کمرے میں بند کرنے کا حکم دیا۔

وہ چیختا چلاتا رہا مگر شہاب جیسے سفاک انسان پر اس کا کیا اثر پڑنا تھا۔

آقا جی۔۔۔منسٹر صاحب کا فون آیا ہے" وہ کرسی پر اور بھی آرام دہ انداز میں بیٹھتے "

پاؤں جوتوں سمیت سامنے موجود ٹیبل پر رکھتے اپنے ریوالر کے ساتھ کھیلنے میں

مشغول تھا کہ اس کا ایک بندہ ہاتھ میں فون لئے تیزی سے کمرے میں آیا۔

شہاب بھی سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

یہ میں کیا سن رہا ہوں کس لڑکی کے پیچھے ہو تم "ایک کڑک آواز فون سے سنائی دی۔

وہ سر جی بس دل کے معاملے ہیں "وہ ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے بولا۔ "

دل کو قابو میں کرو۔۔اور کام پر توجہ دو۔۔ایسی عورتوں کو ٹشو پیپر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے "وہ گرج کر بولا۔

ارے سر جی ٹشو پیپر کو برتنے کا موقع ہی کہاں ملا۔۔اب پیاس بجھانے کو کچھ تو تدبیر کرنی ہے نا "آنکھ دبا کر اپنی غلیظ گفتگو سے وہ منسٹر کو بور کر رہا تھا۔

اچھا ابھی سب باتیں دفع کرو۔وہ جو جلسے کو ناکام بنانے کا میں نے تمہیں کام دیا تھا وہ "سب تیار ہے نا۔یہ نہ ہو تم لڑکی کے چکروں میں میرا کام بھول جاؤ۔پیسے وصول کر چکے ہو۔۔لہذا ذرا سی لاپرواہی ہوئی تو ایک ایک پائی کا حساب لے لوں گا "منسٹر بگڑ کر بولا۔

اوہ سر جی۔آپ فکر ہی نہ کریں۔ایسی تباہیاں کرنی ہے اس جلسے میں کے آپکا مخالف "آئندہ ایسا کرنے کا سوچے گا بھی نہیں۔اجی۔ہاتھ ہی عورتوں پر ڈال کر اسے بدنام کرنا

ہے"وہ پھر اپنی شیطانی سوچ پر مسکرایا۔

ہاہا۔۔شاباش۔۔چلو بھئ انجوائے کرو"وہ مطمئن ہو کر فون بند کر گیا۔"

یار تمہارے آفس کے سی سی ٹی وی کیمروں میں اس دن کی فوٹیجز ہیں جب شہاب" نے تمہارے آفس میں آکر ہنگامہ کیا تھا"رئید اس وقت سمیر بٹ کے پاس موجود تھا جو شہر کا نامی گرامی وکیل تو تھا ہی مگر رئید کا بے حد اچھا دوست تھا۔

ہاں بالکل وہ موجود ہے۔تم کہتے ہو تو کل ہی میں تمہیں وہ پہنچا دیتا ہوں"رئید نے" سر اثبات میں ہلاتے بتایا۔

ہاں یار وہ بہت ضروری ہیں۔اس سے ہمارا کیس اور بھی مضبوط بن جائے گا۔"رئید" شہاب پر جھوٹے نکاح نامہ کا کیس دائر کروانے کے لئے اپنے دوست کے ساتھ بیٹھا پیپر ورک کروا رہا تھا۔

تمہاری ساس کی جو ہمسائ ہیں۔کیا تمہیں یقین ہیں کہ وہ شہاب کے خلاف کورٹ" میں گواہی دیں گی۔کیونکہ وہی ایک آئ وٹنس ہمارے پاس موجود ہیں"سمیر کے ہاتھ تیزی سے سامنے رکھے کاغذات پر چل رہے تھے۔اور ساتھ ساتھ دماغ بھی۔جہاں وہ

اکثر رائید سے سوال پوچھ لیتا تھا۔

ہاں مجھے پورا یقین ہے کہ وہ گواہی دیں گی۔اور اسکے علاوہ میرا آفس کا سٹاف بھی"

شہاب کے خلاف گواہی دے گا۔"رائید نے پر یقین انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے۔کل ہی تم وہ فوٹیجز مجھے دو گے۔اور کل ہم اسے عدالت کی طرف سے"

نوٹس بجھوادیں گے۔مگر اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تمہارے حلقہ احباب

میں تمہاری شادی اور بھابھی کی تمہارے گھر میں موجودگی کا سب کو معلوم ہو۔تاکہ

"کل کو کوئی یہ کہتا ہوا نہ آئے انہیں بھابھی کی موجودگی کا پتہ نہیں تھا

رائید نے اسکی بات پر کسی قسم کا رد عمل نہیں دیا۔بس خاموش ہی رہا۔

وہ جو اس نکاح کو خفیہ رکھنے کے چکر میں تھے لگتا تھا پوری دنیا کے سامنے آکر ہی رہے

گا۔

تو اس کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟"رائید نے اسی سے حل پوچھا۔ "

اپنے اسٹیٹس پر ہر جگہ لگادو کہ تمہارا کچھ ایمر جنسی میں اس اس لڑکی سے نکاح ہو گیا"

ہے۔سب سے معذرت کرلو۔اور ریسیپشن کی کوئی ڈیٹ ڈیسائیڈ کرکے ریسیپشن

بھی دے دو اور سب کو انفارم کردو"سمیر کے مشورے پر وہ خاموش رہا۔

دیکھو کوٹ میں یہ سب پروفس دینے بہت ضروری ہوتے ہیں۔اگر ایسا کچھ نہیں"

ہو گا تو ہمارا کیس کمزور بھی پڑ سکتا ہے۔۔وہ بہت تگڑا بندہ ہے۔" سمیر نے اسے حقیقت بتائی۔

اور بد قسمتی سے بھابھی کے سائن سے لے کر آئی ڈی نمبر تک سب اسکے پاس ہے"""

رئید کو ایک بار پھر چپ لگی۔

اور فرض کرو ہم بتا بھی دیتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں بیچا اور تم انہیں پروٹیکٹ "کرنے آگ ئے جو کہ ہم بتائیں گے۔ مگر وہ نکاح نامہ پروف کے طور پر پیش کرے گا۔

تو پھر بھابھی کی تمہارے ساتھ نکاح میں مرضی شامل ہونا نہ صرف ضروری ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تمہارے سب احباب کو پتہ ہو۔۔" سمیر کی بات اسے کافی حد تک سمجھ آرہی تھی۔

"ٹھیک ہے"

سب سے پہلے تو ہم اسکے باپ کو بھی اندر کروائیں گے جس نے جوۓ کے عوض بیٹی" کو بیچا اور پھر اسی کو پروسیڈ کرتے ہوئے شہاب پر ہاتھ ڈالیں گے" سمیر نے تفصیل شئیر کی۔

ٹھیک ہے۔ میں بابا سے بھی آج بات کرتا ہوں کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے پاکستان" آئیں" رئید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔پریشان نہ ہو۔اللہ بہتر کرے گا۔اور ہاں میں نے تیرے گھر کے باہر "
سکیورٹی بھی ٹائٹ کروادی ہے۔" کھڑے ہو کر رئید سے بغلگیر ہوتے سمیر نے اطلاع
دی۔

تھینکس یار "رئید نے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔ "

اور اپنا بھی خیال رکھنا۔کہ کہیں کوئی تمہارا پیچھا تو نہیں کر رہا کیونکہ شہاب کوئی نہ "
کوئی کمینی چال ضرور چلے گا۔سوچو کنارہنا۔"رئید کو متنبہ کیا۔

ضرور۔۔اوکے یار اللہ حافظ "رئید اس سے ہات ملاتا اسکے آفس سے باہر نکل آیا۔ "

گاڑی آفس کے راستے پر لاتے اسے سمیر کے شک پر یقین کی مہر ثبت ہوتی محسوس
ہوئی جب ایک سفید سوزکی ایوری اسکا پیچھا کرتی آفس تک آئی۔۔یقینا یہ گاڑی آفس
سے اس کا پیچھا کرتی یہاں اور اب یہاں سے واپس آفس آئی ہے۔

رئید کو اب احتیاط کرنی تھی۔

ہیلو سر جی ایک خبر ہے "کیف جو صبح سے رئید کا پیچھا کر رہا تھا۔رئید کا پیچھا کرتے "
ہی وہ وکیل کے آفس تک پہنچا اور اب اسکے پیچھے پیچھے ہی واپس اسکے آفس کے باہر آکر
کھڑا ہوا تھا۔

فون کر کے شہاب کو اطلاع کرنے کا سوچا۔

کیا خبر ہے "شہاب بھی پوری طرح متوجہ ہوا۔ "

سر جی وہ باس ابھی کچھ دیر پہلے ایک وکیل کے آفس گیا تھا اور وہاں سے اب واپس "

اپنے آفس آیا ہے۔"کیف کی بات پر شہاب کا چونکنا بنتا تھا۔

مجھے شک تھا کہ اس کمینے کا کچھ نہ کچھ ہاتھ ہے اس سب میں۔وہ لڑکی ایسے ہی غائب "

نہیں ہو گئی اور اسکی ماں بھی۔

یقینا اسی نے انہیں کہیں چھپایا ہو گا۔تم تصویر اخبار والے دفتر دے کر آئے تھے کہ

نہیں "شہاب دانت پیس کا بولا۔

آقا جی وہ تو میں صبح ہی دے کر پھر یہاں آیا تھا"اس نے تابعداری سے کہا۔ "

ٹھیک ہے۔۔اب دیکھتے ہیں بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی "اسکی شیطانی "

مسکراہٹ اس لمحے اسے اور بھی کرخت بنا رہی تھی۔

سر وہ کہہ رہے تھے کہ خبر دو تین دن تک چھپے گی "کیف نے ایک اور اطلاع دی۔ "

اچھا کوئی نہیں۔تب تک ہم اس کے گھر کی نگرانی کروائیں گے۔کچھ تو معلوم ہو گا "

ہی "شہاب نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

چل اب اپنا کام کر "آنکھیں گھما کر فون بند کیا۔ "

www.neweramagazine.com

بڑی اونچی اڑان ہے تیری "تصور میں وہ مطیبہ سے مخاطب ہوا۔"

رئید نے گھر فون کیا۔اب اسے فکر تھی کہ اگر اس کا پیچھا ہو رہا ہے تو اسکے گھر کا پتہ کروا کر اسکی نگرانی بھی ہو رہی ہو گی۔

ملازم نے فون اٹھایا۔

بی بی کہاں ہیں "رئید کو سمجھ نہ آئے مطیبہ کو کے بارے میں کیسے استفسار کرے۔ "

بھابھی کی بات کر رہے ہیں یا انکی امی کی "ملازم لڑکے نے دانت نکالے۔ "

رئید اسکے بھابھی کہنے پر چونکا۔وہ جو سب کو بتانے کا تہیہ کر رہا تھا۔اسکے گھر میں پہلے سے ہی پتہ تھا۔

ہاں اپنی بھابھی کو بلاؤ "رئید نے سنجیدگی سے کہا۔ "

بھابھی۔۔۔بھائی جی کا فون ہے "سلمان ہمیشہ اسے بھائی جی ہی کہتا تھا۔ "

میرے لئے ؟ "اسے فون سے مطیبہ کی آواز واضح سنائی دی "

جی جی۔۔۔اب مجھ سے تو وہ بات کریں گے نہیں "وہ کافی ہنس مکھ سا سترہ اٹھارہ سال "

کا لڑکا تھا۔

مطیبہ نے اسکے بے وقت مسکرانے پر گھورا۔۔

ہیلو "ریسیور اب مطیبہ کے ہاتھ میں تھا۔ "

ہیلو کیسی ہیں۔سب ٹھیک ہے گھر پر "رئید کے لہجے میں چھپی تشویش مطیبہ کو"
پریشان کر گئی۔

جی سب ٹھیک ہے کیوں خیریت ہے؟"وہ بھی سمجھ گی کہ کوئی مسئلہ ہے۔ "

جی خیریت نہیں ہے۔۔۔شہاب نے میرے پیچھے بندے لگا دیئے ہیں۔اور یقیناوہ"
گھر کی بھی نگرانی کروا رہا ہو گا۔

آپ کوشش کریں کہ فی الحال گھر کے رہائشی حصے میں رہیں۔کیونکہ باہر جائیں گی تب
بھی ہو سکتا ہے وہ کہیں سے گھر کے لان وغیرہ کی نگرانی کروا رہا ہو "رئید نے اسے
احتیاط کرنے کو کہا۔

ٹھیک ہے۔۔"مطیبہ متفکر سی بس یہی کہہ پائی۔ "

چلیں ٹھیک ہے۔کوئی بھی مشکوک حرکت دیکھیں۔مجھے آپ نے فوراً کال کرنی ہے"
ویسے تو میرے گھر کی سیکیورٹی کے لئے میرے ایک دوست نے بندے بھیج دیئے
ہیں پھر بھی ایسے شاطر لوگوں کا کچھ نہیں کہا جا سکتا آپ نے مکمل احتیاط کرنی ہے۔اور
آنٹی کو بھی سمجھا دیجئیے گا "رئید نے اسے تسلی دلائی۔

"جی میں امی کو بتا دوں گی"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنیں" وہ فون بند کرنے ہی والا تھا کہ مطیبہ کی آواز پر فون بند کرتا ہاتھ رکا۔ "

آئم سوری سر" مطیبہ نادم سی ہوئی۔ "

کس بات کے لئے؟" رئید الجھا۔ "

ہماری وجہ سے آپ کی اچھی بھلی زندگی میں بے سکونی آگئی ہے" مطیبہ اسی لہجے میں" بولی۔

وہ تو واقعی آگئی ہے۔۔ بھوک پیاس نیند سب ختم ہوتے جارہے ہیں" رئید کا گھمبیر" لہجہ مطیبہ کو ایک بار پھر چونکا گیا۔ دل نے لے بدلی۔ پھر خود پر قابو پاتے وہ وضاحت دینے لگی۔

نہیں مجھے سیریسلی اب بہت برا لگ رہا ہے۔ ہماری وجہ سے آپ اس آگ میں" کود ے ہیں۔۔۔ کیا کوئی اور حل نہیں ہو سکتا کہ آپ کی جان کو کوئی نقصان نہ ہو۔۔۔ مجھے اب بہت پریشانی ہو رہی ہے" مطیبہ اسکی بات کا اثر زائل کرنے کے لئے بے سوچے سمجھے کیا سے کیا کہہ گئی۔

رئید کے چہرے لبوں پر جاندار مسکراہٹ پھیلی۔

آپ کو واقعی میری جان کی پرواہ ہو گئی ہے؟" رئید کے ذو معنی لہجے پر مطیبہ گھبرائی۔ "

ظاہر ہے آپ میرے محسن ہیں۔۔ پرواہ تو ہو گی" مطیبہ کی وضاحت پر وہ ہولے سے"

ہنسا۔۔

"یہ عشق نہیں ہے آساں بس اتنا سمجھ لیجئیے

اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے۔"رئید کے واضح اظہار نے مطیبہ کو جامد

کر دیا۔

"عشق تو خیر نہیں ہے۔ مگر چونکہ اس آگ میں کود چکا ہوں تو اب تیر کر کنارے تو

جانا ہی ہے"رئید اسکی حالت سے محظوظ ہوتے بات بدل گیا۔

مگر اسکے لہجے کی شرارت مطیبہ کی دھڑکنیں بے ترتیب کر گئی۔

"اوکے اللہ حافظ" گھبراہٹ میں اور کچھ سمجھ نہیں آیا تو یہی کہہ کر فون بند کر دیا۔

رئید کتنی ہی دیر اسکی حالت کو انجوائے کرتا رہا۔

"سر جی اس وقت وہ گھر کے لئے نکلا ہے"کیف شام میں پھر سے رئید کا پیچھا کرتے

اسکے گھر کی جانب جا رہا تھا۔

"بس اس کا پیچھا کرو۔۔ مگر کوئی کاروائی نہیں کرنی۔کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے اس

لڑکی اور اسکی ماں کو اپنے پاس نہ رکھا ہو کہیں آگے بھیج دیا ہو۔

جب تک ہمیں یقین نہیں ہو جاتا کہ وہ یہیں ہیں۔ہم کوئی کاروائی نہیں کریں گے"

شہاب نے اسے سمجھایا۔

ٹھیک ہے آقا جی "کیف خاموشی سے اسکا پیچھا کر رہا تھا۔ "

رئید انجان نہیں تھا۔وہی گاڑی اس وقت پھر اسکے پیچھے تھی۔

آفس سے نکلتے وقت اس نے اپنی لائسنسڈ گن لوڈ کرا اپنے ساتھ رکھی تھی۔

یونی کے دنوں میں اس نے نشانہ بازی کی کافی پریکٹس کرر کھی تھی۔ باقاعدہ مقابلوں میں حصہ لیتا رہا تھا۔

اسی لئے اس کا نشانہ کافی اچھا تھا۔

گھر کے باہر پہنچا تو چار پانچ وردی میں ملبوس جوان اسکے گھر کی پہرہ داری پر موجود تھے۔

رئید کی گاڑی رکتے ہی سلیوٹ کیا۔

رئید نے گاڑی سے باہر آکر ان سے سلام دعا کی۔

پھر گاڑی میں واپس بیٹھ کر گاڑی گھر کے اندر بڑھا لے گیا۔

گھر میں داخل ہوا تو مطیبہ اور رفیعہ دونوں کو کچن میں کام کرتے دیکھا۔

السلام علیکم ۔۔آپ دونوں کیوں یہاں ہیں "وہ حیرت سے انہیں دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وعلیکم سلام جیتے رہو بیٹا۔۔بس بیٹا آرام کر کر کے تنگ پڑ گ ئے تھے سوچا اس بے چارے کا کچھ کام ہی آسان کر دیں"رفیعہ محبت سے اسکے سلام کا جواب دے کر بولیں۔

آپ باہر آئیں۔یہ پہلے ہی نکما ہے آپ دونوں نے اسے اور بھی نکما بنا دینا ہے"وہ رفیعہ کو کندھوں سے پکڑ کر باہر لاتے ہوئے بولا۔

ارے ارے۔۔۔اچھا چلو۔۔پر مطیبہ کو یہیں رہنے دو۔"رفیعہ نے اسکے زبردستی کرنے پر ہار مانتے ہوئے کہا۔اور اسکے ساتھ کچن سے باہر آ گئیں۔

میں آج وکیل کے پاس گیا تھا"رئید انہیں اپنے سامنے والے صوفے پر بٹھا کر خود بھی انکے مقابل بیٹھتے ہوئے بولا۔

اور پھر ساری تفصیل انہیں بتائ۔

اللہ اس مشکل سے ہمیں نکالے۔۔بیٹا جیسا تمہارا وکیل کہتا ہے ویسے کرو۔۔مجھے تو کچھ سمجھ نہیں ان باتوں کی۔بس دل کو دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ وہ کمینہ انسان پھر دوبارہ نہ آ جائے"رفیعہ پریشان ہوئیں۔

اتنی دیر میں مطیبہ چائے بنا کر لے آئ۔

سینٹر ٹیبل پر ٹرے رکھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ کیا کہتی ہیں "رئید نے اس کی بھی رائے لی۔ "

مطیبہ کے چہرے پر فقط سنجیدگی تھی۔

آپکے لائر کی رائے زیادہ مقدم ہے۔۔ہمیں تو ان باریکیوں کا نہیں پتہ "رئید کو کپ "

تھماتے نگاہیں نیچے رکھتے ہوئے بولی۔

ایک کپ رفیعہ کو دیا اور تیسرا کپ لئے خود بھی رفیعہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

میرا تو خیال تھا کہ یہ سب زیادہ سامنے نہ آئے۔ مگر جب عدالت تک جائے گا ظاہر "

ہے تب بھی سب کو پتہ چلے گا۔پہلے پتہ چل جائے تو بھی کوئی مسئلہ نہیں۔"مطیبہ

جان بوجھ کر 'نکاح' کا نام لینے سے کترا رہی تھی۔

یہ سب 'سے مراد اسکی نکاح ہی تھا رئید جان چکا تھا۔ '

ہمم "وہ پر سوچ انداز میں بولا۔ "

السلام علیکم "یکدم آنے والی آواز پر وہ تینوں چونک کر لاؤنج کے دروازے کی جانب "

متوجہ ہوئے۔

جہاں موجود شخصیت کو دیکھ کر رئید کے چہرے پر خوشی اور حیرت کے ملے جلے

تاثرات در آئے

جبکہ رفیعہ کے چہرے پر زلزلے کے آثار تھے۔وہ پتھرائی آنکھوں سے اس شخص کو

دیکھ رہی تھیں جس کی نظریں رفیعہ پر پڑتے ہی ساکت ہوئی تھیں

اور مسکراتے لب خاموش۔

مطیبہ کے چہرے پر صرف اجنبیت کے تاثرات تھے۔

بابا۔۔واٹ آپلیزینٹ سرپرائز"رئید کپ رکھتا فوراا اٹھ کر انکی جانب بڑھا۔ "

جن کی نظریں صرف رفیعہ پر جمی تھیں۔

رئید جیسے ہی اسکے گلے لگا انہیں جیسے ہوش آیا۔محبت سے اسکے گرد بازو باندھے۔

اسکے چہرے پر پیار کیا۔

آپ نے بتایا ہی نہیں "وہ اب بھی خوشی سے تمتماتا چہرہ لئے ان سے شکوہ کر رہا تھا۔ "

سوچا تھا سرپرائز دوں گا مگر یہاں تو میں سرپرائزڈ ہو گیا ہوں "رئید کی بات پر پھیکے "

انداز میں وہ بولے۔کچھ دیر پہلے جو جوش تھا وہ اب مفقود تھا۔

کیا مطلب "رئید نے الجھ کر ان کو دیکھا۔ "

خیر آپ آئیں۔۔۔"وہ انہیں لئے اندر کی جانب بڑھا۔ "

یہ رفیعہ آنٹی ہیں اور یہ مطیبہ ہیں "رئید نے ان دونوں کا بھی تعارف کروایا جو اپنی"

جگہ کھڑی باپ بیٹے کی ملاقات دیکھ رہی تھیں۔

مطیبہ نے جلدی سے سلام کیا انہوں نے ہاتھ بڑھا کر اسکے سر پر پیار دیا۔

ماشاءاللہ بہت پیاری بچی ہے جیتی رہو "مطیبہ جو بس سلام پر ہی اکتفا کر چکی تھی اگلے ہی پل حیران رہ گئی جب انہوں نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر محبت سے اسکے سر پر بوسہ دیا۔

وہ انداز جس کی خواہش وہ اپنے باپ سے کرتی تھی آج کسی اور کے باپ سے پوری ہو رہی تھی۔

نمی یکدم اسکی آنکھوں میں در آئی۔

رفیعہ نے بھی بدقت سلام کیا۔

وعلیکم سلام کیسی ہو۔۔کاش مجھے معلوم ہوتا کہ یہ سب ظلم تمہاری بیٹی کے ساتھ ہو رہا ہے تو بہت پہلے آ چکا ہوتا" حسن کی بات پر رئید اور مطیبہ دونوں ششدر رہ گئے۔

رئید کو لگا جن کی تلاش ان دونوں کو کب سے تھی وہ انکے سامنے ہی ہیں۔

کوئی بات نہیں حسن۔۔۔ہم دونوں دنیا میں شاید ظلم سہنے ہی آئی ہیں۔کچھ ظلم" میں نے سہے اور کچھ میری بیٹی نے" ان کے لہجے کی کاٹ کو مطیبہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

مگر رئید انہیں حق بجانب سمجھ رہا تھا۔

بابا۔۔آپ لوگ بیٹھیں پلیز"رئید نے ان سب کو بیٹھنے کا کہا۔ "

سلمان بابا کا سامان انکے روم میں پہنچا دو"رئید نے سلمان کو آواز لگائی۔ "

جی آیا بھائی جی"سلمان نے کچن سے آواز لگائی"

ایک تو میری سمجھ سے باہر ہے تم باپ بیٹے کو ان غریب رشتے داروں سے کیا محبت ہے"حسن نے تاسف بھری نظروں سے ماں کو دیکھا جو نخوت سے اپنی بات کہہ کر کیوٹیکس لگانے میں مصروف ہو گئیں۔

ممی پلیز۔۔اللہ کو یہ غرور پسند نہیں ہے"حسن نے ماں کو سمجھانا چاہا۔ "

افوہ بھئی۔۔اب یہ مولویوں والی باتیں لے کر بیٹھ جاؤ۔۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ تم باہر سے پڑھ کر آئے ہو۔۔"وہ ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کرواتی ہوئیں سر جھٹک کر بولیں۔

اور میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔تمہارے باپ کے سر پر جو اپنی غریب کزن کی بیٹی سے تمہاری شادی کا بھوت سوار ہے نا۔وہ بھوت تمہارے سر پر چڑھا تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی" بیٹے کو وارن کرتیں وہ اٹھ کر وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھیں۔

حسن نے سر کو ہولے سے نفی کے انداز میں جنبش دی۔

NEW ERA MAGAZINE

باپ تھا کہ اپنی کزن کی بیٹی سے شادی کروانے پر تلا تھا اور ماں تھی کہ جن کا غرور ہی ختم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔ وہ تو جیسے ان دونوں کے درمیان سینڈوچ بن گیا تھا۔

حسن والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور یہ اکلوتا ہونا جہاں خوشی کا سبب تھا وہیں ایک بہت بڑا عذاب بھی تھا۔ کیونکہ دونوں اس پر اپنی اپنی مرضی تھوپتے تھے۔ اور وہ اپنی مرضی نہیں کر پاتا تھا۔

ماں کی خواہش پر باہر پڑھنے چلا گیا۔

واپس آیا تو قدیر نے اسے بزنس میں اپنے ساتھ لگا لیا۔ اس نے بھی چپ چاپ ان کے بزنس کو مزید بڑھانا شروع کیا۔

اسکے والد شروع سے لینڈ لارڈ نہیں تھے۔ تعلیم حاصل کرنے گاؤں سے شہر آئے۔ پڑھائی ختم کرتے ہی ایک دوست کے ساتھ بزنس شروع کیا اور پھر وہ چمکتا گیا۔

اسکی والدہ مہر بانو نے کسی بزنس ڈنر میں دیکھا اور ان پر دل ہار گئیں۔ قدیر مردانہ وجاہت کا شاہکار تھا۔

مہر ماہ نے کسی طرح انہیں اپنی جانب متوجہ کر ہی لیا۔ خوبصورت تھیں قدیر نے بھی ہامی بھر لی۔

شادی کے بعد پہلی اولاد کے وقت ہی کچھ ایسی پیچیدگیاں ہوئیں کہ وہ حسن کے بعد

دوبارہ ماں نہیں بن سکیں۔

اسی لئے ساری توجہ حسن پر مبذول تھی۔

قدیر گو کہ گاؤں سے آگئے تھے مگر پیچھے رہ جانے والے بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ مدد کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھتے تھے۔

حسن کے باہر سے تعلیم مکمل کرکے آتے ہی وہ حسن کو لئے گاؤں گئے۔مہر بانو کو گاؤں کبھی پسند نہیں رہا تھا۔وہ قدیر کے ساتھ بھی بہت کم جاتی تھیں۔اس بار بھی نہ گئیں۔مگر یہ نہ جانا انکے گلے پڑ گیا۔

قدیر اپنی خالہ کی بیٹی کے گھر اسکی مزاج پرسی کرنے گئے تو معلوم ہوا وہ بیمار ہے۔

اسکی ایک ہی بیٹی رفیعہ اور ایک ہی بیٹا ندیم تھا۔

خاوند بھی کافی لاغر تھا۔وہ چاہتی تھیں کہ انکے مرنے سے پہلے بیٹی کا گھر بس جائے۔

قدیر کی رفیعہ کی ماں سے شروع سے بہنوں والی انسیت تھی۔انکی تکلیف۔۔ان کا رونا قدیر کو برداشت نہ ہوا تو رفیعہ کو حسن کے لئے مانگ لیا۔

حسن سے پوچھا تو اس نے باپ کے فیصلے کی خلاف ورزی نہیں کی۔

وہیں بات پکی کرکے آگئے۔

گھر آکر جب مہر بانو کو بتایا انہوں نے تو ایسا طوفان کھڑا کیا کہ حسن کو اس طوفان کے

آگے کھڑا رہنا مشکل ہو گیا۔ مگر قدیر ڈٹ کر ان کا مقابلہ کرتے رہے۔

میں زبان دے آیا ہوں اور زبان سے ہم پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں۔ تم خود "

اس بچی کو دیکھو گی تو تمہیں بہت پسند آئے گی۔ بہت پیاری ہے وہ" ان پر مہر بانو کے

واویلے کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

دیکھتی ہے میری جوتی" وہ چلائیں۔ "

یہ بات یاد رکھنا کہ اسکی شادی میں اگر تم شامل نہ بھی ہوئیں تو مجھے کوئی افسوس نہیں "

ہونے والا۔ اسی لئے سیدھی طرح اسکے نکاح کی تیاری کرو۔ نکاح کے چند مہینوں بعد

ہم شادی کر دیں گے" انہوں نے اپنا فیصلہ سنایا۔

مہر بانو انکے انداز دیکھ کر وقتی طور پر خاموش ہو گئیں۔

مگر حسن کی برین واشنگ کرتی رہیں۔

جس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ الٹا حسن ماں سے متنفر ہو گیا۔

انکی ہر وقت کی امیری غریبی کا راگ الاپنے والی حرکت اسے بے حد گراں گزر رہی

تھی۔

ہفتے بعد ہی اسکے نکاح کی تیاری شروع ہو چکی تھی۔

میں نے کتنا تمہیں سمجھایا مگر تم پر کوئی اثر نہیں ہوا" وہ تھوڑی دیر پہلے ہی آفس سے آیا تھا کہ مہر بانو پھر سے لٹھ لئے اسکے پیچھے پڑ گئیں۔ وہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا جوتے اتار رہا تھا جب وہ اسکے کمرے میں، اسکے پاس بیٹھ کر کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔

ممی پلیز میں تنگ آگیا ہوں روز روز کی ان باتوں سے" وہ بہت دھیمے مزاج کا انسان تھا مگر ماں کی ان تکلیف دہ باتوں پر آخر کار پھٹ پڑا۔

ہاں تو نکالو خود کو اس اذیت سے۔۔ایک سے ایک لڑکی ہے ہمارے حلقے میں ۔۔۔ میں تمہاری ان میں سے جس سے تم کہو گے تمہاری شادی کروا دوں گی" وہ اسے نئے مشورے دینے لگیں۔

ہاں اور کل کو وہ آپکی طرح میری اولاد کو امیری اور غریبی کے سبق پڑھا رہی ہو۔۔" ممی اللہ نے ہم سب کو انسان بنایا ہے۔امیری اور غریبی کسی انسان کی انسانیت کو جج کرنے کا پیمانہ نہیں ہے۔۔اصل پیمانہ انسانیت ہے۔" وہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں ماں کو ایک بار پھر سمجھانے لگا۔

حسن تمہیں کیا ہو گیا ہے بیٹا۔۔ کیا یہ سب دولت جائیداد ہم نے اسی لئے بنائے ہیں" کہ تم ایک غریب غرباء سے شادی کر کے اس پر خرچ کرو" وہ ہاتھ لہراتے ایک ادا سے

بولیں۔

"یہ آپ کا بنایا ہوا نہیں ہے۔یہ اللہ کی دین ہے۔وہ چاہے تو ایک سیکنڈ میں یہ سب الٹ دے اور آج جن کو آپ غریب کہہ رہی ہیں۔کل کو ہم بھی انہی کی لائن میں شامل ہو جائیں۔ممی اتنا غرور اللہ کو پسند نہیں "حسن تاسف بھری نظروں سے ماں کو دیکھ کر بولا۔

"اب پھر شروع کر دو یہ مولویوں والی باتیں۔۔۔تم دونوں کو سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانا ہے۔مگر یاد رکھنا میں بھی کسی کام میں پیش پیش نہیں ہوں گی" آخر انہوں نے اموشنلی بلیک میل کرنا شروع کیا۔

"میرا خیال ہے ڈیڈی آپکو پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔شادی کے لئے ایک نیک اور اچھی عورت کی ضرورت ہوتی ہے میرے خیال میں رفیعہ ویسی ہی ہے "حسن نے دوٹوک انداز میں کہا۔مہربانو نے غضیلی نظروں سے بیٹے کے انداز دیکھے۔

"جہنم میں جاؤ دونوں "اور پھر انکا ہر احتجاج دم توڑ گیا۔جب نکاح کا دن آیا۔ قدیر کی مرضی کے مطابق سادگی سے نکاح گاؤں جا کر ہوا۔

مہربانو اس وقت تو خاموشی سے شامل ہو گئیں مگر دل میں سوچ لیا کہ یہ سب ختم کروا

کر رہیں گی۔

مگر انہیں کوئی چال چلنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

حسن اور رفیعہ کی شادی سے ہفتہ پہلے قدیر کا انتقال ہو گیا۔

شادی ملتوی کرنی پڑی اور مہر بانو کو موقع مل گیا۔

حسن تم سے ایک بات کرنی ہے بیٹا" حسن باپ کے بعد ماں کا اور بھی زیادہ خیال "رکھنے لگ گیا تھا۔

ان کی کسی بات سے انکار نہ کرتا۔ مہر بانو بھی تو قدیر کی جدائی میں نڈھال سی ہو گئیں تھیں۔

جی ممی کہیں "حسن انکے کمرے میں انکے بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ مہر بانو نیم دراز "اجڑی صورت میں لیٹی ہوئی تھیں۔

حسن ہولے ہولے انکی ٹانگیں دبا رہا تھا۔

جب سے اس لڑکی کا اس گھر میں نام لیا جانے لگا۔ ہماری تو سمجھو کم بختی ہی آ گئی۔ "

پہلے تمہارے ڈیڈی مجھ سے لڑتے رہے۔ حالانکہ ہماری کبھی شادی کے بعد لڑائیاں نہیں ہوئیں۔ جیسے اور میاں بیوی کی ہوتی ہیں۔ مگر نجانے وہ منحوس ایسی ہماری

زندگیوں میں آئی کہ ہمارے گھر میں فساد سا پیدا ہو گیا۔

اور اب شادی کی ڈیٹ قریب تھی تو میرا شوہر کھا گئی۔

حسن مجھے یہ لڑکی بہت منحوس لگتی ہے "وہ خوفزدہ مگر کسی قدر متنفر لہجے میں بولیں۔

حسن لب بھینچ کر رہ گیا۔

جو بھی تھا یہ رشتہ اسکے باپ نے جوڑا تھا اور حسن اسے توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ویسے بھی

اسکی ماں کی ظالم سوچوں کے پیچھے اس معصوم کیا قصور جسے اسکے نام کیا گیا تھا۔

ممی پلیز۔۔۔آپ پڑھی لکھی ہو کر کیسی باتیں کر رہی ہیں "حسن کو ماں کو ٹوکنا پڑا۔ "

کیا مطلب کیسی۔۔۔ تمہیں خود نظر نہیں آرہا۔ حسن میں اب اور کوئی نقصان "

برداشت کرنے کی اہل نہیں۔۔ تم تم۔۔اس لڑکی کو طلاق دو "ماں کی بات پر وہ

ششدر کتنے ہی لمحے بے یقینی سے انہیں دیکھتا رہا۔

جو دایاں بازو ماتھے پر موڑ کر ٹکائے اس سے نظریں چرا رہی تھیں۔

آ۔۔آپ جانتی بھی ہیں کہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔"حسن نے انہیں انکی ظالمانہ "

سوچ کا احساس دلانا چاہا۔

کیا برا کر رہی ہوں میں۔۔۔۔ تمہیں اور خود کو اس کی نحوست سے بچانا چاہتی ہون۔"

اس میں کیا برا ہے "وہ جھٹکے سے سیدھی بیٹھتی ہوئیں چلائیں۔

ممی۔۔۔موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔ہم بندوں کا اس میں کیا قصور" حسن نے محبت سے انہیں سمجھانا چاہا۔

میں تمہیں کہہ رہی ہوں کہ میں کوئی اور بات نہیں جانتی۔۔بس یہ لڑکی اب ہماری زندگیوں میں نہیں رہے گی۔کل کو تمہیں یا مجھے کچھ ہو جائے تو۔۔۔اور ویے بھی ابھی تو وہ اس گھر میں آئی نہیں تو تمہاری طرفداریاں ختم نہیں ہو رہیں۔

جب وہ آجائے گی تم تو ماں کو پوچھو گے بھی نہیں کہ زندہ ہے یا مر گئی" وہ ایک ہی سانس میں بولتی چلی گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عجیب ہسٹیرک ہو رہی تھیں

ممی۔۔پلیز ممی۔۔اپنی بیوی کو بغیر کسی وجہ کے کیسے طلاق دے دوں۔۔یہ گناہ ہے""" حسن کے چہرے پر اندرونی تکلیف کے آثار بآسانی پڑھے جا سکتے تھے۔مگر وہ کیسی ماں تھیں جو اپنی اولاد کے چہرے پر رقم اذیتوں کی تحریر نہیں پڑھ پا رہی تھیں۔

میں اسے اس گھر میں اور اپنے نزدیک برداشت نہیں کر سکتی۔تم اسے طلاق نہیں دو گے تو تم بھی اس گھر سے دفع ہو جاؤ۔۔مگر میں اسے یہاں کبھی نہیں لاؤں گی۔

وہ ڈائن ہے مجھے بھی کھا جائے گی" انکے چلانے میں اضافہ ہو چکا تھا۔

غصے سے حسن پر آنکھیں نکالتیں وہ اسے اپنا فیصلہ سنا رہی تھیں۔

مت کریں ممی ایسے۔۔اب آپ ہی تو میرا سب کچھ ہیں۔آپ کو کیسے چھوڑ سکتا"

ہوں۔"وہ بے بسی سے بولا۔ماں اسے سمجھنے کو ہی تیار نہیں تھی۔

مجھے نہیں چھوڑ سکتے تو اسے چھوڑ دو۔تمہیں ایک کا انتخاب کرنا پڑے گا حسن۔۔"

میں اس لڑکی کو تمہاری اور اپنی زندگی میں ہر گز آنے نہیں دے سکتی"وہ ہذیانی انداز

میں بولیں۔

ممی وہ میری زندگی میں آچکی ہے۔یہ ڈیڈی کا فیصلہ تھا مجھے یہ بہت مقدم ہے۔۔"""

حسن نے انہیں کندھوں سے تھام کر سمجھانا چاہا مگر وہ مچھلی کی طرح اسکی گرفت سے

تڑپ کر نکلیں۔

جو زندہ ہے تمہیں اسکے کہے کی پرواہ نہیں جو مر گیا ہے اسکے فیصلے کو لے کر پیٹتے"

رہو۔۔نہ تمہارے باپ نے سنی تھی نہ اب تم سن رہے ہو۔۔

ٹھیک ہے کل صبح اپنا سامنا باندھو اور چلے جاؤ یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے"وہ سرخ

چہرہ لئے غصے سے بولیں۔

حسن ہاتھوں پر سر گرائے بے بسی کی تصویر بنا ہوا تھا۔

وہ یہ رشتہ توڑنا نہیں چاہتا تھا۔وہ نکاح کے بعد چند ایک بار رفیعہ سے ملا تھا۔۔وہ بہت

پیاری لڑکی تھی۔معصوم سی۔

قدیر کی وفات پر وہ چند دن انکے ہی گھر میں رہی تھی۔

حسن کا چند ایک بار اس سے آمنا سامنا ہوا تھا۔

اسکی آنکھوں میں موجود اپنے لئے محبت وہ دیکھ چکا تھا۔

اسے چہرے پڑھنے کا فن آتا تھا۔اور رفیعہ کے چہرے پر واضح اسکی محبت دیکھی اور پڑھی جاسکتی تھی۔

حسن کو وہ کہیں سے بری نہیں لگی تھی۔

ممی آپ۔۔"وہ بات پوری بھی نہ کر پایا کہ مہر بانو نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش" کروایا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں یا تمہاری نام نہاد بیوی "حسن کی جانب دیکھنے کی بجائے بائیں جانب چہرہ موڑے" وہ پتھریلے تاثرات سمیت بولیں۔

حسن کتنی ہی دیر خاموش رہا۔

صرف آپ "اندر کی جنگ سے تھک ہار کر اس نے ماں کا انتخاب کیا۔ "

شور تھا کہ اندر بڑھتا جا رہا تھا۔

مہر بانو نے خوشی اور حیرت کے تاثرات لئے اسے دیکھا۔پھر خود سے لگاتے خوشی سے کھنکھناتی آواز میں گویا ہوئیں۔

مجھے پتہ تھا میرا بیٹا میرا مان رکھے گا" حسن نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں۔ "

دل میں ہزار بار اللہ سے معافی مانگی۔

انسان کیسے کسی کو پل میں حقیر اور پل میں عرش پر بٹھاتا ہے۔

مگر اللہ تو سب دیکھ رہا ہوتا ہے۔

وہ مہر بانو جو اس بات سے خوفزدہ تھی کہ رفیعہ کے آتے ہی وہ مر جائے گی یا حسن کو کچھ ہو گا۔

حسن کے رفیعہ کو طلاق بھجوانے کے ٹھیک ایک ہفتے بعد ہمیشہ کی نیند جا سوئی۔

حسن کا صدمے اور غم سے برا حال تھا۔

وہ خوف جو اسے کسی انسان کے وجود سے تھا۔۔ وہ خوف اللہ نے حقیقت کے روپ میں اسکے سامنے لا کھڑا کیا مگر کسی انسان کے توسط سے نہیں بلکہ قسمت کے روپ میں۔

ہوتا وہی ہے جو انسان کی قسمت میں ہے۔ کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ماں کی وفات سے سنبھلتے ہی حسن نے سب کچھ وائنڈ اپ کیا۔ اسکا ایک دوست دبئی میں تھا۔

اس نے حسن کو دبئی بلا لیا۔وہ خود بھی اس تکلیف دہ ماحول سے نکل جانا چاہتا تھا۔اسے لگتا تھا ایک بے قصور کی آہ لگ گئی ہے۔

اسی لئے وہ پاکستان اور اپنے گھر میں مطمئن نہیں تھا۔

دبئی جاکر دوست نے ہی زبردستی رئید کی ماں سے حسن کی شادی کروائی۔

اور وہ بھی رئید کی پیدائش کے کچھ لمحوں بعد حسن کی زندگی سے چلی گئی۔

حسن کی زندگی جامد ہو چکی تھی۔

اور اپنا غبار اس نے ایک دن رئید کے سامنے کھول دیا۔

رئید زبردستی پاکستان آیا تھا۔اور باپ کو کہہ کر گیا تھا کہ آپ وہاں آئیں گے اور اپنے خوف سے چھٹکارا پائیں گے۔

حسن کو دبئی میں پتہ چلا تھا کہ رفیعہ کی شادی اسکی ماں نے کسی نشئی سے کروادی ہے۔

اور رفیعہ کے ساتھ ہونے والی اس زیادتی کا قصوروار وہ خود کو گردانتا تھا۔

بابا آپ فریش ہو لیں "رئید مطیبہ کی پریشانی بھانپ چکا تھا جو ابھی تک کنفیوز تھی کہ " رئید کے والد کو اسکی ماں کیسے جانتی ہے اور وہ کون سا ظلم ہے جس کی وہ بات کر رہی

ہے۔

حسن رفیعہ کے سامنے اتنے شرمندہ کیوں ہیں۔

مطیبہ نے ایک ترچھی نظر رئید پر ڈالی یقیناً یہ ہر بات سے واقف تھا۔

پھر الجھی نگاہ ماں کے پر سکون چہرے پر ڈالی۔

جاتا ہوں بیٹا" حسن اور رفیعہ ابھی بھی روبرو کھڑے تھے۔ "

اور انکے ساتھ کھڑے رئید اور مطیبہ بھی ایک دوسرے کے روبرو کھڑے تھے۔

مگر اس سے پہلے مجھے معافی مانگنی ہے۔مجھے معاف کر دو رفیعہ۔۔خدا گواہ ہے کہ میں "

وہ سب کرنے کے بعد ایک پل بھی سکون سے نہیں رہ سکا۔اور می جنہوں نے

زبردستی مجھ سے وہ گناہ کروایا وہ اپنے شک اور وسوسوں سمیت ایک ہفتے بعد ہی منوں

مٹی تلے جا سوئیں" وہ ہاتھ جوڑے نم آنکھیں لیئے رفیعہ سے معافی مانگ رہے تھے۔

حسن ایسے مت کہیں۔۔ہاں اس اذیت سے تب نکلنا آسان نہیں تھا۔ مگر اب وہ "

ماضی کی باتیں ہو گئیں ہیں۔مجھے ان پر اب کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

آپ یہ سب مت کریں مجھے آپکی ماں سے بھی کوئی شکوہ نہیں۔یقیناً بچوں کے لئے ماں

باپ کے فیصلے ہی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔۔۔ماموں کی وجہ سے آپ نے نکاح کیا

اور ماں کی وجہ سے طلاق۔۔ مگر مجھے آپ سے اب کوئی شکوہ نہیں" مطیبہ الجھی

نظروں سے ماں کی باتیں سن رہی تھی۔

رئید اسکے تاثرات بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

یکدم نجانے اسے کیا ہوا۔

مطیبہ کا ہاتھ تھام کر بیرونی حصے کی جانب چل پڑا۔

حسن اور رفیعہ نے اس کا نکلنا محسوس نہیں کیا۔

ماضی اور حال کے سنگم نے انہیں ایسا بوکھلا دیا تھا کہ وہ رئید کی اس حرکت کو نوٹ نہ کر سکے۔

دونوں چند لمحوں کے لئے یہ بھول گۓ تھے انکے ارد گرد انکے علاوہ بھی کوئ ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ مطیبہ نے رئید کی اس حرکت پر حیرت سے اسے دیکھا۔

وہ تو ماں اور حسن کی انکی کہانی کو ہی سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ رئید نے اسکا ہاتھ تھام کر اسے اور بھی بوکھلا دیا۔

کیا کر رہے ہیں آپ" آخر وہ دبے دبے لہجے میں چلائ۔ "

اسکے یوں خود کو زبردستی گھسیٹ کر باہر لانے کی وجہ نہیں سمجھ سکی۔ سارا دن اسے باہر نہ نکلنے کا کہہ کر اب وہ اسے لئے باہر آرہا تھا۔

مگر یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ اسے ایک پلر کے ساتھ ایسے کھڑا کیا کہ کوئ مطیبہ کو دیکھ

نہیں سکتا تھا۔

اور خود اسکے سامنے اسکے مدمقابل آ کھڑا ہوا۔

مگر اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا۔

مطیبہ کی سب حسیات اس ہاتھ میں سمٹ آئیں جو رئید کے ہاتھ میں تھا۔

ان دونوں کو اس وقت ہماری ضرورت نہیں ہے۔وہ اپنے ماضی کے اوراق کھنگال رہے ہیں۔جہاں ایک شخص کی کوتاہئیاں اور دوسرے کا صبر درج ہے۔

انہیں معافی تلافی کے عمل سے گزر لینے دیں پھر ہم انکے پاس چلے جائیں گے "سکون سے اس کا ہاتھ چھوڑ کر سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے اس نے مطیبہ کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے خود کو تیار کیا۔

مگر میری امی کا آپکے والد سے کیا رشتہ ہے۔اور یہ نکاح اور طلاق کی کیا بات ہے۔"

مجھے آپکے چہرے سے لگ رہا ہے کہ آپ سب جانتے ہیں "مطیبہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

رئید ہلکا سا قہقہہ لگا گیا۔

چہرے پڑھنے آگ ئے ہیں آپ کو۔۔۔؟ابھی تو میری سنگت میں رہیں بھی نہیں""

رئید کی گہری نظروں سے بچنے کے لئے اس نے ہمیشہ کی طرح نظریں دوسری جانب

موڑیں۔

ظاہر ہے کوئی بھی آپکے چہرے سے بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آپ سب جانتے ہیں۔" میری طرح ہونق نہیں لگ رہے "مطیبہ بگڑے لہجے میں بولی۔رئید کی جاندار مسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔

آپکو کیسے پتہ آپکا چہرہ ہونق لگ رہا ہے۔میری آنکھوں میں نظر آرہا ہے کیا؟"وہ" رئید سے ایسی بات کی توقع کرنا نہیں چاہتی تھی مگر ان دنوں وہ جس انداز میں باتیں کرکے اسے حیران کررہا تھا۔اب وہ اس سے ہر طرح کی توقع کرتی تھی۔

پلیز سر"مطیبہ نے اسے ٹوکنا چاہا۔ "

پہلے تو آپ مجھے سر کہنا بند کریں کیونکہ آپ میری سیکنڈ کزن ہیں۔۔"رئید کی بات " پر اسے رئید کی جانب دیکھنا پڑا۔

اسکی آنکھوں کی حیرانی اور سوال رئید کو اسے سب بتانے پر اکسانے لگے۔

جی۔آپ میری کزن ہیں۔۔"رئید نے بنا کہے اسکا سوال سمجھتے اپنی بات کی تصدیق " کی۔

یہ۔۔یہ سب کیا ہے۔۔اگر آپ سب جانتے ہیں تو مجھے بتائیں پلیز"مطیبہ نے " آخرکار بے چارگی سے کہا۔

کہانی تھوڑی لمبی ہے۔۔۔"اور پھر رئید ہر راز سے پردہ اٹھاتا چلا گیا۔مطیبہ دم "

سادھے وہ سب حقیقتیں سن رہی تھی جن کا ذکر حسن اور رفیعہ اپنی ملاقات میں چند

لمحوں پہلے کر رہے تھے۔

مطیبہ سکتے کے عالم میں سب سن رہی تھی۔

آپکے فادر اتنے سفاک کیسے ہو سکتے ہیں ؟"خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے وہ بدقت "

بولی تو لہجہ نم تھا۔

رئید جو سب بتا کر چہرہ نیچے کیئے تھا جیسے اپنے باپ کے اقدام پر نادم ہو۔

ہاں میں مانتا ہوں بابا کا فیصلہ بالکل غلط تھا۔میں یہ بھی مانتا ہوں کہ بابا میں شاید اتنی "

ہمت نہیں تھی کہ اس رشتے کو کسی بھی اور طریقے سے قائم رہنے دیتے۔

لیکن دوسری جانب آپ یہ بھی دیکھیں کہ آپ والدین سے مقابلے پر نہیں اتر

سکتے۔"رئید کی بات پر وہ ایک طنزیہ مسکراہٹ اسکے چہرے پر بکھری۔

تو اس کا مطلب ہے کہ ماں باپ کے مقابلے پر کسی معصوم کے ارمانوں کا خون کر دیا"

جائے۔آپ اپنے فادر کو ڈیفینڈ کر رہے ہیں ؟"مطیبہ نے اسے مشکل میں ڈالنا چاہا۔

نہیں میں کسی کو ڈیفینڈ نہیں کر رہا اور نہ ہی یہ کہہ رہا ہوں کہ ایک رشتے کو بچانے "

کے لئے آپ دوسرے اتنے ہی اہم رشتے کو داؤ پر لگا دیں۔مگر ہر انسان کی مشکل

حالات کو برداشت کرنے کی اپنی اپنی سکت ہوتی ہے۔

بابا ان حالات کو بہتر طور پر ڈیل نہیں کر سکے "رئید نے اپنا نقطہ نظر کلئیر کیا۔

اور ویسے بھی بابا اپنے کیئے پر شرمندہ ہیں "رئید کی بات پر مطیبہ نے اب کی بار ترچھی" نظروں سے اسے دیکھا۔

انہیں ہونا بھی چاہئیے۔ میرے ساتھ کوئ ایسا کرتا میں اسکی زندگی عذاب بنادیتی"""

اسکے غصیلے انداز پر رئید کے لبوں پر بڑی شرارتی مسکراہٹ آئ۔

آپ مجھے وارن کر رہی ہیں؟"رئید کا شرارتی سا استفسار مطیبہ کو سٹپٹانے پر مجبور" کر گیا۔

کیا مطلب؟"بھول پن سے پوچھا جو مصنوعی تھا اور رئید جیسے بندے سے اپنی اصل" کیفیت چھپانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔

سمجھ تو آپ گئیں ہیں۔۔بس انجان بن رہی ہیں۔ میرا خیال ہے اندر چلیں اب۔۔"

امید ہے حالات بہتر ہو گئے ہوں گے "رئید نے جان بوجھ کر اسکی بات کا رخ بدلا۔

اور مڑ کر قدم اندر کی جانب بڑھادئیے۔ وہ بھی پیچھے پیچھے اندر آ گئ۔

مگر اسکے بعد اسکا موڈ حسن کے سامنے ٹھیک نہ رہا۔

خاموشی سے رات کا کھانا کھا کر وہ سب سے پہلے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

رئید نے خاموش نظروں سے اسکے یہ ناراض انداز دیکھے۔

حسن نے بھی رئید کی خاموش نظروں کو دیکھا۔

انہیں سمجھ آگئ تھی کہ رئید مطیبہ کو سب حقیقت بتا چکا ہے۔اسی لئے اسکا رویہ کھچا کھچا تھا۔

رفیعہ جس لمحے کمرے میں آئیں مطیبہ بیڈ پر بیٹھی ٹانگیں موڑ کر سینے سے لگائے انکے گرد بازو باندھے ٹھوڑی گھٹنوں پر رکھے کسی گہری سوچ میں تھی۔

کھٹکے کی آواز پر ماں کے طمانیت بھرے چہرے پر نظر ڈالی۔

ہم کل یہاں سے کہیں اور چلے جائیں گے "نجانے وہ دل میں کیا ٹھانے بیٹھی" تھی۔

کیا مطلب کیوں؟"وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگیں۔ "

بیڈ پر بیٹھ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا جو چہرہ موڑے دوسری جانب کسی غیر مرئی نکتے کو گھور رہی تھی۔

میری وجہ سے آپ ایک ایسے شخص کے قریب رہیں جس کی وجہ سے آپ ان"

حالوں کو پہنچی ہیں۔۔مجھے یہ کبھی بھی گوارا نہیں اماں۔۔ میں نے آپ کو اور ابا کو ہمشیہ

سکھ دینے کا سوچا۔

لیکن مجھے نہیں پتہ تھا کہ ابا کو تو سکھ دینے کا موقع نہیں ملے گا۔اور آپ کو میں اپنی وجہ سے دکھوں سے دوچار نہیں کرنا چاہتی "اس کا قطعیت بھرا انداز انکے ہونٹوں پر مسکراہٹ لے آیا۔

میں جانتی ہوں تم بہت احساس کرنے والی بیٹی ہو۔بیٹا تکلیف وہاں ہوتی ہے جہاں "پرانے دکھوں کو سینے سے لگا کر رکھا جائے۔ جبکہ میں نے تو اس دکھ کو تمہارے بعد کبھی محسوس تک نہیں کیا"رفیعہ اپنے ہمیشہ والے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولیں۔

اماں پلیز۔۔ میں۔۔ میں ایسے شخص کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی جس نے میری ماں "کو اتنے دکھ پہنچائے ہیں"وہ نفی میں سر ہلاتی اپنی بات پر ڈٹی رہی۔

مطیبہ۔۔ بیٹے لوگوں کو معاف کرنا سیکھتے ہیں۔جب میں نے اسے معاف کر دیا تو "تمہارا اس سے بدلہ لینے کا کوئی جواز ہی نہیں۔"رفیعہ نے اسے سرزنش کی۔

اور ویسے بھی اگر وہ سب میری زندگی میں نہیں ہوتا تو اللہ مجھے اتنی پیاری بیٹی سے "کیسے نوازتا"رفیعہ نجانے اسے بہلا رہی تھیں یا واقعی انہیں کوئی غم نہیں تھا۔

مطیبہ نے حسرت سے ماں کے پر سکون چہرے کو دیکھا۔

اللہ نے تمہارا اور رئید کا جوڑ لکھا تھا اسی لئے اس نے یہ سب حالات پیدا کیئے "رفیعہ

کی اس قدر مثبت بات پر وہ جتنا ششدر ہوتی کم تھا۔

یہ مجبوری کا رشتہ ہے اماں۔۔ہمیشہ کا نہیں "اس نے ماں سے زیادہ شاید خود کو باور "

کروایا۔

ہاں مگر مجھے نجانے کیوں لگتا ہے وہی تیرے لئے بنا ہے "رفیعہ نے محبت سے اسکے "

چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

اماں پلیز۔۔۔میں کسی خوش فہمی میں کبھی نہیں رہنا چاہتی "مطیبہ کی بات پر وہ "

ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئیں۔

اور ویسے بھی اسکے فادر کا پتہ چلنے کے بعد بھی آپ مجھے اس شخص سے جوڑے رکھنا "

چاہتی ہیں "مطیبہ کے استفسار پر وہ ہولے سے مسکرائیں۔

بیٹے ہمیشہ یہ یاد رکھنا کہ کسی قصوروار کے کیئیے کی سزا کبھی کسی بے قصور کو مت دینا۔ "

رئید بے قصور ہے۔وہ تو مجھے ان حالوں میں نہیں لایا۔۔

تو پھر میں اسکے بارے میں کوئی غلط بات کیوں سوچوں "رفیعہ کی بات سن کر وہ اپنی

کہی گئی بات پر نادم ہوئی۔

پھر بھی اماں "وہ منہ بنا کر بولی۔ "

نہیں مطیبہ۔۔یہ ناانصافی اللہ کو بھی پسند نہیں۔اسے اسکی وجہ سے پرکھو۔۔ "

دوسروں کے رویوں پر اسکی جانچ پڑتال مت کرو" رفیعہ نے اسے سمجھانا چاہا۔

ہم کہیں نہیں جارہے۔۔جب تک یہ معاملہ نہیں نمٹ جاتا۔پھر سوچتے ہیں" رفیعہ" اپنی بات کہہ کر اٹھ گئیں۔

آقا جی شام میں رئید کے گھر ایک آدمی آیا تھا کافی سارے سامان کے ساتھ۔"کیف" جو کہ رئید کے گھر کی نگرانی پر مامور تھا وہ حسن کو دیکھ چکا تھا۔

اور اب اس وقت شہاب کو رپورٹ دے رہا تھا۔

کتنی عمر کا لگ رہا تھا" شہاب نے آنکھیں سکیڑ کر سوال کیا۔ "

زیادہ عمر کا نہیں تھا کوئی پچاس کے لگ بھگ ہو گا۔یا خود کو فٹ رکھا ہوا ہے کہ اتنی عمر" کا نہیں لگتا" کیف نے قیاس لگایا۔

ٹھیک ہے اسکی تصویر لے کر مجھے بھیجو۔۔اور کوئی خطرہ تو نہیں تمہیں" شہاب نے" تشویش کا اظہار کیا۔

خطرہ ہے بھی اور نہیں بھی۔۔کیونکہ اسکے گھر کے باہر کافی سارے پولیس والے" آچکے ہیں۔گھر کی پیرا داری کے لئے۔

مگر ابھی تک کسی نے میری نقل و حرکت نوٹ نہیں کی" کیف نے باقی کی صورتحال

بھی بتائی۔

ہمم۔۔اس کا مطلب ہے وہ بڑھیا اور چھوری یہی ہیں "شہاب کی کمینی سی ہنسی کیف "

کو فون سے سنائی دی۔۔۔

جی مجھے بھی اب یقین ہو گیا ہے۔۔۔"کیف نے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے "

کہا۔

ٹھیک ہے۔۔بچیں گے نہیں اب یہ "شہاب کی رگیں تن گئیں۔ "

تم اب اور چوکنا رہو۔۔جیسے ہی ہمیں موقع ملے گا۔۔نقب لگائیں گے "شہاب نے "

کیف کو مزید ہدایتیں دیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رفیق "فون بند کرتے ہی شہاب نے کچھ سوچ کر آواز لگائی۔ "

رفیق بھاگا ہوا آیا۔

جی آقا جی "سانس تھوڑا سا پھول رہا تھا۔ "

رفیق کو اس نے فائق کی نگرانی پر مامور کیا ہوا تھا۔

فائق کو چھوڑ دو "رفیق اسکی بات پر الجھا۔۔ "

رفیق کی اچھا جی کی آواز جب نہ آئی تو شہاب نے گھور کر اسکے چہرے کی جانب دیکھا۔

بکواس سمجھ نہیں آئی تجھے "وہ دہاڑا۔ "

جی۔۔جی آقا جی۔۔پر "اس سے پہلے کے رفیق کچھ کہتا شہاب جھٹکے سے اپنی کرسی "

سے اٹھا۔

بکواس کی ہے کہ میرے استاد مت بنا کرو۔۔کہا ہے چھوڑ دو تو چھوڑ دو "رفیق کو "

گریبان سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔

جج۔۔ج۔جی۔۔معاف کر دیں آقا جی میں ابھی چھوڑ دیتا ہوں "رفیق بیچارا اسکے "

انداز پر بوکھلا کر بھاگا۔

اور سن "شہاب نے پھر سے پکارا۔ "

رفیق کے بھاگتے قدم اسکی دھاڑ پر رک گ ئے۔

اسے اسی کے گھر کے آس پاس چھوڑ کر آنا "شہاب کی تنبیہہ پر وہ سر ہلاتا بھاگ کھڑا "

ہوا۔

اب دیکھتا ہوں کیسے باپ کے پیچھے نہیں آتیں "شہاب نے ہمکلامی کی۔ "

اس کا خیال تھا کہ جب فائق کو وہ چھوڑ دے گا۔اور فائق یقینا کسی طرح اسکے آفس اور

پھر رئید تک پہنچ جائے گا۔

جب وہاں پہنچے گا تو وہ اسے مطیبہ تک لازمی پہنچائے گا۔

اس سب کے دوران وہ اپنے ایک بندے کو فائق کے پیچھے لگائے گا اور فائق سے ہو تا وہ

مطیبہ تک پہنچ جائے گا۔

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ رئید تو چاہتا ہی تھا کہ فائق اس تک پہنچے تا کہ اس سے ہو تا وہ

شہاب پر باآسانی کیس کروا سکے۔

شہاب خود اپنے جال میں پھنسنے جا رہا تھا۔

رئید رات میں ہی حسن کو وکیل سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں سب بتا چکا

تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہوں نے بھی وکیل کی باتوں کی تائید کی تھی۔

اگلے دن صبح ناشتے میں سبھی موجود تھے سوائے مطیبہ کے۔

رئید رات سے ہی اسکا کھچا کھچا رویہ نوٹ کر چکا تھا۔

مطیبہ نہیں آئی" حسن نے بھی بیٹھتے ساتھ ہی اسکی کمی محسوس کی۔ رئید کی سوچ کو"

الفاظ بھی انہوں نے ہی دیئے۔ رئید نے جوس پیتے ایک نظر رفیعہ کے بجھے بجھے چہرے

پر ڈالی۔

سر میں درد تھا۔ کہہ رہی تھی تھوڑی دیر بعد ناشتہ کرے گی" رفیعہ کا چہرہ دیکھتے ہی"

رئید کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جھوٹ کا سہارا لے رہی ہیں۔

اللہ کرم کرے۔۔بہت پیاری بیٹی ہے تمہاری"حسن نے محبت سے کہا۔ "

شکریہ "رفیعہ نے نظریں چراتے کہا۔ "

میں دیکھ لوں مطیبہ کو"حسن اخبار کھول کر سرخیاں پڑھ رہے تھے۔رفیعہ خاموشی"

سے ٹوسٹ پر جیم لگا کر کھانے اور کچھ سوچنے میں مصروف تھیں۔جب رئید کے

اجازت لینے والے انداز پر چونکیں۔

اور چونک تو حسن بھی گ ئے تھے۔

بیٹے کے انداز انہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہے تھے۔

ہا۔۔ہاں۔دیکھ لو"رفیعہ نے ہکلا کر کہا۔ "

رئید مسکراہٹ دباتا اپنی کرسی گھسیٹ کر اٹھا۔

متانت سے چلتا رفیعہ اور مطیبہ کے مشترکہ کمرے کی جانب آیا۔

ہاتھ بڑھا کر بند دروازے پر ناک کیا۔

مطیبہ جو بیڈ پر بیٹھی موبائل پر فیس بک کھولے بیٹھی تھی۔ناک کی آواز پر یہی سمجھی

کہ سلمان ہو گا۔

کیا مسئلہ ہے سلمان۔۔امی کو کہا ہے نا کہ میں نے ابھی ناشتہ نہیں کرنا تم کیا لینے آئے"

ہو "اندر سے کوفت زدہ لہجے میں مطیبہ یقینا سلمان کو لتاڑ رہی تھی۔

رئید نے مسکراتے لبوں سے پھر سے دروازہ ناک کیا۔

آجاؤ۔۔چین نہیں تم۔۔۔"غصے سے غالبا سلمان کو اندر آنے کی اجازت دی مگر دروازہ کھول کر اندر آنے والے کو دیکھ کر باقی کے الفاظ منہ میں رہ گئے۔

جلدی سے بیڈ سے اٹھی۔۔دوپٹہ ٹھیک کیا۔

"آپ"

جی پتہ چلا تھا طبیعت کافی خراب ہے۔۔سوچا خیر خیریت پتہ کرلوں۔۔۔ مگر یہاں تو" گرج چمک کے آثار ہیں "رئید نے اندر آتے مسکراہٹ دباتے اسکے کچھ دیر پہلے کے جلالی انداز پر چوٹ کی۔

جی بس سر میں درد ہے۔۔ میں تو یہی سمجھی کہ سلمان ہوگا۔اسی لئے "مطیبہ نے" بات بنائی۔

ماتھے پر اسکے ہونٹوں میں چھپی مسکراہٹ دیکھ کر بل پڑے۔

سر میں درد ہے تو ناشتہ کر کے دوائی لیں اور فیس بک اور واٹس ایپ پر آن لائن " رہنے کی بجائے خاموشی سے سو جائیں "رئید کچھ دیر پہلے نے اسے واٹس پر آن لائن دیکھا تھا

اور ایک نظر اسکے بیڈ پر پڑے موبائل پر ڈالی جہاں فیس بک کھلا ہوا تھا۔

جی مین کر لوں گی ناشتہ "اس نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔ "

رئید دو قدم آگے بڑھا۔

مطیبہ نے اچھنبے سے اسے قریب آتے دیکھا۔

جب آنٹی معاف کر چکی ہیں تو آپکی ناراضگی کوئی معنی نہیں رکھتی "بن کہے اسکا حال جاننے والا یہ شخص مطیبہ کو الجھنے پر مجبور کرنے لگا تھا اب۔۔۔۔

میں کسی سے ناراض نہیں "سر جھکا کر مجرموں کی طرح کہا۔ "

میرا خیال تھا کہ آپ جیسی بااعتماد لڑکیاں جھوٹ نہیں بولتیں "رئید نے اسکے جھکے سر کو مسکراتی نظروں سے دیکھا۔ نجانے کیوں دھیرے دھیرے وہ دھڑکنوں کے ہمراہ دھڑکنے لگی تھی۔

مصلحت کے تحت بولے جانے والا جھوٹ جھوٹ نہیں ہوتا "مزے سے سر اٹھا کر "

ناراض نظروں سے اسے دیکھتے دھڑلے سے اپنے جھوٹ بولنے کا اعتراف کرنے والی یہ لڑکی رئید نے پہلی بار دیکھی تھی۔

ہولے سے مسکراہٹ ہنسی میں بدلی۔

یہ جھوٹ بھی بولنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔۔ چلیں چند دن صرف یہ سوچ "

لیں کہ وہ صرف میرے فادر ہیں۔۔یقین کریں ان سے بات کریں گی تو آپکو وہ بہت اچھے انسان لگیں گے "رئید کی نرم گرم نگاہیں اسکی ہتھیلوں کو پسینے سے بھر رہی تھیں۔

ہر اولاد کو اپنے ماں باپ اور ہر ماں باپ کو اپنی اولاد اچھی ہی لگتی ہے۔ "

اور میں کیسے اس حقیقت سے نظریں چرالوں کہ وہ صرف آپکے فادر نہیں میری ماں کو تکلیف پہنچانے والے انسان بھی ہیں "مطیبہ نے اپنا نکتہ نظر پیش کیا۔

پھر میں بھی اس حقیقت سے نظریں نہیں چرانا چاہتا کہ اگر وہ ایک ہو جاتے تو میں "اور آپ آج یوں اس رشتے میں بندھے ایک دوسرے کے آمنے سامنے نہ کھڑے ہوتے۔

میرے لئے توان کا نہ ملنا خوش بختی ہی ہے "رئید کی گمبھیر آواز پر مطیبہ نے چونک کر اسکی نظروں میں جھانکا۔۔۔

وہاں کون سا عکس نظر آیا تھا وہ ششدر دیکھ رہی تھی۔

جا کر ناشتہ کریں۔اور اس خود ساختہ خول سے باہر آئیں۔بہت سی چیزیں بالکل ٹھیک " جگہ محسوس ہوں گی۔اپنا خیال رکھنا "ہاتھ اٹھا کر اسکے چہرے پر جھولنے والی لٹ کو ہولے سے کان کے پیچھے اڑیستا اپنے لمس سے آشنا کرتا مزے سے کمرے سے نکل گیا

یہ دیکھے بنا کہ اس کی اس حرکت نے مطیبہ کو کتنے ہی لمحے وہاں سے ہلنے نہیں دیا۔

یہ کیا تھا" اپنے چہرے پر اسکی انگلی کی پوروں کا لمس محسوس کرتے وہ سرگوشی نما آواز" میں خود سے بولی۔

شہاب کے بندے فائق کو اسکے گھر کے قریب ہی چھوڑ آئے تھے۔ ساتھ میں اسکے ضرورت کے مطابق کچھ نشہ آور انجکشن بھی اسے دے دئیے تھے۔

فائق تو اس مہربانی پر حیران تھا۔

مگر شکر بھی کیا کہ جان چھوٹی۔

گھر آکر اب فکر اس بات کی لگی کے چند دن تو ان انجکشنز پر گزارا کر لے گا اسکے بعد کیا کرے گا۔

کچھ سوچ کر کمرے میں گیا۔

مطیبہ کا اپائنٹمنٹ لیٹر قسمت سے اسکی جیب میں تھا۔

یا شہاب نے جان بوجھ کر ڈالا تھا۔

اسے یاد نہیں تھا۔

اس لیٹر پر درج پتہ پڑھا۔

کچھ سوچ کر تہہ کر کے واپس جیب میں ڈالا۔

کتنے دنوں سے شہاب نے اسے نشہ استعمال کرنے نہیں دیا تھا۔

اس کا پورا جسم ٹوٹ رہا تھا۔ جلدی سے ایک سرنج نکالی جس میں نشہ بھرا ہوا تھا۔ بازو کی آستین اوپر کی اور جلدی سے سرنج بازو میں گھسائی۔

چند ہی لمحوں میں وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

وہی میٹھا سا احساس اسے اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا کہ جس کے بعد اسے ہوش نہ رہتا تھا کہ دنیا میں اسکے علاوہ۔۔اسکے ارد گرد بھی کوئی ہے۔

اف میں اتنی ایکسائیٹڈ ہو رہی ہوں" مشال ڈھیروں شاپرز لے کر مطیبہ کے سامنے" بیٹھی پر جوش انداز میں اسے ایک ایک چیز دکھا رہی تھی۔

جبکہ مطیبہ خاموش نظروں اور بے دلی سے وہ سب دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا ہو رہا تھا اس نے تو صرف اپنے بچاؤ کے لئے اس گھر میں پناہ لی تھی۔

وہ یہ سب نہیں چاہتی تھی۔ وہ یہاں کی مالکن یا رئید کی زندگی میں کوئی مقام حاصل کرنے کی خواہاں نہیں تھی۔

اسکے احسانوں کا اس قدر بوجھ وہ اٹھانے کی متحمل نہیں تھی۔

جیسے ہی صبح مجھے رئید بھائی کی کال آئی کہ میری ریسیپشن کی تیاری آج ہی اور تمہیں "

ہی کرنی ہے۔۔ سمجھو میرے تو ہاتھ پاؤں پھول گ ئے۔

اکیڈمی منزہ کے حوالے کر کے میں تو بھاگم بھاگ بازاروں کی خاک چھاننے پہنچ گئ۔

اب منہ بند کر کے یہ سب رکھو اور کل پہن لینا۔" مشال ہمیشہ کی طرح اپنی ہی سنائے

جارہی تھی یہ دیکھے بغیر کے مطیبہ سب چیزیں دیکھ کر ہی خاموش ہو چکی ہے۔

حسن کے کہنے پر ان کا ریسیپشن کل ہی دیا جارہا تھا۔

ان کے مطابق اس سب کو اب زیادہ دیر چھپا نہیں رہنا چاہیئے کہ کہیں شہاب کو کوئ وار

کرنے کا موقع نہ مل جائے۔

ایک مضبوط بندھن میں دنیا کے سامنے آتے ہی رئید اور مطیبہ کے بارے میں کوئ

کیچڑ نہیں اچھال سکے گا۔

مطیبہ کو مجبوری میں یہ سب ماننا پڑ رہا تھا۔ آخر کو رئید نے اسی کی خاطر اپنی جان تک

خطرے میں ڈال رکھی تھی۔

اگر شہاب کو اسکی اتنی اوپر تک اپروچ کا اندازہ نہ ہوتا تو وہ کب کا رئید کو زیر کر کے مطیبہ

کو وہاں سے اغوا کروا چکا ہوتا۔

مگر رئید کا اثر و رسوخ اسے باز رکھے ہوئے تھا۔

اور یہ سب وہ کس کے لیئے کر رہا تھا 'مطیبہ' کے لئے تو وہ کیسے اپنے محسن کو برا رویہ دکھاتی۔

اسے یہ سب ماننا تھا۔ چاہے مجبوری میں ہی سہی۔

"ابھی کچھ دیر میں بیوٹیشن آکر تمہارا فیشل وغیرہ کر جائے گی۔ اور کل دوپہر میں وہ تمہیں تیار کرنے کے لئے آئے گی۔ میں بھی تب تک آچکی ہوں گی۔" مشال نے اسے بتاتے ہوئے تسلی دی۔

"یار یہ سب سروسز لینا ضروری ہے کیا۔ میں ایسے ہی ٹھیک ہوں" مطیبہ کو الجھن ہوئی

"ارے۔۔۔ اپنے اتنے پیارے سے شوہر کے سامنے ایسے ہی سر جھاڑ منہ پھاڑ جاؤ گی کیا۔۔ کچھ تو بن سنور کر جاؤنا۔ آخر کو ریسیپشن ہے تمہارا اور شادی بندہ زندگی میں ایک ہی بار کرتا ہے۔ بار بار یہ موقع تھوڑی آتا ہے" مشال نے اسے اچھا خاصا جھاڑا۔

"وہ روز میری یہی سر جھاڑ منہ پھاڑ شکل دیکھتے ہیں" مطیبہ نے اسے اطلاع دی۔

"تو بھئی ابھی تک تمہاری رخصتی نہیں ہوئی تھی نا۔ کل تو رخصتی بھی ساتھ ہو گی۔ اس کمرے سے اس کمرے تک" مشال کی بات پر وہ چونکی۔

یہ تو کہیں طے نہیں پایا تھا۔

مطیبہ فی الحال خاموش ہی رہی۔ مشال کو اتنی ذاتی بات بتانی بنتی نہیں تھی۔

اسی لئے اسے کچھ کہنے کی بجائے وہ خاموش رہی۔

مشال کے جانے کے بعد وہ رفیعہ کے سر ہوئی۔

یہ میری رخصتی والا کیا معاملہ ہے "کمر پر ہاتھ رکھ کر کچن میں سلاد کاٹتی رفیعہ سے" استفسار کیا۔ سلمان کچن میں نہیں تھا۔

رئید اور حسن رئید کے آفس ہی گئے ہوئے تھے۔

کیا؟" انہوں نے نا سمجھی سے کہا۔"

اماں۔۔۔ میری رخصتی کیوں ہو رہی ہے کل۔۔ مجھے مشال نے کہا ہے اور ایسے ہی" اس نے نہیں کہہ دیا ہو گا۔ کوئی تو وجہ ہے اسکے پیچھے "مطیبہ کو محسوس ہو گیا تھا کہ وہ جان بوجھ کر انجان بن رہی ہیں۔

مطیبہ رئید کے کچھ رشتہ دار دو تین دن یہیں رہیں گے۔ اب ہر کسی کو تو انہوں نے یہ" مسئلہ نہیں بتایا نا۔ اسی لئے مجبوراً تم دو تین دن کے لئے اسکے کمرے میں شفٹ ہو جاؤ انکے جاتے ہی واپس میرے پاس آ جانا" رفیعہ کی بات پر اسکی سانس سینے میں ہی اٹک گئی۔

دو تین دن 'وہ تو چند پل اسکے سامنے نہیں ٹک پاتی تھی۔ '

پھر رئید کا بدلتا رویہ۔۔کچھ کہتی کچھ کھوجتی نظریں مطیبہ کا اعتماد ہر وقت گڑ بڑا دیتی تھیں۔افف اسے لگا اب اسکی زندگی کا سب سے مشکل امتحان ہونے جا رہا ہے۔

شاید شہاب سے بچنے سے بھی زیادہ مشکل۔

دل آجکل ویسے ہی اسکی سننے سے انکاری تھا۔اوپر سے یہ سب حالات۔

مطیبہ شدید بے بس تھی۔

شام میں لڑکی آئی مطیبہ نے زندگی میں پہلی بار سب سروسز لیں۔شدید الجھن ہو رہی تھی فیشل اور باقی سب کام کرواتے۔۔

مگر کچھ دیر بعد اپنا ہی چہرہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔

عجیب سی چمک چہرے کا نکھار بڑھا رہی تھی۔

رات میں رئید کی خود پر پڑنے والی نظریں مطیبہ کو مضطرب کر رہی تھیں۔

وہ اپنے اور اسکے درمیان موجود کلاس ڈیفرنس کو اچھے سے سمجھتی تھی۔

وہ دوسری رفیعہ نہیں بننا چاہتی تھی۔

مگر اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ رئید کی آنکھوں سے لپکتے جذبوں کو کیسے روکے۔

اسے رئید سے اتنی نون پریکٹیکل اپروچ کی توقع نہیں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بڈھا ابھی تک وہاں پہنچا کہ نہیں "شہاب نے زبیر سے پوچھا۔جب سے فائق کو"

اسکے گھر چھوڑا تھا۔

شہاب نے زبیر کو اسکے پیچھے لگا دیا تھا تاکہ وہ ہر وقت اسکی نگرانی کرے اور جیسے ہی وہ

رئید کے آفس پہنچے اسے اطلاع دے۔

آقا جی آج اسکی سرنجیں ختم ہو جائیں گیں اور مجھے یقین ہے آج وہ لازمی اسکے آفس "

پہنچے گا "اسے گھر کے باہر چھوڑتے زبیر نے اتنی ہی سرنجیں اسکے ہاتھ تھمائیں تھیں۔

کہ جو بمشکل ڈیڑھ دن نکالیں۔اور پھر دوسرے دن ہی وہ رئید کے آفس پہنچ جائے۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔۔ لیکن اگر آج وہ اسکے آفس نہ گیا تو میں تجھے نہیں چھوڑوں گا""""

شہاب نے فون بند کرتے اسے دھمکی دی۔

آقا جی فکر ہی نہ کرو۔۔"زبیر نے پر یقین لہجے میں کہا۔ "

اچھا اچھا ٹھیک ہے "شہاب نے بےزار آواز میں کہا۔ "

شہاب کو امید نہیں تھی کہ یہ معاملہ اتنا لٹک جائے گا۔

وہ جلد ہی اب اسے ختم کرنے کے چکروں میں تھا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب اگر فائق والا کام نہ بنا تو وہ رئید کے گھر نقب لازمی لگائے گا۔

اس کے بغیر گزارا نہیں تھا۔

وہ اپنے دشمن کو اتنی آسانی سے چھوڑتا نہیں تھا۔

اور رئید نے اس سے دشمنی مول لے لی تھی۔

اگلے دن رئید نے آفس سے چھٹی لے رکھی تھی۔

چند مہمان صبح میں ہی آگ ۓ تھے۔

یہ سب رئید کے ننھیالی تھے جو دبئ سے آۓ تھے۔

سب کو فون پر ہی اطلاع دی گئ تھی۔

اور وجہ یہ بتائ گئ تھی کہ حسن نے رشتہ پہلے ہی کر یا تھا اور انہیں اپنے آفس کے کسی کام پر ارجنٹ چھ ماہ کے لئے امریکہ جانا تھا لہذا وہ چاہتے تھے کہ رئید کی شادی کا معاملہ انکے امریکہ جانے سے پہلے نمٹا دیا جاۓ اسی لئے یہ سب ارجنٹ ہوا۔

سب جانتے تھے کہ حسن ایک امریکن این جی او میں اعلی عہدے پر کام کرتے تھے۔

لہذا وہ بے حد مصروف رہتے تھے۔

کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ سب خوشی خوشی شریک ہونے پہنچ چکے تھے۔

مشال اور منزہ بھی صبح سے رئید کی طرف آچکی تھیں۔ مہمانوں کو ریسیو اور سر وو ہی کر

رہی تھیں۔مطیبہ بس ایک بار کمرے سے باہر آئی سب سے سلام دعا کر کے وہ پھر سے اندر کمرے میں بند ہو چکی تھی۔

یا اللہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں "اسے ان سب حالات سے شدید الجھن" ہو رہی تھی۔

دوپہر کا وقت بھی آ گیا۔بیوٹیشن اسے سجانے سنوارنے کو پہنچ چکی تھی۔

باہر سے بھی شور و غل کی آوازیں آ رہی تھیں۔

مطیبہ نے گہرا سانس لے کر ایک بار پھر خود کو حالات کے دھارے پر بہنے کے لئے چھوڑ دیا۔

خاموش بیٹھی سامنے شیشے میں نظر آتے اپنے عکس اور بیوٹیشن کے ماہرانہ ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

ذہن اس لمحے بالکل خالی تھا۔

اس لمحے وہ ڈل گولڈ اور مہندی رنگ کے شرارے میں اور لانگ شرٹ میں ملبوس تھی۔شرٹ اور دوپٹے کے کناروں پر پنک اور ریڈ کلر کا بارڈر تھا اور انہی رنگوں کا کام شرٹ اور شرارے پر ہوا تھا گولڈن رنگ کے ہمراہ۔

زیور کے نام پر چھوٹا سا سیٹ تھا پھنکڑی نیکلس اور پنکھڑی کی ہی شکل میں جھمکے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوٹا سا ٹیکہ اور خوبصورت سا جھومر لگائے وہ کوئی اور ہی مطیبہ لگ رہی تھی۔

اسکی اپنی نظر خود پر سے نہیں ہٹ رہی تھی۔

یکدم آئینے میں دو گہری ہیزل آنکھیں ابھریں۔مطیبہ کی پیشانی عرق آلود ہوئی۔

ابھی تو وہ اسکے سامنے نہیں تھی تو دل کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

وہ خود کو سنبھال رہی تھی جب مشال کمرے میں آئی۔

واؤ" کھلے دل سے اس نے مطیبہ کی تعریف کی۔ "

چلو بھئی سب تمہیں دیکھنے کو بے چین ہیں۔۔ تمہارے دلہا سمیت۔۔۔آج تو تمہیں" بھابھی کہہ سکتی ہوں"مشال مسلسل شرارتی لہجہ اپنائے اسے تنگ کرنے میں مصروف تھی۔

مطیبہ نے بس ایک نظر اسے دیکھا۔

منزہ بھی اندر آچکی تھی۔

دونوں کی ہمراہی میں مطیبہ باہر لاؤنج میں آئی جہاں سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

آنکھیں جھکائے بھی وہ بے شمار نظروں کو خود پر محسوس کر رہی تھی۔

جن میں سب سے نمایاں رئید کی نظریں تھیں۔کچن کے دروازے کے قریب کھڑا

اپنے کسی کزن سے باتوں میں مصروف تھا جب سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلتے

مطیبہ کو منزہ اور مشال کے ہمراہ باہر آتے دیکھا۔

ساکت نظریں۔۔۔درہم برہم سانسیں اس حسن کے پیکر کو دیکھ رہی تھیں۔

وہ اس لمحے کتنی خوبصورت لگ رہی تھی کاش ایک بار رئید کی نظروں میں دیکھ لیتی تو

شاید اسکی محبت کو احسان نہ سمجھتی۔

حسن اور رفیعہ نے باری باری آگے بڑھ کر اسے پیار کیا۔

مشال اور منزہ نے اسے لاؤنج میں موجود ایک صوفے پر بٹھا دیا۔

بھائی صاحب اب آپ تشریف رکھیں گے۔۔تاکہ ہم کچھ تصویریں لے سکیں""""

آف وائٹ شلوار قمیض پر بلیک واسکٹ پہنے رئید کو مشال نے مخاطب کیا۔ہاتھ میں

تھاما جوس کا گلاس کچن کی سلیب پر رکھ کر واسکٹ کو ہاتھوں سے صحیح کرتا مسکراہٹ

دبائے مطیبہ کے ساتھ براجمان ہوا۔

مطیبہ سمٹ سی گئی۔

کسی اور نے یہ بات محسوس کی ہو یا نہیں مگر رئید کی تیز حسیات سے یہ بات مخفی نہیں رہ

سکی۔

اسکے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

آخر تم نے انوکھے طرز پر شادی کر کے ہم سب کو خاموش کروا ہی دیا" طلحہ جو کہ مشال کا بھائی تھا۔رئید کو طعنہ دیئے بغیر نہ رہا۔

ہم جو کہتے ہیں کر کے دکھاتے ہیں۔الفاظ سے پھرنے والا بندہ نہیں ہوں "رئید نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر اطمینان سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

مطیبہ کو لگا یہ بات اس نے خاص مطیبہ کو سنائی ہے۔

جی جی۔مان گئے سرکار۔۔اب تیرے ہنی مون والے ایڈونچر کے لئے بھی ہم تیار ہیں "مطیبہ کے کان طلحہ کی بات پر کھڑے ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رئید قہقہہ لگا کر رہ گیا۔

وہ بھی پورا ہو گا۔ڈونٹ وری "رئید نے سر اثبات میں ہلاتے مسکراہٹ روک کر بمشکل کہا۔

بھابھی کو بتا چکے ہو اپنے ارادے یا میں ہی سرجیکل سٹرائیک کروں "لگتا تھا طلحہ سے اسکی کافی بنتی ہے۔ تبھی وہ مسلسل اسے فوکس میں رکھے ہوئے تھا۔

نہیں جناب ابھی تمہاری بھابھی نے موقع نہیں دیا۔۔"رئید نے ایک نظر اپنے ساتھ خاموش بیٹھی مطیبہ پر ڈالی۔ جس کی خاموشی اس لمحے اسے عجیب سے احساس سے دوچار کر رہی تھی۔

توسنیں بھابھی۔۔۔آپکے شوہر نامدار کاارادہ ہنی مون کے نام پر۔۔لوکل بسوں پر "

خجل ہوکر ناردن ایریا جانے کا ہے۔وہاں یہ کسی جنگل میں کیمپ لگائے گااور چند دن

وہیں رہے گا۔جنگلی جانوروں کے بیچ۔کیاآپ اسکاساتھ دینے کو تیار ہیں؟"طلحہ کی

جگہ اب اسکے ماموں کے بیٹے ذیشان نے رئید کا متوقع ارادہ بتایا۔

مطیبہ نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔جو بڑے اشتیاق سے مطیبہ کے تاثرات دیکھنے کو بے

چین تھے۔

نہیں "مطیبہ نے یک لفظی جواب دے کر انہیں قہقہے لگانے پر مجبور کردیا۔ "

چل بیٹا توانسانوں والے ہنی مون پر ہی جانا"طلحہ کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لے رہی۔ "

مطیبہ کوان کی اس ہنسی مذاق سے چڑ سی ہورہی تھی۔

رئید کی نظروں سے اسکی کوفت چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

ہیلو آقاجی "کیف نے معمول سے ہٹ کر رئید کے گھر چہل پہل دیکھی تو ٹھٹھک "

گیا۔

فوراشہاب کوفون ملایا۔

ہاں بول کیف "شہاب کسی منسٹر سے مل کر واپس گھر کی جانب آرہا تھا۔جب کیف کی "

کال ریسیو کی۔

بلیک شیشوں والی مرسڈیز کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا مزے سے اخبار پڑھنے میں مصروف تھا۔

"آقا جی آج یہاں بہت چہل پہل لگ رہی ہے"کیف کی بات پر اس نے اخبار تہہ کر کے سائیڈ پر رکھا۔اب وہ پوری طرح فون کی جانب متوجہ تھا۔

"کیا کہہ رہا ہے"شہاب کچھ چونکا۔

"آقا جی بہت سارے لوگ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ مگر آپکے حکم کے مطابق ہم کوئی کاروائی نہیں کر سکتے۔۔اور تو اور ابھی ایک جرنل کی گاڑی بھی دیکھی ہے میں نے یہاں"کیف کی بات پر شہاب کے ہاتھوں طوطے اڑے۔

وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ رئید کی پہنچ کافی ہے مگر فوجیوں سے تعلقات ہوں گے اس کا اندازہ نہیں تھا۔

"نہیں کوئی کاروائی کرنی بھی نہیں ہے۔۔تو ایک کام کر کل رات اگر گھر میں زیادہ لوگ نہ ہوئے تو اندر جا کر تھوڑی تانک جھانک کر کے دیکھ کہ آخر ہے کون کون یہاں۔۔یہ کمینہ تو کوئی بہت اونچی چیز لگ رہا ہے"شہاب دانت پیس کر بولا۔

"اور سن۔۔اس طرح جانا کے پکڑے نہ جاؤ۔۔یہ نہ ہو لینے کے دینے پڑ جائیں۔۔"

کس جنجال میں پھنس گیا" شہاب اب کی بار جھنجھلایا۔

ارے آقا جی۔۔آج تک کبھی پکڑا گیا ہوں" کیف نے ہنستے ہوئے کہا۔ "

اچھا ٹھیک ہے "لہجہ کوفت زدہ تھا۔فون بند ہو چکا تھا۔ "

کھانا کھا کر سب مہمان باری باری رخصت ہونا شروع ہوئے۔سوائے ان چند مہمانوں کے جو دبئی سے آئے ہوئے تھے۔

مشال اور منزہ نے مطیبہ کو رئید کے کمرے میں پہنچا دیا۔

تازہ گلاب کی پتیوں سے سجا کمرہ۔۔بیڈ کے چاروں اطراف نیٹ کے پردے کے اوپر پتیوں کو بے حد خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔کمرے میں ڈریسنگ۔۔۔رائیٹنگ ٹیبل اور بیڈ کی سائیڈ ٹیبلز پر جابجا الیکٹرک کینڈلز سجائی ہوئیں تھیں۔

مطیبہ نے ایک گہرا سانس کھینچا۔

منزہ اور مشال اسے بیڈ کے بیچوں بیچ بٹھا کر چلی گئیں۔

مطیبہ نے بے دلی سے یہ سب دیکھا۔

اسے سانس لینا دشوار ہونے لگا۔

اٹھ کر رائیٹنگ ٹیبل کے ساتھ رکھے بین بیگز کے بنے صوفے پر جا بیٹھی۔

اب تک تو سب ڈرامہ خوش اسلوبی سے پلے کر لیا تھا۔

مگر کمرے میں اندر آکر رئید کی سیج سجانے والا ڈرامہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

تو وہ کیوں خوامخواہ میں یہ سب کرتی۔ کچھ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

صبح میں ہی مشال اسکے وہ چند کپڑے جو اب تک اس نے خریدے تھے۔

رئید کی الماری میں سیٹ کر گئی تھی۔

مطیبہ الماری کی طرف بڑھی۔

الماری کھولی۔ سامنے ہی رئید کے کپڑے ٹنگے تھے۔ کریڈ کی خوشبو نے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

رئید سے اکثر اسی پرفیوم کی خوشبو آتی تھی۔

مطیبہ نے سر جھٹک کر اپنے کپڑے پکڑے الماری بند کرکے وہ جیولری اتارنے کے لئے ابھی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہی ہوئی تھی کہ رئید دروازہ ناک کرکے اندر داخل ہوا۔

کانوں سے زیور اتارتے ہاتھ کانپے۔

رئید نے دروازہ بند کرتے ایک نظر مطیبہ کے سجے سنورے مگر کسی قدر بے گانے

روپ پر ڈالی۔

گھڑی اور موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

ابھی وہ واسکٹ اتارنے ہی لگا تھا کہ پیچھے سے آتی مطیبہ کی آواز پر ٹھٹھک کر ہاتھ روکے۔

"آئم سوری کہ میری وجہ سے آپ کو ان سب حالات سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ میں یہ سب نہیں چاہتی تھی۔

مگر مجبوری میں یہ سب کرنا پڑ رہا ہے۔ ابھی دو تین دن آپ کو مجھے اپنے کمرے میں بھی برداشت کرنا پڑے گا۔ کیا ہم اس کا کوئی اور حل نہیں نکال سکتے؟" مطیبہ کا شرمندہ لہجہ رئید کو اسکی جانب مڑنے پر مجبور کر گیا۔

"آپ ہمیشہ متبادل راستے ہی کیوں تلاش کرتی ہیں؟ جو ہو رہا ہے اسے ویسے ہی قبول کیوں نہیں کرتیں؟" رئید کے سوالوں پر اس نے چونک کر اسکی مسکراتی نظروں میں دیکھا۔

"اسی لئے کہ میں حقیقت پسند ہوں اور سراب کے پیچھے نہیں بھاگتی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں سراب کے پیچھے بھاگنے والے خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔ اور میں یہ بے وقوفی کبھی نہیں کرنا چاہتی" مضبوط لہجے میں وہ بولتی۔ بنا سنگھار کے بھی سید ھا رئید کے دل

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں اتر رہی تھی۔

وہ مطیبہ کے اسی اعتماد کا تو دیوانہ تھا۔

محبت کبھی بھی سراب نہیں ہوتی"رئید کی بات پر اس نے ایک سنجیدہ نگاہ اسکے " مسکراتے چہرے پر ڈالی۔

واسکٹ اتار کر بیڈ پر رکھتے اب وہ پوری طرح اسکی جانب متوجہ تھا۔ جس کا دوپٹہ سر سے اتر کر کندھوں کو ڈھانپے ہوئے تھا۔

میرے نزدیک محبت صرف ایک کشش ہے "مطیبہ نے اپنا خیال ظاہر کیا۔ "

اور میرے نزدیک یہی سب کچھ ہے۔۔ہاں کشش تو یہ واقعی ہے اور اسی لئے آج" مجھے آپ بھی بہت بہت پر کشش لگ رہی ہیں"رئید کے اتنے واضح اظہار پر مطیبہ ششدر رہ گئی۔

میک اپ کا کمال ہے"مطیبہ کے صاف گو انداز پر وہ قہقہہ لگائے بغیر نہ رہ سکا۔ یہ " پہلی لڑکی دیکھی ہے جو یہ کہنے کی بجائے کہ یہ نیچرل بیوٹی ہے۔۔مزے سے اپنے " خوبصورت لگنے کو میک اپ کا کمال کہہ رہی ہے"رئید نے اسکی بات کو خوب انجوائے کیا۔

پلیز۔۔میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ مجھ جیسی ایک عام سی شکل و ":

صورت والی لڑکی تو کبھی آپکی چوائس نہیں ہو سکتی۔تو پھر میں کیوں خود کو دھوکے میں رکھوں "مطیبہ نے آخر کار دل کڑا کرے وہ سب کہہ دیا جو وہ اب تک رئید کے لہجے میں محسوس کر رہی تھی۔

رئید کے بدلتے اندازا سے بہت اچھے سے سمجھ آرہے تھے۔

وہ ان سب پر بند باندھنا چاہتی تھی اور اس سب کے لئے اب اسے کھل کر بات کرنی تھی۔

افسوس لوگوں کو جاننے کا دعوی آپ کا میرے بارے میں تو غلط ثابت ہوا ہے "رئید نے اپنی گہری ہیزل آنکھوں میں اسکے خوبصورت چہرے کو جکڑا۔

کیا مطلب "اس نے الجھ کر رئید کو دیکھا۔سوالیہ نظروں نے رئید کو بے چین کیا۔ "میرے لئے ظاہری خوبصورتی کبھی کوئ معنی نہیں رکھتی۔۔ میرے لئے تو اندر کی خوبصورتی کشش رکھتی ہے۔اور افسوس آپ اپنی اندر کی خوبصورتی کو مجھ سے چھپانے میں ناکام ہوئیں۔۔مجھے تو اس اندر کی مطیبہ سے محبت ہے جو صاف۔کھری ہے۔جس کے چہرے پر خوبصورت لہجے کا ماسک نہیں چڑھا۔جو اندر باہر سے بالکل شفاف آئینے کی طرح دکھتی ہے۔۔"رئید کے اتنے واضح اظہار نے مطیبہ کو گنگ کر دیا۔

کیسا شخص تھا وہ جس نے نہ اسکی آنکھوں کی تعریف کی تھی۔نہ ہونٹوں پر مر مٹنے کے

دعوے کیئیے تھے۔جس کے نزدیک نہ اسکے گال کوئی معنی رکھتے تھے۔نہ گھنیری زلفوں کی تعریف میں اس نے دنیاجہان کے قلابے ملائے تھے۔

وہ تواسکے باطن پر فدا تھا۔وہ تواس کے اندر تک جھانک چکا تھا۔۔وہ اسکی سچائی کا معترف تھا۔

مطیبہ ششدر اسے دو قدم اور بڑھتے دیکھ رہی تھی۔

جو اسکے قریب آتے دھیرے سے اسکے ہاتھ تھام چکا تھا۔

"سر"

اونہہ "مطیبہ کچھ کہنے والی تھی کہ اسکے سر کہنے پر رئید گمبھیر آواز میں اسے ٹوک" گیا۔

مگر میری زندگی کی کسی بھی پلیننگ میں محبت کہیں نہیں ہے "مطیبہ اسکے ہاتھ" تھامنے پر چونکی۔

اسکی بولتی نظروں سے نظریں چراتے سر جھکا گئی۔

رئید اپنی محبت کے سامنے اس کا یہ بس بس انداز دیکھ کر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

محبت تو پلیننگ سے ہوتی ہی نہیں ۔۔۔اور جو محبت پلیننگ سے ہو وہ تو صرف سودا" ہوتا ہے۔خواہشوں کا سودا۔۔ہوس کا سودا۔۔اور جیسے ہی یہ خواہشیں پوری ہوتی ہیں

محبت جھاگ کی طرح بیٹھ جاتی ہے "رئید اسکی جانب تھوڑا سا جھکا۔

اسکا ایک ایک لفظ مطیبہ کے دل میں اتر رہا تھا۔

میری محبت آپ کو کبھی مجبور نہیں کرے گی۔۔ مگر آپکی بے اعتنائی کے باوجود میں "

خود کو آپ سے محبت کرنے سے روک نہیں سکتا۔۔ نہ آپ روک سکتی ہو "رئید کا ہٹ

دھرم لہجہ مطیبہ کو ساکت کر گیا۔

میں اب بھی اپنے الفاظ پر قائم ہوں۔ جو آپ سے نکاح پہ وقت کیئے تھے۔ اس "

نکاح کو رشتے میں نہیں بدلنا چاہو گی تو میں کبھی مجبور نہیں کروں گا۔ "رئید نے اسے

پھر سے یقین دلایا۔ اپنے الفاظ کا۔۔

محبت کی یہ واردات تو مجھ پر ہوئی ہے۔ آپ کو اسکی سزا کبھی نہیں دوں گا "محبت سے "

چور لہجہ مطیبہ کی دھڑکنیں بے ترتیب کر رہا تھا۔

عقیدت کے پھول اسکی پیشانی پر سجاتے رئید نے اسکے ہاتھ چھوڑے۔

خاموشی سے مڑ کر الماری کی جانب بڑھا۔

اور پھر کپڑے نکال کر واش روم میں بند ہو گیا۔

واردات تو مطیبہ کے دل پر بھی ہوئی تھی اور وہ سزا جھیل رہی تھی۔

مگر رئید کے احسان کو محبت کے روپ میں کیسے بدل دیتی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رئید کے باہر آتے ہی وہ خاموشی سے کپڑے لئے واش روم میں چلی گئ۔

باہر آئی تو تمام لائٹس بند تھیں۔

صرف الیکٹرک موم بتیاں پورے کمرے کو روشن کر رہی تھیں۔

واش روم کا دروازہ بند کر کے آگے بڑھی۔

رئید بیڈ کے ایک کنارے پر کروٹ لئیے لیٹا تھا۔

باقی کا پورا بیڈ خالی تھا۔

مطیبہ کچھ سوچ کر سامنے رکھے بیز:بیگ کے بنے صوفے کی جانب بڑھی۔

رئید اسکی موجودگی محسوس کرتے ہوئے سیدھا ہوا۔

مطیبہ۔۔"اس سے پہلے کے وہ اسے ٹوکتا۔ "

مطیبہ اسکے کچھ کہنے سے پہلے ہی بولی۔

پلیز۔۔مجھے پہلے ہی بہت ندامت ہو رہی ہے کہ میری وجہ سے آپ کا آرام بھی"
خراب ہو رہا ہے۔میں یہاں پر ٹھیک ہوں"مطیبہ نے اسکی بات کاٹی۔

ابھی تک آپ اتنا تو جان چکی ہوں گی۔کہ میں کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والا"
شخص نہیں۔آپ دو تین دن میرے کمرے میں میری مہمان ہیں۔اور مہمانوں کے
ساتھ میں برا سلوک نہیں کرتا"رئید کی بات پر وہ اسے بے بسی سے دیکھ کر رہ گئ۔

آپ آرام سے بنا کسی خوف کے یہاں آ کر لیٹ جائیں۔۔پلیز"رئید کے انداز پر وہ "
ہاتھ مروڑنے لگی۔

ویسے بھی آپ جتنی بااعتماد ہیں۔۔ مجھ بیچارے کو تو کسی خاطر میں لاتیں ہی نہیں۔۔ "
تو پھر مجھ سے خوف کیسا"رئید نے ہاتھ سر کے پیچھے باندھتے اس کا جائزہ لیا۔
لیمن کلر کے دیدہ زیب سوٹ میں وہ پہلی بار اسکے دوپٹے کو کندھوں پر دیکھ رہا تھا۔
ورنہ وہ ہمیشہ دوپٹہ سر پر اور جسم پر لپیٹ کر رکھتی تھی چادر کے سے انداز میں۔
مرد کبھی بیچارہ نہیں ہوتا"مطیبہ اس پر چوٹ کرتی خاموشی سے بیڈ کے دوسری "
جانب آ کر بیٹھ گئی۔

آپ بیٹھے بیٹھے سوتی ہیں "رئید اسے بیٹھے دیکھ کر مصنوعی حیرت سے بولا۔ "
نہیں لیٹ بھی جاتی ہوں۔ لیکن اسکے لئے شرط یہ ہے کہ آپ اپنا رخ دوسری جانب "
کریں"مطیبہ نے اسے احساس دلانا چاہا کہ وہ مسلسل اسے گھور رہا ہے۔
میں آپ پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں۔ کہ کہیں میرے منہ دوسری جانب کرتے "
ہی آپ پھر سے نہ بھاگ کھڑی ہوں"رئید اس کا امتحان لینے پر تلا ہوا تھا۔
بھاگ کر بھی کہاں جاؤں گی۔ اسی کمرے میں ہوں گی"مطیبہ نے جان بوجھ کر بے "
چاری سی شکل بنا کر کہا۔

ہاہاہا۔۔۔ابھی تو دو تین دن بقول آپکے آپ مجھ پر مسلط رہیں گی "رئید نے اسکی "

بات کا مزہ لیا۔

جی بالکل۔۔۔"مطیبہ نے اسی طرح بیٹھے بیٹھے پھر جواب دیا۔ "

اوکے دین گڈ نائٹ "رئید اس کا مزید امتحان نہیں لینا چاہتا تھا لھذا اب کی بار """

شرافت سے کروٹ دوسری جانب بدل کر لیٹ گیا۔

اسکے لیٹتے ہی مطیبہ بھی چپ چاپ کروٹ دوسری جانب لئے لیٹ گئ۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عجیب جلول سے حلیے والا شخص رئید کے آفس کے اندر آنے لگا کہ گیٹ پر موجود شمس

نے اسے روکا۔

اوہ بھائ کہاں "اس نے حیران ہو کر اسے روکا۔ مٹی سے اٹی شلوار قمیض اور ٹوٹی "

جوتی پہنے کھچڑی نما بالوں والا وہ شخص شمس کو کوئ نشئ معلوم ہوا بڑھی ہوئ شیو اور

لڑکھڑاتے قدموں والا فائق رئید سے آفس ملنے گیا تاکہ مطیبہ کے بارے میں کچھ

پوچھ سکے۔

تت۔۔تمہارے صاحب سے ملنا ہے۔۔"لڑکھڑاتی آواز میں وہ بمشکل اپنی بات "

پوری مکمل کر سکا۔

تمہارا میرے باس سے کیا کا۔۔"شمس خفگی بھرے لہجے میں بولا۔ "

مم۔۔می۔۔۔میری بیٹی یہاں کام کرتی تھی کتنے دنوں سے وہ آفس سے گھر نہیں"

پہنچی میں پوچھنے آیا ہوں کہاں ہے میری بیٹی "غصے میں بولتے وہ ہانپنے لگا۔لال انگارہ

آنکھوں سے شمس کو گھور رہا تھا۔

شمس اسکی بات پر یکدم چونکا۔ذہن میں ایک ہی نام گونجا۔

'مطیبہ کا باپ'

کون سی بیٹی ؟"اپنے شک کو یقین کا روپ دینے کے لئے اس نے سوال کیا۔ "

مطیبہ "اسکے جواب نے شمس کے شک کو یقین کی رونق بخشی۔ "

صاحب دو دن کی چھٹی پر ہیں جب آئیں گے۔تب تم بھی آنا" شمس کی بات پر وہ"

مایوس سا ہوا۔

تم جھوٹ بول رہے ہو"کچھ خیال آنے پر وہ شمس کو جھٹلانے لگا۔ "

مجھے کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔سچ کہہ رہا ہوں۔یقین نہ آئے تو اس سے"

پوچھ لو"شمس اندر سے نکلتے ایک ملازم کو آواز دے کر قریب بلانے لگا۔

ادھر آؤ"اس کے قریب آتے ہی شمس نے اسکے کندھے پر بازو پھیلایا۔ "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اس کو بتاؤ کے رئید سر آفس میں ہیں کہ نہیں "

سر تو دو دن کی چھٹی پر ہیں "اس نے بھی وہی جواب دیا۔ "

یقین کرو دو دن بعد آؤ گے میں خود تمہیں سر کے پاس لے کر جاؤں گا" شمس نے

اسے یقین دلایا۔

فائق کچھ سوچ کر خاموشی سے پلٹ گیا۔

پھر واپس آیا۔

سنو۔کچھ پیسے ہوں گے تمہارے پاس" نشے نے اسے بے بس کر دیا تھا۔ "

ہاں ہاں کیوں نہیں "مطیبہ کی وجہ سے اسے فائق کو نا چاہتے ہوئے بھی اسے پیسے "

دینے پڑے۔وہ جان گیا تھا اس کا نشہ اسے مزید بے غیرت بنانے پر تلا ہے۔

بیٹی بیچ کر تو وہ پہلے سے ہی بے غیرتی کا ثبوت دے چکا ہے۔

ایک بے غیرتی اور سہی۔

کچھ پیسے نکال کر اس نے فائق کے ہاتھ میں تھمائے۔

عجیب سی خوشی کی چمک اسکی آنکھوں میں ابھری۔

شکریہ "خوشی خوشی وہ واپس چلا گیا۔"

صبح آنکھ کھلتے ہی جو سب سے پہلا احساس مطیبہ کو آیا وہ اس فاصلے کا تھا جو رئید اور مطیبہ میں رات سونے سے پہلے تھا۔

ڈرتے ڈرتے اس نے کروٹ بدل کر دیکھا۔

تو اتنے ہی فاصلے پر مگر منہ کے بل الٹا لیٹے رئید کو دیکھ کر اس نے سکھ کا سانس لیا۔

آہستہ سے اٹھی پھر نجانے کیا سوچ کر رک گئ۔

گردن موڑ کر رئید کے سوئے ہوئے چہرے کی جانب دیکھا جو مطیبہ کی جانب تھا۔

اتنے وجیہہ شریک سفر کی خواہش کوئ بھی لڑکی کر سکتی تھی۔

مگر مطیبہ خواہش بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔وہ ساری زندگی اس احساس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی کہ اسکے شوہر نے اسے احسان کے بدلے قبول کیا ہے۔

چاہے وہ اب محبت کا دعویدار تھا۔

مگر محبت سے پہلے جو ایک جذبہ ان کے درمیان پروان چڑھا تھا وہ احسان کا تھا۔

اور مطیبہ تو ایسی خودداری کی ماری لڑکی تھی کہ وہ یہ احسان کسی صورت لینے کی روادار نہیں تھی۔

لب بھینچ کر خاموشی سے اٹھی کہ دوپٹے کا کونا کھینچا جو اس نے اٹھتے ساتھ ہی کندھے پر اوڑھا تھا۔

سانس سینے میں اٹکی۔

رخ موڑ کر پیچھے دیکھا۔ تو وہ نیند میں غافل رئید کے ہاتھ کے نیچے تھا۔ وہ شاید مطیبہ کی خود کو تکتی نظروں یا پھر اسکے اٹھنے کی آہٹ کی وجہ سے اپنی پوزیشن بدل رہا تھا کہ مطیبہ کا دوپٹہ اس ہاتھ کے نیچے آگیا جو اسکے تکیے کے گرد لپٹا تھا۔

مطیبہ نے رکی سانس بحال کی۔

آہستگی سے دوپٹہ کھینچنا چاہا۔

مگر دوپٹے کی سرسراہٹ اپنے ہاتھ کے نیچے محسوس کر کے رئید نے یکدم آنکھیں کھول کر نیند میں ڈوبی استفہامیہ نظریں مطیبہ کے چہرے پر جمائیں۔

'جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو 'کیا ہوا

مطیبہ اسکے حرکت میں آتے ہی دوپٹہ پوری طرح کھینچ بھی نہ پائی تھی کہ وہیں رک گئی۔

میرا دوپٹہ۔۔"مطیبہ کو یہ تمام سچویشن نہایت جھنجھلاہٹ اور خفت سے دوچار" کر رہی تھی۔

رئید نے پوری آنکھیں کھول کر اسکی نظروں کی سمت دیکھا۔

اپنے ہاتھ کے نیچے دبا اسکا دوپٹہ دیکھ کر وہ ہولے سے مسکرایا۔

پھر چھوڑ کر شرارت سے اسکی جناب دیکھا۔

تو نہیں پاس۔۔۔۔تو کیا ہوا"

تیری خوشبو میں لپٹا دوپٹہ ہی سہی "رئید کے شعر پڑھنے پر مطیبہ کی کانوں کی لوئیں تک سرخ ہو گئیں۔

تیزی سے رئید کی جانب دیکھے بنا اٹھ کر واش روم کی جانب بڑھی۔

واش روم کی کنڈی چڑھاتے سامنے نظر آتے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھا۔

ہولے ہولے قدم اٹھاتی دیوار میں نسب شیشے کے قریب آئی۔

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرے۔

مجھ میں ایسا کیا ہے جو تمھیں یہ سب کہنے پر مجبور کرتا ہے" آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کی بجائے آنکھوں میں موجود رئید کے عکس سے ہمکلام ہوئی۔

کوئی جواب نہ پا کر سر جھٹکا۔

سر بیسن کی جانب جھکا کر منہ ہاتھ دھونے لگی۔

جس لمحے باہر آئی رئید بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے موبائل پر کچھ دیکھنے یا پڑھنے میں مصروف تھا۔

مطیبہ کو اندر آتے دیکھ کر ایک نظر بھر کر اسکی جانب دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطیبہ اسے نظر انداز کیئے ڈریسگ کے پاس کھڑی ہو کر بال سلجھانے لگی۔

کمر تک آتے اسکے لمبے گھنے سیاہ بال دیکھ کر رئید اپنی جگہ سے اٹھا۔

مطیبہ کی تمام حسیات اسی کی جانب متوجہ تھیں۔

اسکی نظروں کا ارتکاز وہ نوٹ کر چکی تھی۔

الجھن سوا نیزے پر پہنچ چکی تھی۔

وہ آہستہ روی سے چلتا اسکے قریب سے قریب تر آیا۔

مطیبہ دم سادھے اس کا قریب آنا نوٹ کر رہی تھی۔اسکے بالکل پیچھے رکتے اس نے ہاتھ بڑھا کر مطیبہ کے بالوں کو چھوا۔

مطیبہ نے ششدر نگاہوں سے آئینے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھا۔

رئید نے اسکے بالوں میں سے ایک موتی چن کر مطیبہ کی نگاہوں کے سامنے کیا۔

اس نے ایک گہری اور مطمئن سانس فضا کے سپرد کی۔

یہ سیپ کا موتی آپکے بالوں میں کیا کر رہا ہے "شرارت سے آئینے میں سے نظر " آتے اس کے عکس کو دیکھ کر بولا۔

رات میں اس پارلر والی نے میرے بالوں میں ڈھیر سارے لگا کر کوئی عجیب سا ہئیر " اسٹائل بنایا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جتنے ہو سکے تھے رات میں نکال لیئے تھے یہ رہ گیا ہو گا" مطیبہ نے بالوں کو کیچر میں قید کرتے جلدی سے جواب دیا۔ جان میں جان آئی جو لمحہ پہلے رئید کھینچ رہا تھا۔

اوہ۔۔۔ میں سمجھا آپکے بالوں میں خزانے ہیں۔ تبھی یہ سیپ کا موتی بھی مل گیا" رئید نے مصنوعی انداز میں اپنی عقل کا ماتم کیا۔

کیوں میرے بال ہیں کہ قومی خزانہ "مطیبہ اسکے مذاق پر منہ بنا کر رہ گئی۔ "

ویسے میرے یہاں کھڑے ہوتے آپکے چہرے پر بارہ کیوں بجے تھے "رئید اسکے چہرے کی اڑتی ہوائیاں دیکھ چکا تھا۔اسی لئے اسے نارمل کر کے جان کر یہ سب کہا۔

اسی لئے کے گھڑی بھی بارہ بجا چکی ہے "مطیبہ نے گھڑی کی جانب دیکھ کر اسے " احساس دلایا کہ وہ دونوں اٹھنے میں بے حد لیٹ ہو گئے ہیں۔

سب کیا سوچ رہے ہون گے "مطیبہ نے اسکی توجہ خود سے ہٹانے کے لئے جو کہا اس" بات کا مفہوم سوچ کر اپنی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہا۔

جبکہ واش روم کی جانب جات رئید حیرت آنکھوں میں سموئے مڑا۔

واقعی "مطیبہ اسے جواب دینے کی بجائے بیڈ کی جانب آئی۔ "

بیڈ شیٹ ٹھیک کرتے کمال مہارت سے رئید کو ایسے نظر انداز کیا جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

رئید مطیبہ کی اس حرکت پر نفی میں سر ہلاتا واش روم مین جا چکا تھا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر مطیبہ نے اپنی جلد بازی پر ماتم کیا۔

اسی شام شمس نے فون کر کے رئید کو فائق کی آمد کے بارے میں بتایا۔

"ٹھیک کیا آپ نے شمس بابا۔۔اس کا مطلب ہے کہ شہاب نے اسے جان بوجھ کر بل سے نکالا ہے تا کہ وہ مجھ تک آئے اور اسے مزید آگے آنے کا موقع ملے" رئید نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"یقیناً یہی مقصد ہو گا۔ فائق تو صرف بیٹی کو ڈھونڈنے اسی لئے آیا ہے کہ اسکے نشے کا خرچہ پانی بند ہو گیا ہے۔ اب پیسے لینے کی خاطر کچھ تو اسے کرنا ہے۔

بالکل۔۔اور شہاب اسی بات کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے" رئید کی بات کی شمس نے پھر سے تائید کی۔

"یہی بات ہے"

"بہت شکریہ بابا۔۔اب یہ کیس اور بھی آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ مرغا خود شکنجے میں پھنسنے کو آیا ہے" وہ تلخی سے مسکرایا۔

کوئی بات نہیں بیٹا اللہ بہتر کرے" شمس نے دعائیں دیتے ہوئے فون بند کیا۔ "

رئید نے اسی وقت اپنے سمیر کو کال کی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیلو۔۔ کیسے ہو دولہے میاں "وہ شوخ لہجے میں بولا۔ "

ابھی کل ہی تو اسکے ریشیپشن کے فنکشن میں وہ موجود تھا۔

اسکی بات پر رئید نے سر اٹھا کر سامنے کچن سے نظر آتی مطیبہ کو دیکھا۔ جس کی پشت رئید کی جانب ہی تھی۔

بالکل ٹھیک خوش باش "رئید کے لہجے میں بھی شوخی در آئی۔ "

"ماشاءاللہ۔۔اور بتاؤ"

رئید نے شمس کے ساتھ ہونے والی گفتگو من و عن بتائی۔

ٹھیک ہے میں شام میں آتا ہوں تو ڈسکس کرتے ہیں "اس نے فوراآنے کی حامی " بھرتے فون بند کیا۔

رئید اٹھ کر کچن کی جانب گیا۔

جہاں مطیبہ اسکی خالہ اور مامیوں کے نرغے میں پھنسی ہوئی تھی۔

شکل سے تو یہی لگ رہا تھا۔ پھر سے بارہ بجے ہوئے تھے مطیبہ کی شکل پر۔

وہ آہستہ سے چلتا اسکے قریب آکر کھڑا ہوا۔

بھئی کب آؤ گے تم دونوں دبئی "اسکی خالہ رئید کو مطیبہ کے قریب کھڑے دیکھ کر " بولیں۔

مطیبہ نے چونک کر بائیں جانب نہیں دیکھا۔رئید سے پہلے اسکی خوشبو مطیبہ تک پہنچ چکی تھی۔

اپنی بدلتی کیفیت پر وہ خود بھی حیران ہوئی۔

پہلے آپ جائیں گی تو ہم آئیں گے نا"رئید کی سب کے ساتھ بہت بے تکلفی تھی۔اور" فوزیہ نے تو اسکی ماں کی ڈیتھ کے بعد رئید کو بے حد سنبھالا تھا۔اسی لئے بھی وہ اسکے بے حد قریب تھی اور بے تکلفی بھی اسی قدر۔

ہوہائے۔۔۔دیکھو ذرا کیسا بے مروت ہے"وہ ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھے حیرت" سے بولیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو کیا کہوں"وہ مسکرایا۔ "

اچھا بیٹا یہ ہے اب ہماری قدر۔۔۔مطیبہ یہ بہت مطلبی ہے تم آئی تو ہمیں بھول گیا۔۔" اسے کس کے رکھنا یہ نہ ہو کل کو بچے آئیں تو یہ تمہیں بھول جائے"مطیبہ تو انکی بات پر اور بھی ہونق شکل لئے نظریں ادھر ادھر گھمانے لگی۔

جبکہ رئید کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ان کے آپسی حالات کیا تھے یہ بس وہ دونوں یا پھر حسن اور رفیعہ جانتے تھے۔باقی سب کے لئے تو وہ ایک عام شادی شدہ جوڑا ہی تھے۔

دیکھو کتنا خوش ہوا ہے بچوں کی بات پر "فوزیہ نے رئید کے قہقہے پر مطیبہ کو متوجہ کروانا چاہا۔

ماما۔ ڈیڈی بلا رہے ہیں "اس سے پہلے کے وہ کوئی اور گل افشانی کرتیں۔ ان کا بیٹا"۔۔۔ انکے میاں کا بلاوا لے آیا۔

مطیبہ نے ان کے کچن سے نکلے جانے پر سکھ کا سانس لیا۔

اس وقت چہرے پر بارہ کیوں بجے ہین "وہ سرگوشی نما آواز میں بولا۔ "

رفیعہ اور رئید کی ممانی دوپہر کا کھانا تیار کرنے میں مگن تھیں۔ ان دونوں کی جانب وہ متوجہ نہیں تھیں۔

کیا مطلب "مطیبہ کو اسکی بے وقت کی راگنی کی سمجھ نہیں آئی۔ "

اب تو دوپہر کے تین بج چکے ہیں۔ جبکہ آپکے چہرے پر وہی ٹائم ہے "رئید نے اسے چڑایا۔

میرے منہ پر اتنی ریسرچ کر کے آپکو کچھ نہیں ملنے والا "مطیبہ نے تڑخ کر جواب دیا۔

ہو سکتا ہے کچھ مل ہی جائے "رئید کی بات پر اس نے سنجیدگی سے اب کی بار رئید کی جانب دیکھا۔

جس کی نظروں کے مفہوم سمجھتے ہی اسکے چہرے کی سنجیدگی میں اضافہ ہوا۔

میری ہر بات پر غصہ ہونے سے بہتر ہے دوستی کرلیں "رئید نے ہاتھ اسکی جانب" پھیلایا۔

میں کون سی آپکی دشمن ہوں "مطیبہ نے منہ بنایا۔ "

نہیں مگر جیسے گھورتی ہیں دشمن سے کم بھی نہیں۔۔دوستی میں تو ایک دوسرے کے " لئے گنجائش پیدا ہو جاتی ہے نا "رئید کے پھیلے ہاتھ کو نظر انداز کرنے ہی والی تھی کہ رئید کی بات سن کر چند لمحے توقف کیا۔ پھر اپنا ہاتھ اسکے مضبوط ہاتھوں میں ایسے دیا کہ بمشکل وہ انگلیاں ہی تھام سکے۔

رئید نے خود ہی صحیح سے مصافحہ والا طریقہ اپنایا۔

دوستی تو صحیح انداز میں کریں۔ یہ کیا کہ شش و پنج ختم ہی نہیں ہو رہی "رئید نے" مصنوعی خفگی سے اسے گھورا۔

مطیبہ نے فوراً ہاتھ کھینچا اور کچن سے باہر نکل گئ۔

شام میں سمیر اسکے گھر موجود تھا۔ جتنے مہمان باقی رہ چکے تھے انکی رات کی فلائٹ

تھی۔

لہذا رئید سمیر کو لئے اپنے روم میں چلا گیا تا کہ انکے مابین گفتگو اسکے رشتہ دار نہ سن سکیں۔

اب بتاؤ پوری بات "سمیر کے کہنے پر اس نے پھر سے وہ سب دہرایا جو شمس نے اسے فون کر کے بتایا تھا۔

ٹھیک ہے تم کل فائق کو گھیر و اور کل ہی میں شہاب کے خلاف جھوٹے نکاح کا نوٹس " بجھواتا ہوں "سمیر نے فوراہی تمام پلان ترتیب دیا۔

ٹھیک ہے "رئید نے سر ہلا کر اسکی بات کی تائید کی۔ "

اور اس فائق کو کل واپس نہیں جانے دینا۔یہیں سے اسے جیل بجھوائیں گے۔ جس " وقت یہ تمہارے آفس پہنچے۔ تم نے مجھے کال کرنی ہے۔ میں پولیس سمیت آؤں گا اسے سلاخوں کے پیچھے دھکیلنے "سمیر نے نفرت سے فائق کا ذکر کیا۔

تو بیٹھ ایک منٹ "رئید کمرے سے نکل کر کچن کی جانب آیا جہاں مطیبہ اور فوزیہ " ٹرالی سیٹ کرنے میں مصروف تھیں۔

مطیبہ جانتی تھی کہ سمیر ہی وہ وکیل ہے جو انکی جانب سے کیس لڑے گا۔

میں یہی کہنے کے لئے آنے والا تھا کہ میرے دوست بیچارے کے لئے کچھ کھانے "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پینے کا بندوبست کر لیں۔"رئید نے تشکر سے ان دونوں کو دیکھا۔

"بھئ تمہاری اور اسکی انڈر سٹینڈنگ تو ماشاءاللہ سے کمال کی ہے۔بن کہے تمہاری سب خواہشیں سمجھ جاتی ہے۔تمہارے دوست کو سلام کرنے کے بعد یہ سیدھی کچن ہی آئی۔میں نے سوچا ایک دن کی دلہن ہے اکیلی کام کرتی کیا اچھی لگے گی۔تو اسکی مدد کے لئے پہنچ گئی"فوزیہ کی بات پر ٹرالی میں کباب کی پلیٹ رکھتے ہوئے مطیبہ نے گھبرا کر رئید کی جانب دیکھا۔کہ وہ متوجہ ہے یا نہیں۔

اسکی نظریں خود پر مرکوز دیکھ کر مطیبہ نے فوراً پلکوں کی جھالر گرائی۔

"یہ تو آپ صحیح کہہ رہی ہیں۔بن کہے ہی بہت کچھ جاننے لگ گئی ہیں یہ"رئید نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"یہ سلمان کہاں ہے"مطیبہ نے بات پلٹنے کی خاطر جان بوجھ کر موضوع ہی بدل دیا۔ لہجہ کا معمولی سا ارتعاش رئید کے لبوں پر مسکراہٹ بکھرا گیا۔

اسکے جذبے اسکے لہجے پر بو اثر انداز ہونے لگے تھے۔اتنی تقویت ہی بہت تھی۔

"کچھ سوٹس میں نے ڈرائی کلین کے لئے دیئے تھے وہ وہی لینے گیا ہے"رئید نے اب کی بار سنجیدگی سے کہا۔

"آپ پھر خود لے جائیں یہ سب۔۔"مطیبہ نے کپس رکھتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں لے جاتا ہوں کوئی ایشو نہیں ۔۔بابا کہاں ہیں "کمرے میں جانے سے پہلے تو"

حسن لاؤنج میں سب کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ مگر ابھی جب وہ کمرے سے باہر آیا تو وہ

لاؤنج میں نظر نہیں آئے تھے۔

وہ وقار ماموں کے ساتھ شطرنج کی بازی لگانے اسٹڈی میں گ ئے ہیں "مطیبہ نے"

مصروف انداز میں کہا۔

فوزیہ باہر جاچکی تھیں۔

رئید چند قدم چل کر اسکے قریب آیا۔

مجھ سے اتنا گھبراتی کیوں ہیں آپ ؟"نجانے کیوں یہ دو دن مسلسل اسکی سنگت میں"

رہنے کی وجہ سے دل تھا کہ ہر پل اسکی جانب کھچتا جاتا تھا۔اسے خوا مخواہ مخاطب کرنے

کو دل کرتا تھا۔

یہ جذبے کبھی کسی کے لئے دل میں پیدا نہیں ہوئے تھے۔

بہت سی کزنز تھیں۔ کلاس فیلوز بھی رہیں تھیں۔ مگر نجانے کیوں دل نے کبھی ضدی

بچے کی طرح کسی کی ضد نہیں کی تھی۔

مگر یہ انار کھنے والی مطیبہ اسے چاروں خانے چت کر گئ تھی۔

سرسری نظر اس کی جانب کی۔ مطیبہ نے

کیونکہ میں احسان فراموش نہیں بننا چاہتی۔اپنی اوقات اچھے سے پہچانتی ہوں"""

مطیبہ کے سنجیدہ لہجے پر رئید کے مسکراتس لبوں سے مسکراہٹ معدوم ہوئی۔

چائے ٹھنڈی ہوجائے گی لے جائیں"اسکے لب کھلتے دیکھ کر مطیبہ نے جلدی سے کہا"

اور خود بھی کچن سے باہر نکل گئ۔

رئید کو اسکا یہ انداز نجانے کیوں کھولا گیا۔

خاموشی سے ٹرالی گھسیٹ کر کمرے کی جانب بڑھا۔

اگلے دن فائق صبح ہی صبح رئید کے آفس پہنچ چکا تھا۔

شمس نے آفس میں اطلاع پہنچائی۔

مریم نے فورا رئید کے روم میں کال ملائی۔

سر وہ شمس بابا کہہ رہے ہیں کہ کوئی فائق نامی شخص آپ سے ملنے کے لئے آیا ہے"""

رئید دو دن کے تمام کام چیک کر رہا تھا۔

ٹھیک ہے اسے اندر بھیج دو۔"مصروف سے انداز میں مریم کو جواب دیا"

فورا سمیر کو کال ملائی۔

ہاں وہ آفس پہنچ چکا ہے"رئید نے سمیر کے فون اٹھاتے ہی اسے مطلع کیا۔ "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے۔اسکے خلاف ایف آئی آر میں بنوا چکا ہوں۔اسے وارنٹ گرفتاری لے کر پہنچتا ہوں"سمیر نے اپنی پیش رفت بتائی۔

ٹھیک ہے"رئید فون بند کر کے سامنے پھیلی فائلز کی جانب متوجہ ہوا۔ "

کچھ دیر بعد اسی دن کی طرح عجیب ہیئت والا فائق رئید کے کمرے میں داخل ہوا۔

رئید کی رگیں اس بے غیرت باپ کو دیکھ کر تن گئیں۔

جی کیا مسئلہ ہے آپ کا"رئید نے سپاٹ لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ "

جو جھومتا جھامتا بمشکل اپنے پاؤں زمین پر ٹکائے ہوئے تھا۔

م۔۔ی۔۔میری بیٹی کہاں ہے؟"اسکے سوال پر رئید کا دل کیا اٹھ کر اسکے منہ پر ایک زوردار تھپڑ لگائے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹھو"مگر اپنی سوچ کے بر خلاف اسے بیٹھنے کا کہا۔ "

کون سی بیٹی اور کس کی بیٹی؟"رئید نے غصے سے بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ "

وہی بیٹی جو یہاں کام کرتی تھی۔۔کہاں چھپا کر رکھی ہے میری مطیبہ"وہ انگلی اٹھا کر اپنی آواز میں جان پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

اپنے اس دوست سے کیوں نہیں پوچھتے جس کے ہاتھ تم نے اسے بیچا تھا"رئید نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

مم۔۔ میں نے نہیں بیچا اسے۔ نکاح کیا تھا اس کے ساتھ "فائق کی بات سن کے "

اسے یقین ہو گیا کہ شہاب اس کی برین واشنگ کر چکا ہے۔

اچھا۔۔ ثبوت دو۔۔ کہ تم نے ہی اس کا نکاح کروایا ہے "رئید نے کسی نہ کسی طرح تو "

اسے الجھانا تھا۔

کیوں تم کون ہوتے ہو۔۔ جس کو میں ثبوت دیتا پھروں "فائق نے غرا کر کہا۔ "

کیونکہ میں وہ ہوں۔۔ جو تمہاری بد قسمت بیٹی کا شوہر ہے۔۔ میری بیوی کے بارے "

میں ایسی بکواس کرنے والے کو تو میں زمین میں گاڑھ دوں گا۔۔

اور بد قسمت وہ اسی لئے ہے کہ تم جیسا خبیث انسان اس کا باپ ہے "رئید نے جبڑے

بھینچ کر فائق کو حقیقت بتائی۔

یہ۔۔ یہ نہیں ہو سکتا۔۔ تم کہاں سے آگ ئے۔۔ میں میں پولیس کے پاس جاؤں "

گا۔۔ نکاح پر نکاح کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے تم نے میری بیٹی اغوا کی ہے۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں "فائق بھڑکیں مارنے لگا۔

پریشان نہ ہو۔۔ پولیس تک تمہیں جانے کی ضرورت نہیں پولیس خود یہاں آ رہی "

ہے "رئید کی بات پر اسے جھٹکا لگا۔ فوراً اپنی کرسی سے کھڑا ہوا۔

تم۔۔ تمہیں دیکھ لوں گا میں "وہ بھاگنے کو تیار تھا کہ رئید تیزی سے اپنی کرسی چھوڑ "

کر اسکے پیچھے لپکا جو لڑ کھڑاتے قدموں سے دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

مگر نشے کے باعث اسکے قدموں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ تیزی سے دوڑ سکتا۔

اور اسی کا فائدہ رئید نے اٹھایا۔اسے پیچھے سے دبوچا۔

تم یہاں سے اب ہل بھی نہیں سکتے۔باہر جانا تو بڑی دور کی بات ہے۔"رئید نے اسے " جھٹکے سے اپنی جانب موڑتے کرسی کی جانب دھکیلا۔۔

تم۔۔تم ٹھیک نہیں کر رہے "وہ ہکلایا۔ "

ابھی تو سب ٹھیک ہو رہا ہے تمہارے ساتھ۔۔فکر کیوں کرتے ہو "رئید نے اسکے " کندھے کو تھپکا۔

ہیلو آقا جی۔۔۔"شہاب کا وہ بندہ جو فائق کا پیچھا کر رہا تھا۔ "

اس وقت رئید کے آفس کے باہر کھڑا شہاب کو رپورٹ دے رہا تھا۔

ہاں بھی کیا رپورٹ ہے۔۔"شہاب آج کچھ دیر سے اٹھا تھا۔اس وقت بیٹھا ناشتہ " کرنے میں مصروف تھا۔

"آقا جی فائق کافی دیر کا اندر آفس میں گیا ہوا ہے"

بس ٹھیک ہے۔۔جیسے ہی وہ باہر آئے تم اسکا پیچھا کرو اور اسے قابو کر کے میرے "

پاس لے آنا۔۔تاکہ اس سے اگلوائیں کہ اس کمینے انسان نے ان ماں بیٹی کے بارے میں کیا بتایا ہے" شہاب نے ہاتھ روک کر اسے ہدایات دیں۔

ٹھیک ہے آقا جی۔۔اوہ یہ کیا" فون بند کرتے اسکی نظر جیسے ہی سامنے گئی اُسکے منہ سے اچانک کچھ بے ترتیب سے الفاظ نکلے۔

کیا ہوا" شہاب کے بھی کان کھڑے ہوئے۔ "

آقا جی۔۔یہ تو پولیس آگئی ہے یہاں" اسکا ماتحت سامنے دیکھتے ہوئے بولا۔ جہاں سمیر کی ہمراہی میں پولیس والے رئید کے آفس کے اندر داخل ہوئے۔

کیا بکواس کر رہے ہو" انڈے اور پراٹھے کا لقمہ غصے سے پلیٹ میں پھینکتے ہوئے بولا۔

"آقا جی۔۔انکے ہاتھوں میں ہتھکڑی بھی تھی"

یہ۔۔یہ (گالی) انسان بہت شاطر نکلا۔۔"

اب یہ میرے وار کے لئے تیار رہے" شہاب غصے سے جبڑے بھینچ کر بولا۔

فون بند کرتے ہی کیف کا نمبر ملایا۔

جی آقا جی" کیف نے فون اٹھاتے ہی تابعداری سے پوچھا۔ "

کچھ دیر میں گھر کے اندر پھلانگوں۔۔اور اگر ماں بیٹی ملتی ہیں تو فورا پکڑ کر لے آؤ۔۔"

میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا۔

یہاں سے کچھ اور بندوں کو بھی میں بھجواتا ہوں۔جو پہرہ داروں کو قابو کریں گے۔اور تم تب تک جائزہ لے کر بتاؤ کہ کن کن جگہوں پر چھپ کر وار ہو سکتے ہیں۔

جن چند لوگوں کو میں بھجوا رہا ہوں۔ابھی انکے نام تمہیں بتا دوں گا۔تم پھر ان سے رابطہ رکھنا"کیف چوکنا ہو کر اسکی ہدایات سن رہا تھا۔

جو حکم آقا جی"اس نے پھر سے نمک حلالی کا ثبوت دیتے کہا۔شہاب نے فون بند کیا"

تجھے تو اب ایسا سبق دوں گا کہ تیری سات نسلیں یاد رکھیں گی"غصے سے ایک ہاتھ کی مٹھی دوسرے ہاتھ پر ماری۔

بس نہیں چل رہا تھا کہ رئید سامنے ہوتا اور اسے گولیوں سے بھون ڈالتا۔

کبھی کبھی ہم خود پر اور اپنی طاقت پر اتنے نازاں ہوتے ہیں کہ جیسے ہم دنیا کو فتح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اور ہر کسی کو اپنی طاقت کے بل بوتے پر زیر کر سکتے ہیں۔ایسا ہی زعم شہاب کو خود پر تھا۔

مگر وہ اس بات سے لاعلم تھا کہ جس اللہ نے اسے اتنا طاقتور بنایا ہے وہ لمحوں میں انسان کو اسی بے جا خود اعتمادی کے زیر کر دیتا ہے۔

آقا جی" نثار بھاگتا ہوا آیا۔ پھولے سانسوں کے درمیان وہ بس اسے ہی مخاطب "
کر سکا۔

کیا موت آئی ہے تجھے۔" شہاب نے ناگواری سے کہا۔ "

آقا جی یہ عدالت کا کوئی نوٹس آپکے نام آیا ہے" بندوق کاندھے پر سیدھی کرتے "
ایک لفافہ اس نے شہاب کی جانب بڑھایا۔

شہاب ایسے کئی نوٹسس کا عادی تھا۔۔ جانتا تھا ہزاروں دشمن یہ حرکتیں کرتے رہتے
ہیں۔

مگر انصاف تو اسکے ہاتھوں میں تھا۔ دنوں میں کیس ختم کروا دیتا۔

مغرورانہ انداز میں وہ لفافہ کھولا۔

جیسے جیسے پڑھتا گیا اسکی رگیں تن گئیں۔

کاش تجھے پہلے ہی قابو کر لیتا" عدالت کی طرف سے جھوٹے نکاح اور مطیبہ اور اسکی "
ماں کو دھمکیاں دینے کا نوٹس نہ صرف آیا تھا بلکہ اسکی پیشی کی تاریخ بھی درج تھی۔

اس نوٹس کو غصے سے مٹھی میں بھینچا کہ وہ چڑمڑا گیا۔

کیف کو دوبارہ فون کیا۔

ابھی اسکے گھر میں مت گھسنا۔۔۔۔ بہت طریقے سے وار کر گیا ہے یہ شخص۔۔ اس کا "

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی اور علاج کرنا پڑے گا"کیف کو منع کر کے فون بند کیا۔

گاڑی نکالو مجھے وکیل کے پاس جانا ہے"ناشتہ وہیں ادھورا چھوڑ کر وہ وکیل کے پاس دوڑا۔

جس معاملے کو وہ سیدھا سمجھا تھا وہ پیچیدہ ہوتا جارہا تھا

جیسے ہی سمیر فائق کو ہتھکڑی لگا کر گیا۔

رئید نے حسن کو فون ملا کر باخبر کیا۔

ٹھیک ہے۔میں رفیعہ اور مطیبہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کر دیتا ہوں۔تم کوشش" کرو کہ گھر جلدی آسکو تو آجاؤ۔آج تمہاری ماں کی بھی برسی ہے میں چاہ رہا تھا کچھ دیگیں ہم غرباء میں بانٹ آئیں"حسن کی بات پر اس نے ایک ٹھنڈی سانس فضا کے سپرد کی۔

جی بابا میں بس گھنٹے تک آتا ہوں"رئید کیسے اس دن کو بھول سکتا تھا۔جب اسکی ماں" بیماری سے لڑ لڑ کر تھک ہار کر آنکھیں موند گئی تھی۔اس وقت وہ فقط دس سال کا تھا۔ اسکی بیماری کی نوعیت اور تکلیف کا اندازہ تب تو نہین کر سکتا تھا۔مگر اب جب اسے معلوم ہوا تھا کہ پھیپھڑوں کا کینسر کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے تو اپنی ماں کی ہمت یاد آتی تھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس نے اپنی بیماری کا ہر لمحہ ہمت سے گزارا۔رئید کو ہر دم وہ بیماری کی حالت میں بھی چہرہ پر مسکراہٹ لئے ویلکم کرتی۔

بستر سے لگی بھی وہ ہر دم اسکے لئے پریشان رہتی۔

اس سے پہلے کے آنکھوں کی نمی چہرہ بھگوتی اس نے خود کو کام میں مصروف کر لیا۔

ایک کی بجائے دو گھنٹے بعد وہ فارغ ہوا۔سید ھارخ گھر کی جانب کیا۔

گھر میں داخل ہوا تو رفیعہ کچھ پریشان سی نظر آئیں۔

آپ کیوں پریشان ہیں "لاؤنج کے صوفے پر انکے قریب بیٹھتے۔انکی پریشانی بھانپ" گیا۔

اب کہیں شہاب کوئی گھٹیا حرکت پر نہ اتر آئے۔"حسن رئید کے آتے ہی دیگون" کے لئے فون کرنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

مطیبہ اسے نظر نہیں آرہی تھی۔

نہیں آج کا نوٹس ملنے کے بعد وہ اب کوئی غلط حرکت نہیں کر سکتا۔کیونکہ اس طرح" وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔اور اتنی عقل یقیناً اسے ہو گی کہ قانون کو ہاتھ میں لینے کا مطلب سیدھا سیدھا یہی ہے کہ وہ ہی غلطی پر ہے۔"رئید نے تفصیل سے

اسے سمجھایا۔

اسی لمحے سلمان جوس کا گلاس لئے آیا۔

رئید نے سلمان کی پھرتی پر چونک کر اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"جیسے پوچھ رہا ہو "آج یہ مستعدی کسی خوشی میں

وہ بھابھی نے آپ کی آواز سنی تو جوس بنا کر مجھے کہا آپکو دے آؤں۔" سلمان نے

دانت نکالے۔

اسکی بات سن کر رئید کو مطیبہ کی کل کی باتیں یاد آئیں۔

مجھے ابھی نہیں پینا۔فریج میں رکھ دو۔صرف پانی کا ایک گلاس لے آؤ" رئید نے"

صاف انکار کیا۔

اتنی مہربانی کر دی تھی تو خود لے بھی آتی 'مطیبہ کا فضول کا گریز اسے غصہ دلا گیا۔ '

سلمان منہ بناتے گلاس واپس لے گیا۔

مطیبہ جو کچن میں کھڑی کچھ کباب تل رہی تھی ساتھ ہی چائے کا پانی رکھ کر پلٹی تھی کہ

سلمان کے ہاتھ میں جوس کا گلاس ویسے ہی دیکھ کر حیران ہوئی۔

بھائی جی کہہ رہے ہیں مجھے نہیں پینا۔بس پانی کا گلاس لے آؤ"مطیبہ نے ہولے سے"

سر ہلایا۔

کل جب اس نے احسان فراموشی والی بات کہی تھی تب سے ہی رئید کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ پھر سارا دن اس نے مطیبہ کو مخاطب نہیں کیا۔

رات میں مہمانوں کے چلے جانے کے بعد جب اس نے اپنی چیزیں واپس شفٹ کیں تب بھی وہ کمرے میں موجود ہونے کے باوجود مطیبہ کو مخاطب تک نہیں کیا۔

اسے مسلسل نظر انداز کر رہا تھا۔

مطیبہ کو اسکی ناراضگی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

اس نے تو حقیقت بیان کی تھی۔ وہ کیوں مطیبہ سے امیدیں باندھ رہا تھا۔

سر جھٹک کر اپنے کام کی جانب متوجہ ہوئی۔

حسن نے اسے بتایا تھا کہ آج رئید کی ماں کی برسی ہے۔

چائے اور کباب وہ خود لے کر لاؤنج میں گئی۔

مگر رئید نے ایک نگاہ غلط تک اس پر نہیں ڈالی۔

نہ چائے کو ہاتھ لگایا اور نہ کباب کھائے۔

کمرے میں جا کر کپڑے بدلے اور حسن کے ساتھ دیگیں بانٹنے چل پڑا۔

رات بھی جب اسکی واپسی ہوئی تب بھی وہ اتنا ہی سنجیدہ تھا۔

کل ہو سکتا ہے شہاب کی جانب سے کوئی پیش رفت ہو" رئید نے کھانے کی ٹیبل پر "

حسن کو مخاطب کیا۔

کوئی بات نہیں۔۔کرنے دو۔۔میں کرنل حمید کو سارا معاملہ بتا چکا ہوں۔وہ اب "

"اپنے طور پر اس کیس کو ہینڈل کرے گا۔ججوں سے وہ بات چیت کر چکا ہے

حسن نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں ڈالتے رئید کو تسلی دلائی۔

وہ بہت اثر ورسوخ والے بندے تھے۔

آنٹی آپ کل جو آپکی ہمسائی تھیں ان کو فون کر کے تیار رہنے کا کہئے گا۔ان کا بیان "

عینی شاہد کے طور پر لینا ہے "رئید رفیعہ سے مخاطب ہوا۔

ٹھیک ہے بیٹا "رفیعہ کھانا ختم کر چکی تھیں۔"

کھانا کھا کر رئید باہر لان میں چلا گیا۔

مطیبہ برتن اٹھا کر لان کی جانب بڑھی۔

رئید آہستہ روی سے فینسی لائٹس کے قریب ہاتھ پیچھے باندھے سر کو ہلکا سا جھکائے

اپنے قدموں پر نظر کیئے واک کر رہا تھا۔

مطیبہ اسکی جانب بڑھی۔

رئید اسکے قدموں کی چاپ محسوس کر چکا تھا پھر بھی اپنے انداز میں فرق لائے بنا ویسے

ہی چلتا رہا۔

مطیبہ اسکے ہمقدم ہوئی۔

کچھ دیر خاموشی سے اسکے ساتھ چلتی رہی۔

رئید کا اسے یوں نظرانداز کرنا نجانے کیوں مطیبہ کو عجیب سے احساس سے دوچار کر گیا۔

کبھی کبھی بنا کہے کسی کی توجہ کے ہم اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ اس کا نظرانداز کیئے جانا برداشت نہیں ہوتا۔

مطیبہ بھی پچھلے دنوں اسکی توجہ کی اس قدر عادی ہو چکی تھی کہ اندازہ نہیں تھا وہ یوں بے خبر اور لاتعلق بھی ہو جائے گا۔

"آج آپکی امی کی برسی تھی" کافی دیر کی خاموشی کے بعد مطیبہ کو سمجھ نہ آئی کیا کہے تو اسکی ماں کے بارے میں ہی پوچھ لیا۔

"جی" رئید نے مختصر جواب دیا۔

"آپ آج انہیں بہت مس کر رہے ہیں۔" مطیبہ کے سوال پر وہ چلتا چلتا یکدم رکا۔

چہرہ موڑ کر اسکی جانب دیکھا۔

جو منتظر نگاہوں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

"میں آپ سے اپنی کیفیت کیوں شئیر کروں" رئید کے اجنبی انداز پر وہ چند پل اسے

دیکھتی رہ گئ۔

جس کے لہجے میں ہی نہیں اسکی نظروں میں بھی آج اجنبیت تھی۔

کس رشتے کا کہتی جسے وہ خود ماننے سے انکاری تھی۔

ایک دوست سمجھ کر"یکدم یاد آیا کل ہی تو دوستی کی تھی۔ "

میں خود ترسی کا شکار لوگوں کے ساتھ کوئ رشتہ نہیں رکھتا۔"رئید کی ناراضگی"

انتہائ بڑھ چکی تھی۔

آپکے خیال میں مجھے آپ سے کوئ لالچ ہے کہ میں ہر بار خود بڑھ کر آپکی جانب آتا"

ہوں"رئید نے بازو سینے پر لپیٹتے اسے سرد نظروں سے دیکھا۔

یہ بات نہیں۔۔ مگر آپ سمجھ نہیں رہے۔۔مجھے لگتا ہے میں زبردستی آپ پر مسلط"

کردی گئ ہوں۔آپ۔۔آپ میرے محسن ہیں۔اور میں آپ کو زبردستی خود سے

"باندھے نہیں رکھنا چاہتی۔جبکہ میں جانتی ہوں کہ۔۔

آپ صرف یہ جانتی ہیں کہ آپ نے لوگوں کو اپنی باتوں سے تکلیف کیسے دینی ہے۔"

میں نے تو بہت صاف دل سے کل آپکی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا تاکہ آپ جب

تک یہاں رہیں اس احساس کے ساتھ نہ رہیں کہ میں نے آپ پر کوئ بہت بڑا احسان

کیا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم انسانوں کو ہی اللہ نے ایک دوسرے کی مدد کے لئے معمور کیا ہے۔اب آسمان سے تو کوئی آپکی مدد کے لئے نہیں اترتا۔

اور پھر اب تو ہم میں رشتہ داری بھی نکل آئی ہے۔تو اس رشتے داری کے حوالے سے ہی یہ کوئی احسان نہیں۔

مگر پتہ نہیں آپ کیوں اس خودساختہ خول سے باہر نہیں آنا چاہتیں۔

ہم نارمل کزنز کی طرح بھی تو ایک دوستی کے رشتہ کے حوالے سے بات چیت کر سکتے ہیں نا۔۔لیکن نہیں آپ نے تو سوچا ہوا ہے کہ کسی کو خاطر میں ہی نہیں لانا"رئید اپنی بھڑاس نکال رہا تھا۔

مگر آپ دوستی سے آگے کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں"وہ لہجے میں بے چارگی" سموئے بولی۔

توکیا کروں۔۔۔۔۔اب ایک جذبہ جو میرے دل میں آپ کے لئے بیدار ہو چکا ہے" اس سے نظریں چرانے سے تو رہا۔مجھے اگر صاف گو لوگ پسند ہیں تو وہ اسی لئے کہ میں خود بھی ویسا ہوں۔"رئید نے صاف جواب دیا۔

خیر یہ سب میں آپ کو کیوں بتا رہا ہوں۔فکر مت کریں۔اب آپ تک اپنا کوئی" احساس نہیں پہنچاؤں گا۔۔بے فکر رہیں۔آپ اجنبی بن کر رہنا چاہتی ہیں۔تو میں بھی

اب ویسا ہی رہوں گا۔

ویسے بھی کیس شروع ہو چکا ہے۔اب آپ کو زیادہ دن اس ان چاہے تعلق کے ساتھ نہیں رہنا پڑے گا۔۔"اپنے احساسات بتاتے بتاتے وہ پھر سے اجنبیت کے خول میں بند ہو گیا۔

اپنی بات ختم کر کے وہ وہاں رکا نہیں متوازن چال چلتا اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر چلا گیا۔وہ خاموش کھڑی اسے خود سے دور جاتا دیکھتی رہی۔

وہ کیسے اسے سمجھائے کہ اسکی اوقات ہی نہیں کہ وہ رئید کی محبتوں کی خود کو اہل جانے۔

جس نے دوستی تک کے رشتے میں کبھی کسی کا احسان نہیں لیا وہ کیسے اتنے اہم رشتے کی بنیاد اس ہمدردی کے احساس سے کرے۔

کبھی کبھی اپنی خودداری انسان کو بہت خوار کرتی ہے۔

رئید پیشی کے بعد پھر سے اجنبیت کی دیوار کھڑی کر چکا تھا۔

شام میں سب بیٹھے چائے پی رہے تھے جب رئید نے رفیعہ کو مخاطب کیا۔

اگلی پیشی میں آپکی ہمسائی کو بھی ہمیں لے کر جانا ہو گا" چائے کا کپ صوفے کی ہتھی "
پر رکھے وہ پر سوچ انداز میں بولا۔

میں کل ہی اسے فون کر کے کہہ دوں گی کہ وہ یہیں آجائے تم لوگ اسے ساتھ لے "
جانا" رفیعہ نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔

ٹھیک ہے میں سمیر سے ڈسکس کر کے آپ کو ٹائمنگ کنفرم کر دوں گا" رئید نے "
ہولے سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

برکت نے تم دونوں کو آج رات اپنے گھر انوائٹ کیا ہے" حسن جو خاموشی سے رفیعہ "
اور رئید کی باتیں سن رہے تھے یکدم بولے۔

رئید نے ایک اچٹتی نگاہ مطیبہ پر ڈالی۔ جس کی نظریں حسن کی بات سن کر اس پر
اٹھیں۔

آپ دونوں بھی چلیں" رئید نے ہامی بھرنے کی بجائے ایک اور تجویز دی۔ "

ہمیں نہیں صرف تم دونوں کو اس نے انوائٹ کیا ہے میں اور رفیعہ تو آج دوپہر میں "
بھی اسی کی طرف گئے تھے۔ ایک تو اس کی وائف کا آپریشن ہوا ہے۔ اسکے پتے میں
پتھری تھی۔

بس اسی کی خیر خیریت پوچھنے گئے تھے۔ کہ برکت اور اسکی بیوی نے اصرار کیا کہ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیٹے اور بہو کو آج رات ہمارے گھر پر آنے کے لئے کہیئے گا" حسن نے ساری بات تفصیل سے بتائی۔

میں نے ویسے بھی وظیفہ شروع کرر کھا ہے۔اس وقت تو میں بالکل بھی نہیں " جاسکتی"رفیعہ نے فوراانکار کا جواز پیش کیا۔

رئید ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

آپ تیار ہو جائیں"رئید نے مطیبہ کو مخاطب کیا"

ہاں بیٹا تم اپنی تیاری کی طرف لگو۔سات بجے نکلنا ہے۔چھ تو بج چکے ہیں۔گھنٹہ تو" لگے گا"حسن نے فورا مطیبہ کو وہاں سے اٹھایا۔

وہ چائے کا کپ رکھتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

دل میں بہت بار آیا کہ رئید کو میسج کر دے یا اسکے پاس جا کر اسے منع کر دے لیکن اس کے انداز آجکل اتنی اجنبیت لئے ہوئے تھے کہ مطیبہ کی ہمت نہیں ہو پارہی تھی۔

خاموشی سے ان چند جوڑوں میں سے ایک منتخب کیا جو مشال اسکے لئے ریسیپشن کے جوڑے کے ساتھ لائی تھی۔

گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر باہر لاؤنج میں آئی جہاں سیاہ شلوار قمیض میں رئید خوشبوئیں

بکھیر تا تیار بیٹھا غالباً اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

انگلیاں تیزی سے موبائل پر حرکت کر رہی تھیں۔

اسے موبائل کے ساتھ مگن دیکھ کر مطیبہ نے گلا کھنکھارا۔

رفیعہ نماز کے بعد وظیفہ شروع کر چکی تھیں جبکہ حسن اپنے کمرے میں تھے۔

رئید ہی صرف لاؤنج میں موجود تھا۔رئید نے سر اٹھا کر سرسری سی نظر مطیبہ پر ڈالنی

چاہی۔

جو اس پر پڑنے کے بعد سرسری نہیں رہ سکی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لائلیک اور اسٹیل گرے کلر کا بیل بوٹم ٹراؤزر اور انگر کھا طرز کی شرٹ پہنے لائٹ سی

جیولری اور لائٹ ہی کلر کی لپ اسٹک لگائے دوپٹہ شانوں پر ڈالے بالوں کی ہلکی سی چٹیا

بنائے وہ رئید کے دل میں اتر رہی تھی۔

اسکی نظروں کے ارتکاز پر مطیبہ نے اب کی بار اسکی بولتی نظروں میں دیکھا۔

چلیں "اف یہ اعتماد رئید ہولے سے مسکرایا۔ "

رئید سر ہلاتا اس سے پہلے لاؤنج کے دروازے سے باہر جا چکا تھا۔

مطیبہ پوری کوشش کرتی کے اس کے سامنے اپنا اعتماد بحال رکھے مگر اسکی نظروں کا

ارتکاز مطیبہ کی دھڑکنوں میں جو شور برپا کرتا وہ اسے اپنے ارادوں سے ڈگمگا کر رکھ دیتا۔

مطیبہ تیار ہو کر پہلے رفیعہ کو بتا آئی تھی کہ وہ جارہے ہیں۔انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا۔

سلمان بابا کو بتادینا کہ ہم جارہے ہیں"رئید نے باہر نکلتے ہوئے ہانک لگائی۔ "

سلمان نے کچن سے "اچھا بھائی جی"کی صدا بلند کی۔

گاڑی کے پاس پہنچ کر مطیبہ رئید کے ٹوکنے سے پہلے خود ہی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔

رئید نے مسکراہٹ دباتے اپنی سیٹ سنبھالی۔

-گاڑی میں بیٹھتے ہی مصنوعی سنجیدگی طاری کرچکا تھا

ان کے گھر کیا لے کر جانا چاہئیے؟"رئید کے سوال پر مطیبہ اپنی سوچوں سے نکل" کر باہر آئی۔

کس کے گھر"مطیبہ اسکے سوال کی جانب بالکل بھی متوجہ نہیں تھی لہذا سمجھ نہیں " پائی۔

چڑیا گھر"رئید اسکی بے توجہی پر چڑ کر رہ گیا۔ "

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطیبہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

برکت انکل کے گھر کی بات کر رہے ہیں؟"سوالیہ انداز میں پوچھا۔ "

شکر ہے آپ کو یاد آگیا کہ ہم کہاں جا رہے ہیں "رئید نے لطیف سا طنز کیا۔ "

میرے خیال کے مطابق میں نے کبھی آپ سے کوئی ادھار نہیں لیا۔۔ پھر آپ یہ "
جلی کٹی مجھے کیوں سناتے ہیں "مطیبہ نے بھی تنک کر پوچھا۔

ادھار آپ لے چکی ہیں "رئید کی بات پر اس نے حیرت سے رئید کی جانب دیکھا۔ "

کیا۔۔۔ کیا لیا ہے میں نے ادھار "وہ تیر تیز کر کے لڑنے کو تیار ہوئی۔ "

پھر کبھی بتاؤں گا۔ ابھی جو مسئلہ درپیش ہے بہتر ہے اس پر بات کی جائے "رئید نے "
اسکی توجہ ہٹائی جو پہلی بار ہٹ بھی گئی۔

میرے خیال میں ایک بکے لے لیں اور کچھ فروٹس۔۔۔ بیمار کی عیادت کے لئے تو"
یہی چیزیں بہترین ہوتی ہیں "رئید اسکے مفصل جواب سے کچھ مطمئن ہوتا۔ گاڑی کو
فلاور شاپ کی جانب لے آیا۔

آپ کو کچھ چاہیئے؟"گاڑی سے اترتے جان بوجھ کر اسے مخاطب کیا۔ "

ہم گروسری کے لئے آئے ہیں کیا؟"مطیبہ نے الٹا سوال کیا۔ رئید اس کی حاضر جوابی "
پہ ہولے سے مسکرایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں میں نے سوچا شاید آپ کو بھی کوئی پھولوں کے ہار، گجروں وغیرہ سے شغف ہو"

تو پوچھ لوں"رئید نے جان بوجھ کر اسے تنگ کیا۔

مجھے ایسا کوئی شوق نہیں"مطیبہ نے صفاچٹ جواب دیا۔ "

سیریسلی"رئید کا گمبھیر لہجہ مطیبہ کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا۔ "

جی سیریسلی مجھے ایسے لڑکیوں والے کوئی شوق نہیں"دھیمے لہجے میں جواب دیا۔ "

بس آپ کو ایک شوق ہے"رئید نے اپنا لہجہ پراسرار بنایا۔ "

کیا"رئید کی بات پر وہ سوالیہ انداز میں بولی۔"

لڑنے کا"رئید کی بات پر اسے احساس ہوا کہ واقعی وہ پتہ نہیں کیوں ہر بار چڑ چڑے"

انداز میں ہی جواب دیتی تھی۔

آپ بات ایسی کرتے ہیں کہ میرا لہجہ لڑنے والا ہو جاتا ہے"مزے سے رئید پر سب"

الزام لگاتی وہ اسے حیران کر گئی۔

صحیح ہے۔۔سارا کچھ مجھ پہ ڈال دیں"رئید نفی میں سر ہلاتا گاڑی سے باہر نکلا۔ "

مطیبہ نے کچھ دور کھڑے رئید کو دیکھا۔جو بڑے دوستانہ انداز میں پھول والے سے

باتوں میں مصروف تھا۔

نجانے کیا جادو ہے اس شخص میں ہر ایک کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے'مطیبہ کی نگاہوں'

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں پہلی بار اسکے لئے بے حد محبت جاگی تھی۔

احسان نے محبت کا روپ دھار لیا تھا مگر وہ کہنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔

رئید کو کسی کے نظروں کے ارتکاز کا شک ہوا۔پیسے نکالتے یوں ہی گردن موڑ کر مطیبہ کی جانب دیکھا۔

مطیبہ کو اس کے یوں اچانک پلٹ کر دیکھنے کی امید نہیں تھی۔

خود پر موجود مطیبہ کی گہری نگاہیں وہ نوٹ کر چکا تھا۔حالانکہ مطیبہ نے فوراً نگاہوں کو دوسری سمت موڑا تھا۔

مگر چہرے کی خفت وہ اس سے چھپا نہیں سکی تھی۔

والٹ واپس جیب میں ڈالتے اس نے پھولوں کا گلدستہ تھاما مڑ کر واپس گاڑی میں آکر بیٹھا۔

گلدستہ پیچھے رکھ کر ایک ادھ کلی گلاب کی کلی مطیبہ کی جانب بڑھائی۔

مطیبہ آنکھوں میں حیرت سموئے سوالیہ نظریں اسکی جانب کیئے پریشان سی بیٹھی رہی۔ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

رکھ لیں۔۔۔پھول دے رہا ہوں بم تو نہیں جو اتنا گھبرا رہی ہیں "رئید نے لہجے کو حتی المقدور مزاح کا رنگ دیا۔

پھول دینے کا کیا مطلب ہوتا ہے ؟"مطیبہ نے اپنی طرف سے بڑی پتے کی بات
کی۔

کیا مطلب ہوتا ہے۔آپ کو تو ایک کلی دے رہا ہوں۔۔جن کی عیادت کے لئے"
جا رہے ہیں ان کے لئے تو پورا بو کے ہیں اب کیا مجھے ان سے عشق ہو گیا ہے"اپنی بات
یوں ہوا میں اڑائے جانے پر مطیبہ کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔

اس کی مزید گل افشانیاں سننے سے خود کو بچانے کی خاطر مطیبہ نے فورا کلی تھام لی۔

تھینکس"سپاٹ سا لہجہ اپنائے شکریہ کہا۔حالانکہ دل میں پکڑ دھکڑ شروع ہو چکی"
تھی۔

ویسے آپ بہت ہی کوئی لٹھ مار انداز میں تھینکس کہتی ہیں۔بہتر ہے کہ نہ کہا کریں۔"
خوامخواہ اگلا بندہ آگ بگولا ہو جاتا ہے"رئید کے تجزیے پر وہ اپنی کھلکھلاہٹ چھپا نہیں
سکی۔

آپ نے کیا لوگوں کو جاننے میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے"مسکراہٹ روکتے مزے"
سے اسکی جانب دیکھتے اب کی بار مطیبہ نے اسے چھیڑا۔

رئید بھی اسکی بات پر مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

نہیں اب سوچ رہا ہوں کہ کر لوں اور اپنے ساتھ ڈاکٹر کا اضافہ بھی کر لوں"رئید نے"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سر ہلاتے ایسے کہا جیسے اسکا مشورہ بے حد پسند آیا ہو۔

بالکل پھر آپکا نام ہو گا ڈاکٹر رئید حسن۔۔پی ایچ ڈی ان ہیومن نیچر "مطیبہ نے بھی"

اسکی بات کا مزہ لیا۔

زبردست آئیڈیا۔۔بلکہ یہ تو سائنسز سبجیکٹ میں ایک نیا اضافہ ہو گا۔ہیومن"

نیچر۔۔"رئید بھی اسکی اوٹ پٹانگ باتوں میں شریک ہو چکا تھا۔

راستے سے فروٹس بھی لے لئے۔

برکت کے گھر پہنچنے پر بہت پر تپاک انداز میں ان کا استقبال ہوا۔ان کی دو بیٹیاں اور

ایک بیٹا تھا۔

بیٹا رئید کا ہی ہم عمر تھا۔بہت جلدی اسکی رئید سے دوستی ہو گئی۔

اور لوگوں کی طرح وہ بھی رئید سے مرعوب ہو چکا تھا۔

جبکہ ان کی بیٹیوں سے مطیبہ کی دوستی ہو گئی تھی۔دونوں ٹوئنز تھیں۔میٹرک میں

پڑھتی تھیں۔مگر بے حد باتونی تھیں۔

مطیبہ ایک لمحے کے لئے بھی بور نہیں ہوئی۔

آپی آپ دونوں کا کپل ماشاءاللہ بالکل پرفیکٹ ہے "ان میں سے سارا بڑی محبت سے"

مطیبہ کو کہنے لگی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں مجھے نہیں لگتا"مطیبہ کی بات پر دونوں نے حیران ہو کر اسکی جانب دیکھا۔ "

وہ انہی کے روم میں اس وقت ان سے باتوں میں مصروف تھی۔

تینوں بیڈ پر بیٹھی تھیں اور مطیبہ تو کم مگر وہ دونوں دنیاجہاں کی باتیں کر رہی تھیں۔

کیوں آپی "فضا نے حیرت سے سوال کیا۔ "

رئید کے مقابلے میں تو میں کچھ بھی نہیں۔وہ بہت خوبصورت ہیں "مطیبہ نے"

صاف گوئی سے کہا۔

ارے۔۔۔۔وہ تو بھائی ہیں ہی۔۔۔ مگر آپ کو نہیں پتہ آپکی پرسنالٹی میں ایک"

عجیب سی کشش ہے۔اور آپ کو کس نے کہا صرف سفید رنگ ہی خوبصورتی کی ضمانت

ہوتا ہے۔سانولے رنگ میں اس قدر کشش ہے کہ سفید رنگ تو کچھ بھی نہیں۔۔

اور آپکے فیچرز ماشاءاللہ بے حد پیارے ہیں۔۔"سارا اتنی سمجھداری سے بولی مطیبہ

اسکی بات پر مسکرا اٹھی۔

ارے تم تو بہت بڑی بڑی باتیں کرتی ہو "مطیبہ نے اسکی بات کو ہوا میں اڑایا۔ "

مجھے نہیں پتہ تھا کہ آپ ایسی کامپلیکسڈ بات بھی کر سکتی ہیں "وہ منہ پھلا کر بولی۔ "

یہ بات نہیں ہے۔خیر تم دونوں کہہ رہی ہو تو یقینا میں بہت پیاری ہوں گی۔اور"

ویسے بھی جو خود اچھا ہو اسے سب اچھے لگتے ہیں "مطیبہ نے جلدی سے بات سنبھالی۔

کھانا کھا کر انہوں نے برکت انکی بیگم سے اجازت لی۔

انکل ان کو بھی لے کر ہماری طرف چکر لگائیے گا" انکے گھر سے نکلتے ہوئے مطیبہ نے" برکت سے کہا۔

ضرور بیٹا" برکت نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے شفقت سے کہا۔ "

آپ نہ بھی کہیں تو اب ہم لازمی آپکے گھر آئیں گے "سارا شرارت سے بولی۔ "

شریر "مطیبہ نے محبت سے اسے خود سے لپٹایا۔ "

سب سے مل کر وہ دونوں گاڑی میں بیٹھے۔

ایک بار پھر سفر شروع ہو گیا۔

مجھے اندازہ نہیں تھا کہ آپ اتنی محبت سے بھی کسی سے بولتی ہیں "کچھ دیر خاموشی" کے بعد رئید نے پھر سے اسے تنگ کیا۔

وہ دونوں ہیں ہی اتنی کیوٹ سی "مطیبہ اب تک ان دونوں کی باتوں میں کھوئی ہوئی" تھی۔

اور ویسے بھی میں نے کون سا آپ سے نفرتوں کے مظاہرے کیئے ہیں کہ آپ مجھے" طعنے مار رہے ہیں "مطیبہ پھر سے تنگ کر بولی۔

محبتوں کے بھی نہیں کیئے۔"رئید نے اسکی بات پکڑی۔ "

مطیبہ اس کی برجستگی اور اظہار کے آگے بے بس ہو جاتی تھی۔

اب بھی خاموش رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔

سڑکیں کافی سنسان تھیں۔

موڑ کاٹتے ایک گلی سے گزرتے رئید کو محسوس ہوا کوئی ان کا پیچھا کر رہا ہے۔

اس نے مطیبہ کو بتانے سے احتراز کیا۔

جان بوجھ کر ایک اور موڑ کاٹا تو وہی کالی گاڑی انکے پھر سے پیچھے تھی۔

یکدم وہ گاڑی تیزی سے آگے کی جانب بڑھ گئی۔

رئید نے سر جھٹکا یہ سوچ کر کہ اس کا شک تھا۔کیونکہ وہ گاڑی آگے جا چکی تھی۔

مگر تھوڑا دور جاتے ہی اس گاڑی نے موڑ کاٹ کر ریورس کیا اب وہ رئید کی گاڑی کے بالکل سامنے تھی۔

یکدم رئید کو بریک لگانے پڑے کیونکہ کالی گاڑی ترچھی ہو کر اسے رکنے پر مجبور کر چکی تھی۔

رئید نے ہیڈلائٹس کی روشنی میں شہاب کو اس گاڑی میں بیٹھے دیکھ لیا تھا۔

مطیبہ بھی اس تصادم پر پریشان ہوئی۔

رئید گاڑی رکتے ہی باہر جانے لگا۔مطیبہ نے یکدم اسکے اسٹیرنگ پر رکھے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔

وحشت سے رئید کو دیکھا۔

رئید نے پیچھے مڑ کر مطیبہ کا متوحش چہرہ دیکھا۔

باہر مت نکلیں "اسے اپنی جانب متوجہ دیکھ کر مطیبہ بولی۔ "

کچھ نہیں ہوتا۔۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایشو کیا ہے "رئید نے اسے تسلی دلائی۔ "

میں بھی باہر آؤں گی "مطیبہ نے بھی اپنی جانب کا دروازہ کھولا۔ "

نہیں آپ ابھی گاڑی میں بیٹھو۔اس گھٹیا انسان سے کچھ بھی توقع کی جاسکتی ہے۔" آپ نے باہر نہیں نکلنا۔"رئید نے سامنے دیکھا۔جہاں چہرے پر دنیا بھر کی خباثت لئے شہاب اپنی گاڑی سے باہر آچکا تھا۔

ایک گن مین بھی اسکے پیچھے باہر نکلا تھا۔

رئید نے مطیبہ کو تنبیہ کی۔

لیکن "مطیبہ نے کچھ کہنا چاہا۔ "

جب رئید نے اپنے ہاتھ کو اسکے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر مطیبہ کے ہاتھ پر دھرتے گرفت مضبوط کی۔

منع کر رہا ہوں نا"اسکے لہجے میں ناگواری تھی۔ "

مطیبہ خاموش ہو گئ۔

رئید نے ڈیش بورڈ کے ایک خانے میں موجود پسٹل اپنی قمیض کی جیب میں ڈالی اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اس گھٹیا حرکت کا مقصد"ماتھے پر شکنیں لئے غصے سے شہاب کو گھورا۔ "

تیرے لئے نہیں رکوائی گاڑی۔۔۔تیری چڑیا کے لئے روکی ہے"مطیبہ نے شیشہ نیچے کر رکھا تھا لہذا شہاب کی آواز اسکے کانوں تک صاف سنائی دے رہی تھی۔

میری بیوی کے بارے میں کوئی غلیظ بات کی میں زندہ نہیں چھوڑوں گا"رئید یکدم مشتعل ہوا۔

مطیبہ تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آئی۔

رئید"اس نے رئید کو شہاب کی جانب بڑھنے سے روکا۔"

ارے ارے دھیرج میں تو صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ تو جس یار کی پناہ میں خود کو چھپائے ہوئے ہے۔اس کا تو کام ہی مجبور لڑکیوں سے نکاح کر کے انہیں رکھیل بنانا ہے"شہاب اپنی مونچھوں کو تاؤ دے کر بولا۔

بکواس بند کرو"رئید اسکے منہ سے اتنی غلاظت سن کر غصے سے بپھرا۔ "

تو کہہ دے کہ یہ جھوٹ ہے کہ اس سے نکاح کرنے سے پہلے تو نے کسی اور سے نکاح نہیں کیا ہوا تھا" شہاب منہ بگاڑ کر رئید کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

تمہیں اس سے کیا کہ میں نے جس کسی سے نکاح کیا ہو۔ تمہاری طرح جھوٹا نکاح کر کے نہیں پھرتا" رئید نے اسے آئینہ دکھایا۔

چل جھوٹا ہی صحیح مگر پہلا نکاح نامہ سائن کیا تھا۔۔افسوس وہ بھی سچا نہ بن سکا۔۔۔" ورنہ تو مجھے ان جھوٹے سہاروں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ہم ویسے ہی اس جیسی نجانے کتنا چڑیاں جیب میں لئے پھرتے ہیں" شہاب نے مکاری سے ایک آنکھ دبا کر رئید کو چڑایا۔

لاوارث پر ہی ہاتھ ڈالتے ہو۔۔۔کسی وارثوں والی پر ہاتھ ڈال کر دکھاؤ وہی حشر ہو گا" جواب ہو رہا ہے۔۔بہت جلد جیل تمہارا مقدر بنے گی۔یاد رکھنا" رئید نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

دیکھیں گے۔۔ابھی تو اسے سنبھالو جو شاید تمہارے پہلے نکاح کا سن کر صدمے میں" چلی گئی ہے" شہاب نے مطیبہ پر چوٹ کی۔جو خاموش کھڑی تھی۔

شہاب اپنا کام کر کے گاڑی میں بیٹھ کر یہ جا وہ جا۔

مطیبہ نے رئید کی جانب نگاہ نہیں کی تھی۔

گاڑی میں بیٹھو"رئید ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔اسکی آواز میں کوئی چوری"

پکڑے جانے والا خوف نہیں تھا۔

مطیبہ ایک نظر اسے دیکھ کر خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

رئید نے فوراگاڑی آگے بڑھائی۔

مگر تمام راستہ انکے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔نا رئید نے اپنی صفائی میں کچھ کہا نہ

مطیبہ نے اس سے کوئی بازپرس کی۔

اگلے دن بھی انکے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔

پیشی والے دن رفیعہ نے اپنی ہمسائی کو گھر ہی بلا لیا تھا۔نہ صرف وہ بلکہ اس کا بیٹا بھی

آچکا تھا۔

بھائی جی میرے پاس ایک اور ثبوت ہے۔میں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔ہو سکتا ہے"

یہ آپکے کیس میں اور مدد کرے"شمیم کے بیٹے علی نے اپنے موبائل میں کچھ نکال

کر رئید کو دکھایا۔

زبردست یار۔۔۔۔یہ تو کمال ہو جائے گا۔یقینا یہ ہماری بہت بہت مدد کرے گی۔""""

رئید نے پرجوش انداز میں کہا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ سب عدالت میں موجود تھے۔

سمیر اور شہاب کا وکیل دلائل پر دلائل دے رہے تھے۔

شمیم کو کٹھرے میں بلا کر اس کا بیان لیا گیا۔

میں نے اسکی ماں کو چند دن اپنے گھر پناہ دی کہ اسکے باپ اور شہاب کے بندوں نے " اسے بری طرح پیٹا تھا۔اور یہ شخص اسکے کاغذات لے گیا تا کہ وہاں سے اسکے سائن کی نقل کر سکے " شمیم کے بیان پر جج کافی دیر کچھ اہم پوائنٹس نوٹ کرتا رہا۔

شہاب کے وکیل نے بے حد سے دلائل دے کر شمیم کے بیان کو جھوٹا ثابت کرنا چاہا۔

جج صاحب اگر میرے ساتھی وکیل کو یقین نہیں آرہا تو میرے پاس آپ کو دکھانے " کے لئے ایک ویڈیو ہے جس کے بعد یقیناً آپ کو بھی یقین آجائے گا۔کہ اس غنڈے نے زور زبردستی سے یہ سب کیا ہے" سمیر کی بات پر سب چونکے حتی کہ شہاب بھی۔

علی آؤ بیٹا" سمیر نے علی کو کٹھرے میں آنے کا کہا۔ "

علی موبائل سمیت کٹھرے میں آیا اور موبائل کھول کر اس میں سے ایک ویڈیو نکال کر سمیر کو پکڑا یا۔

سمیر نے وہ موبائل جج کو تھمایا۔

علی نے اس دن کے سارے واقعے کی ویڈیو بنالی تھی جب شہاب نے مطیبہ اور رفیعہ کے گھر غنڈا گردی کی تھی۔

اس میں ہر چیز واضح تھی۔

شہاب کے بندوں اور فائق کا رفیعہ کو مارنا پیٹنا۔ پھر شہاب کا مطیبہ کے ڈاکومنٹس والی فائل کو لے کر جانا۔

شہاب کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ یوں اسکے کیس کا پانسا پلٹے گا۔

وہ ماتھے پر آیا پسینہ پونچھنے لگا۔

جج نے چند منٹ کیس کا فیصلہ لگانے میں لئے۔

علی کو واپس بٹھا دیا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد جج نے اپنا فیصلہ سنانے کا اعلان کیا۔

مطیبہ۔ رئید۔ حسن۔۔ سب دم سادھے فیصلے کے منتظر تھے۔

ملزم شہاب نے ایک نہیں بہت سے جرم کئے۔ پہلے کسی کی بیٹی کو خریدنے والا" جرم۔۔ پھر انہیں مارنے پیٹنے اور دھمکانے کا جرم۔۔۔ پھر جعلی نکاح نامہ بنوا کر عدالت کے ساتھ جھوٹ بولنے کا جرم۔ اس کیس کے تمام گواہان کے دلائل کی روشنی میں یہ عدالت نہ صرف شہاب کو سات سال قید کی سزا سناتی ہے بلکہ بھاری

جرمانہ بھی عائد کرتی ہے" جج کے فیصلے پر مطیبہ، رئید، حسن، شمیم اور اسکے بیٹے نے سکھ کا سانس لیا۔

وہیں شہاب کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔

اس نے بے تحاشا پیسہ وکیل کو دیا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔

مگر اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ اور جب پڑے تو انسان کے سب کس بل نکال دیتی ہے۔ یہی شہاب کے ساتھ ہوا تھا۔

وہ اسے معمولی کیس سمجھ کر ڈیل کر رہا تھا۔

مگر یہ نہیں جانتا تھا کہ اللہ انسان کی پکڑیوں معمولی چیزوں سے ہی کرتا ہے۔

عدالت سے باہر آتے ہی شمیم اور علی حسن، مطیبہ اور رئید سے اجازت لے کر اپنے گھر جانے کو پر تولنے لگے۔

آپ کا بہت بہت شکریہ خالہ "مطیبہ نے تشکر آمیز لہجے میں کہا۔ کیس میں آخری کیل علی کی بنائی ہوئی ویڈیو نے ہی ٹھوکی تھی۔

ارے نہیں۔۔ تم میری بیٹی جیسی ہو۔ اور بیٹیوں کی عزت بچانے کے لئے مائیں ہر"

حد تک جاتی ہیں" شمیم محبت سے اسے اپنے ساتھ لگا کر بولیں۔

نہیں آنٹی۔آجکل کے دور میں جہاں اپنے خونی رشتے نہیں پوچھتے آپکا اقدام قابل تحسین ہے۔"رئید نے بھی انہیں سراہا۔

بہت شکریہ بیٹے۔گھر آنا کبھی رفیعہ کو لے کر"وہ نکلتے وقت ان سے گھر آنے کا وعدہ" لے کر نکلیں۔انکے جاتے ہی رئید سمیر کی جانب مڑا۔

تھینکس بڈی"اس سے مصافحہ کرتے محبت سے اسے گلے لگایا۔ "

بے عقل انسان۔۔تیرا کام میرا ہی کام تھا"سمیر نے اسے گھرکا۔ "

بھابھی آپ لوگ چکر لگائیے گا کسی دن میری طرف"رئید کے بعد وہ مطیبہ کی جانب" مڑا۔

ان شاءاللہ بھائی ضرور"مطیبہ نے چہرے پر نرم سا تاثر دیتے ہوئے کہا۔ "

انکل آپکی کب کی فلائٹ ہے"سمیر اب حسن سے مخاطب ہوا۔بس اسی اتوار کی ہے۔"

چار دن رہ گئے ہیں"معاملہ نپٹ چکا تھا لہذا حسن واپس دبئی جانے کا سوچ رہے تھے۔رات میں ہی ٹکٹ کروا آئے تھے۔

انہیں امید تھی کہ اسی پیشی پر کیس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

اور اللہ نے انکی امید نہیں توڑی۔

ویسے بھی انکے این جی اوز والے کام کا حرج ہو رہا تھا۔

رئید سے مشورہ کر کے وہ واپسی کی ٹکٹ کروا لائے تھے۔

بس ٹھیک ہے کل ہی آپ سب ڈنر پر مجھے جوائن کریں "سمیر نے وہیں کھڑے کھڑے پروگرام ترتیب دیا۔

چل ٹھیک ہے گھر چل کر دیکھتے ہیں۔ پھر شام تک تجھے کنفرم کر دیں گے "رئید نے اسکی بات کا مان رکھتے ہوئے کہا۔

چلو ٹھیک ہے "سمیر مطمئن سا اپنی گاڑی کی جانب پلٹ گیا۔ "

مطیبہ، حسن اور رئید اپنی گاڑی کی جانب چل پڑے۔

سارا راستہ وہ کیس کو ہی ڈسکس کرتے جا رہے تھے۔

گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے کہ رئید کے موبائل پر سلمان کی کال آئی۔

ہیلو "رئید نے عام سے انداز میں ہیلو کہا۔ "

بھائی جی۔۔۔ بھابھی جی کی امی کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے نوافل پڑھ رہی تھیں۔۔ میں چائے دینے کمرے میں گیا تو وہ فرش پر اوندھی لیٹی نظر آئیں۔۔۔ اور ناک سے خون بہہ رہا تھا "سلمان کی بات پر رئید کی اسٹیرنگ پر گرفت ڈھیلی پڑی۔

کیابکواس کررہے ہو۔۔ صبح تک تو ٹھیک تھیں" وہ پریشانی سے بولا۔"

سچ کہہ رہاہوں۔ میں نے سیدھا کرکے چیک کیا پانی کے چھینٹے وینٹے مارے۔۔۔"

نبض چیک کی تو وہ ساکت ہے" سلمان نے اسے سر سے پیر تک ہلا کر رکھ دیا تھا۔

اسکی پریشان آواز سنتے ہی مطیبہ اور حسن بھی اسے پریشانی سے دیکھنے لگے۔

ہم پہنچنے والے ہیں تب تک تم ایمبولینس کو کال کرو" اسکی بات سن کر مطیبہ کے"

دل میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔۔ اپنے شک کو بار بار جھٹلایا۔ کے نہیں رفیعہ

کو کچھ نہیں ہو سکتا۔

کیاہواہے "مطیبہ میں تو کچھ پوچھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔ حسن نے ہی اسکی سوچ کو"

الفاظ دیئے۔

اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے" ماتھے کی شکنیں اسکے اضطراب کو ظاہر کررہی"

تھیں۔

رئید نے ایک ہاتھ سے پیشانی کو مسلا۔ اسپیڈ بڑھائی۔۔۔ گاڑی ہوا سے باتیں کرنے

لگی۔

مطیبہ بالکل چپ اور ساکن تھی۔

گاڑی گھر کے پورچ میں روکتے ہی رئید تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلا

بھاگتے ہوئے اندرونی حصے کی جانب بڑھا۔

حسن بھی فوراً باہر نکلے۔

مگر مطیبہ میں باہر نکلنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

بہت کچھ کھونے کا احساس نجانے کیوں یکدم ہونے لگا تھا۔

کانوں پر ہاتھ رکھ کر وہ اندر کے شور کو دبانے لگی۔

وہ ماں جس نے اسے ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔اسے کھونے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

خوفزدہ نظروں سے وہ گھر کے اندرونی حصے کی جانب دیکھ رہی تھی۔

یکدم ایمبولینس کی آواز آئی۔

رئید رفیعہ کو ہاتھوں میں اٹھائے تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔

مطیبہ نے خوف سے آنکھیں میچ لیں۔افراتفری میں کسی کو خیال ہی نہیں رہا کہ مطیبہ گاڑی سے اتری ہی نہیں۔

حسن ایمبولینس کے ساتھ بیٹھ چکے تھے۔

رئید کو انہوں نے گاڑی پر آنے کا کہا۔

وہ تیزی سے گاڑی کی جانب بڑھا۔

جب سیٹ پر بیٹھتے اسکی نظر آنکھیں میچے روتی ہوئی مطیبہ پر پڑی۔

کانوں پر ہاتھ رکھے گٹھڑی سی بنی ہوئی تھی۔

مطیبہ "رئید نے لمحہ بھر کو رک کر اسکی حالت دیکھی اور افسردہ لہجے میں بولا۔ "

وہ ساری زندگی خود ماں کے لئے ترسا تھا۔ یہ کمی کیا ہوتی ہے وہ اچھے سے جانتا تھا۔

مگر اس وقت اسے تسلی دینے کا بھی وقت نہیں تھا۔

خاموشی سے اسے نظر انداز کرتا وہ گاڑی کو تیزی سے باہر سڑک پر دوڑانے لگا۔

چند منٹوں بعد گاڑی اور ایمبولینس آگے پیچھے ہاسپٹل کے احاطے میں داخل ہوئیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسن تو رفیعہ کی اسٹریچر کے ساتھ ہی تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئے۔ جبکہ رئید مطیبہ کو اس شاک سے باہر نکال رہا تھا۔

باہر چلیں "لہجہ نرمی لئے ہوئے تھا۔ "

آپ جائیں میں باہر نہیں آؤں گی "وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ "

مطیبہ اللہ بہتر کرے گا۔ ایسے پریشان مت ہوں۔ حقیت کا یوں آنکھیں بند کرکے تو سامنا نہیں کرنا نا۔۔ پلیز۔ میں آپکی وجہ سے یہاں ہوں۔ بابا کو اور اماں کو میری ضرورت ہے "رئید زچ آکر بولا۔

آپ جائیں میں یہیں ہوں۔ مجھ میں ہمت نہیں۔۔پلیز۔۔"مطیبہ نے سر ہاتھوں میں تھام رکھا تھا۔ نفی کے سے انداز میں سر کو دائیں بائیں ہولے سے جنبش دیتے وہ مکمل طور پر باہر نکلنے سے انکاری تھی۔

رئید نے ایک سرآہ بھری اور گاڑی سے نکل آیا۔

تیزی سے ایمرجنسی وارڈ کے قریب پہنچا۔

ہم پمپ کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن کوئی خاص امید نہیں ہے۔کیونکہ برین کی رگیں پھٹ گئی ہیں۔کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ زندگی کا کوئی چانس ہے یا نہیں "

ڈاکٹر نے حسن کے کندھے کو تھپتھپاتے کچھ بھی نہیں چھپایا۔

انکے قریب آتا رئید سب سن چکا تھا۔

حسن نے ایک مایوس اور افسردہ نگاہ اس پر ڈالی۔

گھر فون کر کے مطیبہ کو صورتحال بتا دو۔وہ پریشان ہو گی۔دعا کرنے کا کہو "گھر پہنچتے ہی جس افراتفری کا انہیں سامنا ہوا تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ مطیبہ رئید کی گاڑی میں ہے۔

وہ میری گاڑی میں ہے۔گھر پر وہ یہ سب حالات دیکھتے گاڑی سے اتری ہی نہیں " تھی۔بہت شدید صدمے میں ہے۔۔خوفزدہ ہے ابھی بھی گاڑی سے باہر نہیں

آرہی "رئید نے تفصیل سے انہیں بتایا۔

میرے خدا۔۔کیا دیکھا اس بچی نے زندگی میں نشئی باپ اور اب جب حالات بہتر " ہونے جارہے تھے توماں کی زندگی بھی۔۔۔"حسن کا لہجہ گلوگیر ہو گیا۔رئید نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں گویا تسلی دی۔

پلیز بابا آپ ایسے ہمت ہاریں گے تو مطیبہ کو کون دیکھے گا "رئید نے ان کے شانے پر " تھپکی دی۔

اسی لمحے ڈاکٹر افسردہ چہرہ لئے باہر آئے۔

آئم سوری۔۔۔آپ کو انہیں ہاسپٹل لانے میں بہت دیر ہو گئی۔ہم بچا نہیں سکے "" " حسن سے معذرت کرتا ڈاکٹر مایوسی سے کہہ کر دوسری جانب چل پڑا۔

رئید اور حسن دونوں شدید شاک کی سی کیفیت میں تھے۔

چند پل تو دونوں اپنی اپنی جگہ سے ہل ہی نہیں پائے۔

رئید نے خود کو سنبھالا۔دو آنسو حسن کی آنکھوں سے بہے۔جنہیں پونچھ کر انہوں نے خود کو بڑی مشکل سے سنبھالا۔

رئید تیزی سے ضروری کاروائی کرنے کے لئے ہاسپٹل کی انتظامیہ کی جانب بڑھا۔

حسن پھر سے ایمبولینس میں رفیعہ کی ڈیڈ باڈی لئے گھر واپس چلے گ ۓ۔رئید کو اپنی گاڑی پر آنے کا کہا۔

رئید شکستہ سا گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھا۔

مطیبہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

اس کا بیٹھنے کا انداز ہی اسے بہت کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہا تھا۔

اس احساس سے چھٹکارا پانے کے لئے مطیبہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

رئید نے چونک کر ذرا سا رخ موڑ کر دیکھا۔

امی ٹھیک ہیں نا۔۔کوئی خطرے والی بات تو نہیں "وہ اب بھی آس لگائے بیٹھی" تھی۔

رئید کی آنکھوں میں آنسو لہرائے۔

بمشکل آنسو پیتے اپنے کندھے پر رکھا اس کا ہاتھ تھپتھپایا۔

مگر ہونٹوں کا کفل نہیں ٹوٹا۔

کچھ پوچھ رہی ہوں میں "وہ دبی دبی آواز میں اسے گاڑی سٹارٹ کرتا دیکھ کر چلائی۔ "

ہاتھ ابھی بھی اسکے کاندھے پر تھا۔

رئید نے چہرہ دوسری جانب موڑ کر اپنے تاثرات چھپانے چاہے۔خود میں ہمت پیدا

کرنی چاہی اسے سب بتانے کی۔

آپ کچھ کہتے کیوں نہیں۔۔۔پلیز رئید۔۔۔پلیز بتا دیں۔۔امی ٹھیک ہیں نا۔۔۔خدا کا"
واسطہ ہے بتائیں مجھے کچھ "اب کی بار وہ بری طرح اس کا کندھا جھنجھوڑ کر چیخی۔

نہیں۔۔۔"رئید نے یکدم بلند آواز میں کہا۔ "

وہ وہیں پر ساکت ہو گئی۔

اماں۔۔۔ام۔۔اماں۔۔اب"رئید کے الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ "

چپ کریں۔۔ جھوٹ بول رہے ہیں آپ"وہ ہذیانی انداز میں بولی۔ "

آنکھیں۔۔آنسو سب پتھرا گئے تھے۔

یہ سچ ہے اماں اب اس دنیا میں نہیں"رئید نے ہمت کر کے اسے بتا دیا۔وہ سچ جو اسے"
گھر جا کر پتہ چلتا۔

رئید اسے پہلے سے بتا کر ذہنی طور پر تیار کر رہا تھا۔

مطیبہ نے یک لخت اسکے کندھے سے ہاتھ کھینچا۔

چہرے پر شاک کی کیفیت بہت واضح تھی۔

رئید نے اسکے چہرے سے آنکھیں ہٹا لیں۔

اتنی وحشت اس لمحے اسکے چہرے پر اتر آئی تھی کہ رئید ششدر رہ گیا۔

گھر کے باہر گاڑی روکتے وہ اپنی سیٹ سے اترا۔

مطیبہ کی جانب کا دروازہ وا کر کے اسے بازو سے پکڑ کر اتارا جو کسی روبوٹ کی طرح اسکے ساتھ کھینچتی چلی جارہی تھی۔

کوئی مزاحمت، کوئی ری ایکشن تھا ہی نہیں۔

بس خاموش گم صم۔

کچھ ہی دیر بعد لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔

مشال، منزہ مسلسل مطیبہ کے ساتھ ساتھ تھیں۔لوگوں کو بھی سنبھال رہی تھیں۔

شمیم بھی آچکی تھیں۔اور بھی نجانے کون کون موجود تھا۔

مطیبہ بس ساکت نظروں سے ماں کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

ایک پل کو بھی نظریں نہیں ہٹائیں تھیں۔کون کون اسکے پاس آکر اس کے گلے لگ کر رو رہا تھا۔

اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔

اسکے انداز نارمل نہیں لگ رہے تھے۔

مشال اور منزہ نے بہتیری کوشش کی کہ وہ روئے مگر اسکی آنکھ سے ایک آنسو نہیں ٹپک رہا تھا۔

اور یہ حالت نہایت تشویش ناک تھی۔ عصر کے قریب رفیعہ کو دفنانے کے لئے اٹھایا گیا۔

مطیبہ اس لمحے بھی نہیں روئی۔ اسکے وجود میں کوئی جنبش ہی نہیں ہو رہی تھی۔

دوپٹہ ڈھلک کر کہاں جارہا ہے اس نے ایک بار بھی ہاتھ بڑھا کر ٹھیک نہیں کیا تھا۔

اسے رلاؤ" وہاں موجود کسی عورت نے مشال کو مخاطب کیا۔ "

مطیبہ۔۔۔پلیز یار رو لو۔۔دل کا غبار ہلکا کر لو۔" مشال نے اسے خود میں بھینچا مگر وہ" ٹس سے مس نہ ہوئی۔

منزہ نے بھی اپنی سی کوشش کر لی۔

لوگوں کو کھانا دے کر جیسے ہی وہ لوگ فارغ ہوئیں۔ مرد جنازہ پڑھ کر واپس آ چکے تھے۔

مشال نے سلمان سے کہا کہ رئید کو باہر مردوں میں سے بلا کر لائے۔

مشال اور منزہ مطیبہ کو اسکے کمرے میں لے جا چکی تھیں۔

مطیبہ۔۔آنٹی اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ وہ تمہارے پاس نہیں ہیں۔۔۔مطیبہ تم" سن رہی ہو" جس لمحے رئید اندر آیا منزہ پھر سے اسے رلانے کی اپنی سی کوشش کر رہی تھی۔

مگر وہ ویسے ہی بت بنی بیٹھی تھی۔

ہم کب سے اسے رلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر یہ ذرا سا بھی نہیں روئی۔اور یہ "
کنڈیشن اسکے لئے ٹھیک نہیں۔ کوئی ڈاکٹر بلائیں "مشال نے اندر آتے رئید کو دیکھ کر
تمام صورتحال بتائی۔

رئید نے ایک اچٹتی سی نگاہ مطیبہ کے بے پرواہ حلیے پر ڈالی۔

نہیں میں دیکھتا ہون "وہ آگے بڑھ کر اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھا۔ "

مطیبہ کے ہاتھ تھام کر اسکی جانب دیکھا جو سامنے کسی غیر مرئ نقطے کو گھور رہی تھی۔

رئید کے ہاتھ تھامنے پر بھی وہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔

مشال اور منزہ ایک جانب کھڑی ہو گئیں۔

مطیبہ۔۔اماں اب اس دنیا میں نہیں اور اس حقیقت کو آپ کو فیس کرنا پڑے گا۔۔"
جتنی جلدی کر لو بہتر ہے "رئید نے بے تاثر اور قدرے سخت لہجہ اپنا کر کہا جو اسکی
شخصیت کا خاصہ نہیں تھا۔

مطیبہ اسکی بات پر بغیر کوئی رد عمل دیئے ویسے ہی بیٹھی رہی۔

رئید نے اسے کندھوں سے پکڑ کر زور سے جھنجھوڑا۔

آواز آرہی ہے میری "اب کی بار اسکی آواز بلند ہوئی۔ "

آپ اکیلی ہو اب۔۔۔۔نہ آپکا باپ ہے نہ آپکی ماں۔۔ بالکل اکیلی رہ گئی ہو۔۔۔""

رئید نے پھر سے اسے زور زور سے جھنجھوڑا۔

یکدم مطیبہ کی نظریں رئید کے چہرے پر ٹکیں۔جو غصے اور دکھ سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔

اماں۔۔ نہیں رہیں۔۔انہیں میں ان ہاتھوں سے قبر میں اتار کر آیا ہوں۔۔ دیکھو میرے ہاتھ "رئید نے سخت لہجے میں اپنے ہاتھ اسکے سامنے کئیے۔مطیبہ اسکے ہاتھ تھام کر ان پر چہرہ رکھ کر یکدم پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تینوں نے سکھ کا سانس لیا۔رئید نے ہاتھ کھینچ کر اسے خود میں سمو لیا۔نم آنکھیں لئے وہ کچھ نہ بولا۔

بس اتنا جان گیا کہ وہ اسکے لئے خاص ہے۔

اور خاص رشتوں اور لوگوں کے سامنے ہی ہم اپنا دل کھول کر رکھ دیتے ہیں۔

ہر اجنبی کے سامنے ہم اپنے دکھوں پر نہیں روتے۔چند خاص رشتے اور لوگ ہوتے ہیں جن کے سامنے روتے ہمیں کوئی سوچ۔۔کوئی سبکی محسوس نہیں ہوتی بس انکے سامنے دل کا ہر درد رکھ دینا ہوتا ہے۔۔مطیبہ کے پاس بھی اب جو خاص رشتہ تھا وہ رئید تھا۔جو کسی کے سامنے نہ روئی۔۔وہ اسکے سامنے بکھر بکھر گئی کہ رئید کو پھر

اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

ایک ہفتہ ہو گیا تھا رفیعہ کی وفات کو۔۔آہستہ آہستہ لوگوں کا آنا جانا کم ہو گیا۔
حسن بھی مہمان داری کی وجہ سے اور کچھ مطیبہ کی لجوئی کی خاطر رکے ہوئے تھے۔
شام میں رئید کے آفس سے آنے کے بعد حسن اور رئید کو شام کی چائے دینے کے بعد
مطیبہ اپنے کمرے میں کسی کام سے گئی جب حسن نے اپنی واپسی کا ذکر چھیڑ دیا۔
میں سوچ رہا ہوں کہ اس ویک اینڈ واپس چلا جاؤں۔۔"حسن نے رئید کی جانب "
منتظر نگاہوں سے دیکھا۔
جی بابا۔۔جیسے آپ کو ٹھیک لگے "رئید نے خالی کپ سینٹر ٹیبل پر رکھ کر کہا۔ "
ابھی مطیبہ سے اس نکاح کے حوالے سے بات کرنا مناسب نہیں لگتا میں چند دنوں "
کے بعد پھر آؤں گا تو ہم مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں گے "حسن کی بات پر رئید نے
ایک نظر انہیں دیکھا۔
مطیبہ بھی باہر آچکی تھی۔
کہاں جانے کی بات کر رہے ہیں "مطیبہ نے ان کا آخری جملہ سن لیا تھا۔ "

بیٹے بس کام کی کچھ مصروفیت ہے لہذا مجھے واپس جانا ہو گا" حسن کی بات پر اس نے "

ایک خاموش نگاہ حسن اور پھر رئید پر ڈالی جو اسی کی جانب متوجہ تھا۔

آپ یہاں آ کر اپنا کام نہیں کر سکتے۔این جی او ز اور یو این تو یہاں بھی کام کرتے "

ہیں "مطیبہ کی بات پر وہ ہولے سے مسکرائے۔

ہاں اب یہی سوچ رہا ہوں "ان کی بات پر رئید نے چونک کر حسن کی جانب دیکھا۔ "

یہ بات انہوں نے اب تک کبھی رئید سے ڈسکس نہیں کی تھی۔

جس بہو کا نکاح ختم کروانے کی باتیں کر رہے تھے اسے اپنا ہمراز بنا رہے ہیں۔'رئید '

اس بات پر دل ہی دل میں حیران ہوا۔

بس اس ویک اینڈ پر تو واپس جاؤں گا۔پھر کوشش کروں گا کہ اسی سال یہاں واپس "

آ جاؤں "اب وہ آگی پلیننگ بھی اسے بتا رہے تھے۔

رئید نے بھنویں اچکا کر انکی جانب دیکھا۔

ہاں نا۔اکیلے وہاں کیسے رہتے ہوں گے۔مجھے تو یہی سوچ سوچ کر ٹینشن ہوتی ہے "" "

مطیبہ کے انداز پر رئید مزید بھونچکا ہوا۔شوہر کا پتہ نہیں سسر صاحب کے لئے اتنی فکر

مندی۔

بس بیٹا اللہ وقت گزار ہی دیتا ہے کبھی اچھا گزرتا ہے اور کبھی برا "انہوں نے ایک "

ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

مطیبہ بھی ماں کو یاد کر کے غم زدہ ہوئی۔

چلو آؤ واک پر چلتے ہیں "مطیبہ کو اشارہ کرتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ "

رئید کو اپنا یوں نظر انداز کیا جانا بری طرح کھلا۔

مجھے بھی اجازت ہے یا پھر میں آپ دونوں کی جانب سے نہ ہی سمجھوں "رئید نے "

لطیف سا طنز کیا۔۔۔

حسن زور سے ہنسے۔

آجاؤ بھئی۔۔۔ پیچھے بیٹھ کر ہمیں بددعائیں دینے سے بہتر ہے تم بھی ہمارے ساتھ "

آجاؤ "حسن کی بات پر وہ سر جھٹک کر اٹھا۔

حسن کے ایک جانب مطیبہ اور دوسری جانب رئید چل رہے تھے۔

مطیبہ نے بالآخر خود کو سنبھال ہی لیا تھا۔اپنوں کے بچھڑنے اور کھونے کی تکلیف بے

تحاشا صحیح مگر زندگی ان کے بنا گزارنی ہی پڑتی ہے۔

اور زندگی کا نام تو ہے گزرتے رہنا۔۔نہ وہ کسی کے آنے سے رکتی ہے نہ جانے۔

اور باقی کا کام وقت کر دیتا ہے۔اپنوں کا چھوڑا خلاء وقت بھر تو نہیں سکتا ہاں مگر اس

خلاء کی وہ شدت جو شروع میں بری طرح محسوس ہوتی ہے۔وقت گزرتے گزرتے

ہر لمحہ اس پر مرہم رکھتا جاتا ہے۔خلاء وہیں رہتی ہے مگر اس کو محسوس کرنے کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔

مطیبہ نے اب زندگی میں آگے بڑھنا تھا۔اپنی زندگی کے بہت سے اہم فیصلے کرنے تھے۔

اس کے لئے اسے خود کو سنبھالنا تھا اور اس تگ ودو میں وہ کامیاب ہو گئی تھی۔

بس اب اسے حسن کے جانے کا انتظار تھا تاکہ وہ زیادہ پر سکون انداز میں اپنا فیصلہ کر سکے۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہیلو مشال کیسی ہو "حسن کے جاتے ہی اگلے دن اس نے مشال کو فون گھمایا۔رئید " آفس جا چکا تھا۔یہ وقت مشال سے بات کرنے کے لئے بہترین تھا۔

بالکل ٹھیک تم سناؤ کیسے ہو۔۔کیا کر رہی ہو آجکل "مشال محبت سے بولی۔ "

میں بالکل ٹھیک ہوں۔تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔مگر پہلے وعدہ کرو کہ بابا" یا رئید دونوں میں سے کسی کو تم اس بات کی ہوا تک نہیں لگنے دو گی "مطیبہ نے رازداری کی شرط رکھی۔

ایسی کیا بات ہوئی ہے۔۔اب تو کہیں شہاب کے بندوں نے تمھیں تنگ نہیں کیا"""

مشال سب کچھ جان چکی تھی۔ فکر مندی سے بولی۔

ارے نہیں۔۔اس طرف سے تو سکون ہی سکون ہے۔"مطیبہ نے اسے تسلی"

دلائی۔

پھر ایسی کیا بات ہے کہ تم ان دونوں سے چھپانے کا کہہ رہی ہو"مشال نے الجھ کر"

پوچھا۔

پہلے تم وعدہ کرو"مطیبہ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔"

ہیلو مشال کیسی ہو"حسن کے جاتے ہی اگلے دن اس نے مشال کو فون گھمایا۔رئید"

آفس جا چکا تھا۔یہ وقت مشال سے بات کرنے کے لئے بہتریں تھا۔

بالکل ٹھیک تم سناؤ کیسے ہو۔۔کیا کر رہی ہو آجکل"مشال محبت سے بولی۔ "

میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔ مگر پہلے وعدہ کرو کہ بابا"

یا رئید دونوں میں سے کسی کو تم اس بات کی ہوا تک نہیں لگنے دو گی"مطیبہ نے

رازداری کی شرط رکھی۔

ایسی کیا بات ہوئی ہے۔۔اب تو کہیں شہاب کے بندوں نے تمھیں تنگ نہیں کیا"""

مشال سب کچھ جان چکی تھی۔ فکر مندی سے بولی۔

ارے نہیں۔۔اس طرف سے تو سکون ہی سکون ہے۔"مطیبہ نے اسے تسلی"

دلائی۔

پھر ایسی کیا بات ہے کہ تم ان دونوں سے چھپانے کا کہہ رہی ہو"مشال نے الجھ کر"

پوچھا۔

پہلے تم وعدہ کرو"مطیبہ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔"

ہیلو"رئید اپنے موبائل پر انجان نمبر دیکھ کر پہلے تو چونکا پھر کچھ سوچ کر فون اٹھا"

لیا۔

ہیلو۔۔رئید بیٹا میں شمیم بات کر رہی ہوں"شمیم نے اپنا تعارف کروایا۔"

جی جی آنٹی کیسی ہیں آپ"رئید نے کیس کے دنوں میں شمیم کو اپنا نمبر دیا تھا۔"

ان دنوں تو ضرورت نہیں پڑی مگر آج شمیم نے نجانے کیوں اسے فون کیا تھا۔

بیٹا میں مطیبہ کو کافی دیر سے فون کر رہی تھی وہ اٹھا نہیں رہی تھی تو میں نے سوچا کہ"

تمہیں ہی فون کر کے گھر کا بتا دوں"انکی بات پر وہ الجھا۔

"کون سا گھر؟"

بیٹا وہی جو ہمارے گھر کے ساتھ ہے۔چند دن پہلے ہی مطیبہ نے مجھے وہ گھر بیچنے کا کہا"

تھا۔ایک اچھا گاہک کل آیا تھا۔وہ گھر کے نو لاکھ دینے کو تیار ہے۔اگر ارادہ بن جائے تو کل آکر لکھت پڑت کر لینا" انکی بات پر رئید جتنا حیران ہوتا کم تھا۔

مطیبہ نے ایسا کوئی ذکر نہ تو رئید کے ساتھ کیا تھا اور نہ ہی حسن کے ساتھ۔

جی میں مطیبہ کو بتادوں گا" شمیم کو تو اس نے ٹالا مگر مطیبہ سے دو دو ہاتھ کرنے کو وہ" تیار ہو چکا تھا۔بس اب شام کا انتظار تھا۔

شام میں جس وقت وہ گھر واپس آیا مطیبہ لاؤنج میں کوئی کتاب ہاتھ میں لئے صوفے پر دونوں پاؤں ٹکائے پڑھنے میں منہمک تھی۔

رئید کو اندر آتے دیکھ کر سلام کر کے کچن میں جانے لگی۔جب رئید نے اسے اپنے کمرے میں آنے کا حکم صادر کیا۔

پر سوچ انداز لئے وہ اسکے پیچھے آئی۔

دوازہ ہولے سے ناک کیا۔

کم ان کی آواز پر وہ چہرے پر تفکر لئے رئید کے کمرے میں داخل ہوئی۔

رئید سامنے ہی بیڈ پر وائٹ شرٹ اور بلیک پینٹ میں سلیویز کو کہنیوں تک موڑے چہرے پر سخت تاثرات سمیت اسکی آمد کا منتظر تھا۔

بیٹھیں" کمرے میں موجود بین بیگز کی جانب اشارہ کیا۔ "

مطیبہ خاموشی سے ان میں سے ایک پر ٹک گئی۔

آپ نے شمیم آنٹی کو اپنا گھر بیچنے کا کیوں کہا؟"رئید بغیر کسی تمہید کے اس سے باز"
پرس کرنے لگا۔

میں اگر آپکے گھر میں رہتی ہوں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ اپنے ہر فعل کی آپکے"
سامنے جوابدہ ہوں"مطیبہ نے چندپل سوچ کر سرد لہجے میں جواب دیا۔

آپ میری بیوی ہیں۔۔اور ہر بیوی اپنے شوہر کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے"رئید نے"
اسے گھورا۔

میں آپکی بیوی نہیں۔منکوحہ ہوں۔اور وہ بھی مجبوری کی۔۔۔مجھے اپنی آئندہ زندگی"
کے لئے بہت کچھ سوچنا ہے۔ساری زندگی آپکے در پر پڑی نہیں رہوں گی۔اسی لئے
مجھے کچھ پیسوں کی ضرورت تھی اور میں نے وہ گھر بیچنے کا کہا۔اس سے زیادہ بتانے کی
میں پابند نہیں"مطیبہ کے کورے جواب پر وہ گنگ رہ گیا۔

کیا بات ہے آپکی۔۔۔فی الحال آپ میرے گھر اور میری چاردیواری میں رہتے ہوئے"
میری پابند ہیں۔آپ کو پیسے چاہیئے تھے آپ مجھے بتاتیں۔۔
مگر یوں گھر بیچنے کی تک نہیں تھی۔اور چلیں اگر بیچ لیا ہے تو وہ ویسے آپ اپنے اکاؤنٹ
میں رقم جمع کرلیں۔آپکی جتنی ضرورت ہے اسکے لئے میں آپکو پیسے دے دیتا ہوں"

رئید کی بات پر اس کا دل کیا اسے جھنجھوڑ کر رکھ دے۔وہ کیوں اسے اپنے احسانوں تلے دبا کر رکھنا چاہتا تھا۔

مجھے آپکے پیسوں کی ضرورت نہیں۔۔۔پڑھی لکھی ہوں جاب کرسکتی ہوں۔اور" بہت جلد میں ایسا کروں گی۔میں مزید اس گھر میں نہیں رہ سکتی۔جتنا آپ کو تنگ کرنا تھا کر لیا۔

میرے خیال میں اب ہمارے راستے الگ الگ ہیں" وہ جو اس موضوع پر اس سے دوبدو بات نہیں کرنا چاہتی تھی رئید کی وہی رٹ دیکھ کر کچھ سوچتی اسے آگاہ کرنے لگی۔

مگر میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔آپ کو جتنا وقت چاہیئے اس رشتے کو قبول" کرنے کے لئے آپ لے لیں۔مگر میں آپ کو اپنی زندگی سے ہرگز بے دخل نہیں کروں گا" رئید نے اپنا فیصلہ سنایا۔

مگر میں دوسری بیوی بن کر نہیں رہنا چاہتی۔مجھے آپ اپنا پابند کررہے ہیں آپ نے" کیا مجھے بتانے کی ضرورت محسوس کی کہ آپکی پہلے سے ایک بیوی ہے۔میں غاصب نہیں ہوں۔

آپکا یہ احسان ساری زندگی یاد رکھوں گی جو آپ نے مجھ پر کیا۔مگر میں کسی کا حق نہیں

مار سکتی "آخر وہ زبان پر شکوہ لے آئی۔

وہ سب ایسے نہیں ہے جیسے آپ سمجھ رہی ہو۔اگر ٹھنڈے دماغ سے بات سنو گی تو"

میں سب حقیقت بتادوں گا۔ لیکن پہلے اپنے دماغ سے یہ احسان والا بھوت اتارو "رئید

بھی کچھ فیصلہ کر کے اسے ٹوک گیا۔

احسان نہیں تو پھر کیا ہے ہمارے بیچ۔۔"مطیبہ غصے سے بولی۔ "

محبت "رئید نے ایک ہی لفظ میں جواب دے کر بات ہی ختم کر دی۔ "

ہا۔۔۔۔"مطیبہ نے کندھے اچکا کر نفی میں سر ہلایا۔ "

میرے خیال مین آپ کے لئے اتنا کچھ میں نے احسان کے چکروں میں نہیں کیا۔"

اور نہ ہی کوئی کر سکتا ہے۔ہاں مگر جو ایک جذبہ اس سب کے پیچھے ہے وہ محبت ہی۔

میں بہتر انداز میں یہ اعتراف کرنا چاہتا تھا۔

لیکن لگتا ہے میری طرح آپ کو بھی نارمل چیزیں پسند نہیں تو یہ ابنارمل اعتراف ہی

صحیح "رئید کا مسکراتا لہجہ اسے اور غصہ دلا گیا۔

کسی کے ساتھ چند دن رہ لینے سے محبت نہیں ہوتی۔اس طرح تو ہمیں جانوروں سے "

بھی محبت اور انسیت ہو جاتی ہے۔"مطیبہ نے اپنی جانب سے بہت پائیدار جواز

ڈھونڈا۔

بالکل ہوتی ہے۔۔ مگر انسان اور جانور کی محبت اور اسکے تقاضے الگ ہوتے ہیں "رئید"
کی ذو معنی بات پر مطیبہ کا دل دھڑکا۔

لیکن میں اس سب کو نہیں مانتی۔پلیز۔۔ میں مزید آپکے ساتھ نہیں رہ سکتی "مطیبہ"
نے بے چارگی سے کہا۔

اور میں بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گی "رئید کی
بات پر وہ استہزائیہ مسکرائی۔

دیکھا ہمدردی کے تعلق کو آپ محبت کا نام دے رہے ہیں۔یہی سوچ رہے ہیں کہ "
میں اکیلی اور لاوارث ہوں۔۔اسی لئے آپ مجھے چھوڑ نہیں سکتے۔آپ مجبور ہیں مجھے
ساتھ رکھنے میں "وہ اسکی بات کو کوئی اور ہی رنگ دے گئی۔

آپکی اس خود ساختہ انا کا کچھ نہیں کیا جا سکتا۔میں زبردستی کرنے والوں میں سے "
نہیں۔مگر مجھے لگتا ہے کہ آپ سیدھی بات سمجھتی نہیں ہیں۔

خیر اس پر پھر کسی دن تفصیل سے بات کریں گے۔فی الحال آپ کو اگر گھر بیچنے کا دھن
سوار ہو چکا ہے تو اسے بیچ کر اپنے اکاؤنٹ میں جمع کریں۔اور یہ چیک رکھیں۔اس سے
زیادہ بھی چاہیئے ہوں تو بنا کسی جھجھک کے کہہ دینا "اسکی باتیں ہوا میں اڑاتے رئید نے
دو لاکھ کا چیک کاٹ کر دیا۔

اور ٹھنڈے دماغ سے اس رشتے کو سوچیں۔اسکی حقیقتوں کو جانیں تو یقین کریں"

آپ کو ہر چیز صحیح لگے گی۔اور شاید میری محبت پر یقین بھی آجائے"رئید اپنی جگہ سے

اٹھ کر اسکے قریب آیا چیک اسکے پاس پڑی ٹیبل پر رکھ کر مڑا اور واش روم میں چلا

گیا۔

مطیبہ نے ایک غصیلی نگاہ اسکی پشت پر ڈالی۔

جیسے ہی وہ واش روم میں بند ہوا۔

مطیبہ نے چیک اٹھا کر اسکی رائیٹنگ ٹیبل کی دراز میں رکھا۔

اور انتہائی طیش کے عالم میں اسکے کمرے سے باہر نکلی۔

دو دن بڑے پر سکون گزرے۔رئید کا یہی خیال تھا کہ مطیبہ کو بات سمجھ آگئی ہے اور

اب وہ واویلا نہیں کرے گی۔لہذا وہ بھی ریلیکس ہو گیا۔

اس دن وہ جلدی واپس آگیا خیال یہی تھا کہ مطیبہ کو باہر کہیں گھمانے لے جائے گا۔اور

کچھ شاپنگ کروا دے گا۔

گھر آتے ہی وہ لاؤنج اور کچن مین نظر نہیں آئی۔کیونکہ عموماوہ کچن میں ہی ہوتی تھی۔

سلمان جوس بناؤ" رئید نے اونچی آواز میں کہا خیال یہی تھا کہ وہ شاید اپنے کمرے" میں ہو اور اس کی آواز سن کر باہر آجائے گی۔

جی بھائی جی" سلمان بوتل کے جن کی طرح کچن کے دروازے میں جھلک دکھا کر" واپس مڑ گیا۔

رئید کپڑے بدلنے کمرے میں گیا۔

واش روم سے باہر آتے ایک چٹ اسے اپنی ٹیبل پر پڑی نظر آئی۔

آگے بڑھ کر اسے کھولا تو وہ ایک خط تھا۔

میں نے بہت سوچا مگر ہر بار مجھے یہی لگا کہ ہمارا رشتہ چل نہیں پائے گا۔ مجھے نہیں" معلوم آپکی پہلی بیوی کون ہے۔ آپ کو تو اسکے جذبات کا احساس نہیں ہاں مگر میں کسی معصوم کی بددعائیں نہیں سمیٹ سکتی۔ پتہ نہیں آپکی فیملی میں سے کسی نے بھی مجھے یہ کیوں نہیں بتایا کہ آپ پہلے سے شادی شدہ ہیں۔ اس سب ڈرامے کی پیچھے کیا وجہ تھی مجھے اب تک اسکی سمجھ نہیں آئی۔

آپ طلاق کے پیپرز سمیر بھائی کو دے دیجئے گا میں ان سے لے لوں گی۔

مگر اب میں دوبارہ کبھی آپکے سامنے نہیں آنا چاہتی۔ کاش مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ میں کسی کے دوسرے نکاح کا حصہ بن رہی ہوں تو یہ کبھی نہ ہونے دیتی۔

آپکے جو بھی ایشوز ہیں اپنی بیوی سے حل کر لیں اور اسی کے ساتھ زندگی گزاریں۔۔۔یہ صرف ایک وقتی جذبہ ہے جو آپ کو میرے لئے محسوس ہو رہا ہے۔

میں منظر سے غائب ہو گئی ہوں۔۔

چند دن بعد جس کشش کو آپ محبت کا نام دے رہے ہیں وہ بھی ختم ہو جائے گی۔۔

اللہ حافظ "مطیبہ کے خط کو پڑھ کر رئید نے بے بسی کے احساس سے ہاتھ بالوں میں پھیرا۔

فوراً فون اٹھا کر اسکا نمبر ڈائیل کیا۔جو کہ بند تھا۔

رئید نے غصے میں موبائل بیڈ پر پھینکا۔

اسی اثناء میں سلمان جوس کا گلاس لے کر آگیا۔

مطیبہ۔۔۔مطیبہ کس وقت گھر سے گئی تھی"رئید کو سمجھ نہ آیا کیسے سلمان سے " پوچھے۔

سر جی وہ تو آپکے آفس جانے کے کچھ دیر بعد ہی چلی گئیں تھیں "سلمان نے گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا۔

پر وہ کس کزن کے گھر گئی ہیں۔ایک چھوٹا سا بیگ تھا ہاتھ میں پر کہہ رہی تھیں۔ابھی" کچھ دن وہیں رہوں گی۔شاید دو تین ہفتوں تک۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر جب بی بی بر کتے نے اسکے کمرے کی صفائی کی اور انکے کپڑے استری کر کے الماری میں رکھے تو کہنے لگی دو سوٹوں کے علاوہ بھابھی اپنے سب کپڑے یہیں چھوڑ گئی ہیں" سلمان کے تفصیلی جواب پر وہ ہاتھ میں تھاما کاغذ مٹھی میں سختی سے بند کر گیا۔

مطیبہ پر سخت غصہ آ رہا تھا۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔ہاں وہ ابھی کچھ دن وہیں رہے گی۔اسکی کسی رشتے دار کی طبیعت" ٹھیک نہیں ہے" رئید نے جلدی سے سلمان کو ٹالا۔

اچھا" وہ سر ہلا کر باہر چلا گیا۔ "

مطیبہ کیا بے وقوفی کر رہی ہو۔مجھے کچھ کہنے کا موقع تو دیتیں" وہ اسکے ہیولے سے " مخاطب ہوا۔

یکدم کچھ یاد آنے پر منزہ کو فون کیا۔

ہیلو جی بھائی کیسے ہیں۔۔مطیبہ کیسی ہے" اسکے پہلے سوال پر ہی رئید مایوس ہوا۔"

اس کا مطلب تھا وہ شمس کے گھر نہیں تھی۔

ہاں ہم ٹھیک ہیں۔سوچا بہت دنوں سے تم سے بات نہیں ہوئی تو آج فون کر لوں""" رئید نے بات بنائی۔

پھر چند باتیں کرنے کے بعد شمیم کو فون ملایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہاں بھی وہی حالات تھے وہ بھی لا علم تھیں۔

رئید نے کچھ سوچ کر مشال کو فون ملایا۔امید تھی یہ بھی بے کار ہے۔ مگر پتہ نہیں ایک موہوم سی امید تھی شاید یہ کچھ جانتی ہو۔

مگر پھر خیال آیا اگر اسے معلوم ہوتا تو یہ ضرور بتاتی۔

فون کی بیل ایک تواتر سے ہوتی رہی۔ مگر دوسری جانب بھی خاموشی تھی۔

رئید نے ایک بار پوری بیلیں بجنے کے بعد دوبارہ کیا۔

اب کی بار تیسری بیل پر فون اٹھالیا گیا۔

السلام علیکم۔۔ کیسے ہیں بھائی"مشال نے بے حد سنبھل کر فون اٹھایا تھا۔ "

سامنے بیٹھی مطیبہ کو گھوراجو لاپرواہ سی بیٹھی تھی۔

کیسی ہو"رئید نے مروتاحال پوچھا۔ "

بالکل ٹھیک آپ سنائیں"مشال بشاش لہجے میں بولی۔ "

میں بھی ٹھیک ہوں۔ مطیبہ تمہاری طرف آئی ہے"رئید نے اپنا لہجہ حتی المقدور سرسری رکھا۔

نہیں کیوں اس نے آنا تھا کیا یہاں ؟"مشال نے الٹا اس سے سوال کیا۔ "

ہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔ وہ شاید آنے کا کچھ کہہ رہی تھی"رئید کی یہ آخری امید بھی دم توڑ"

گئ۔

کیاہواسب خیر توہے"مشال نے فکر مند لہجہ اپنایا۔ "

ہاں ہاں۔۔اچھاکوئ آگیاہے مین بعد میں کال کرتاہوں"رئید نے فورا بات بناکر" فون بند کیا۔

پریشان سابیڈ پر بیٹھ گیا۔

آخروہ کہاں جاسکتی ہے یہی سوچ اسے پریشان کر گئ۔

کچھ سوچ کر حسن کے ایک دوست کو کال کی جو گرلز ہاسٹل کا ڈیٹار کھتے تھے۔

ہیلوانکل۔۔ایک کام ہے آپ سے"سلام دعاکے بعد وہ فوراکام کی بات پر آیا۔ "

جی جی بیٹا۔۔کہیں میں حاضر ہوں"شوکت حسن کے حوالے سے رئید کو حسن کے" حوالے سے بہت عزت دیتے تھے۔

انکل کسی جاننے والی کی بیٹی ہیں انکے بارے میں پتہ کرناتھا۔"رئید نے بات بنائ۔ "

جی جی بیٹا۔۔نام بتادیں میں پتہ کروادیتاہوں"انہوں نے فوراہامی بھری۔ "

رئید کی شرافت سے وہ اچھی طرح سے واقف تھے اسی لئے انہیں کسی قسم کی غلط بات کاشک نہیں تھا۔

رئید نے مطیبہ کانام درج کروایا۔

ٹھیک ہے مجھے دو دن دو میں پتہ کروا دیتا ہوں "انہوں نے فورا ہامی بھری۔ "

جی جی انکل ضرور "رئید نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "

اپنا خیال رکھیئے گا اللہ حافظ "رئید نے فون بند کیا۔ "

ڈھونڈ تو میں نکالوں گا "رئید کے چہرے پر سختی در آئی۔ "

تمہیں شرم نہیں آتی بھائی اتنے پریشان لگ رہے تھے "مشال نے فون بند ہوتے ہی" مطیبہ کو لتاڑا۔

ظاہر ہے حسن انکل اور باقی سب پوچھیں گے تو وہ انہیں کیا جواب دیں گے۔ یہ" پریشانی تو بندے کو آتی ہی ہے "مطیبہ نے پروں پر پانی نہیں پڑھنے دیا۔

رئید بھائی۔۔ پتہ نہیں تم جیسی بے حس سے کیوں محبت کر بیٹھے "مشال نے ایک بار" پھر اسے غصے سے گھورا۔

تم ان حالات سے نہیں گزری ہو جن سے میں گزری ہوں۔ ایک بالکل انجان" شخص سے تمہارا کسی مجبور حالات میں نکاح کر دیا جائے تو مجھے بتاؤ کیا تم اس نکاح کی خوبصورتی کو محسوس کر پاؤ گی "مطیبہ صوفے سے اٹھ کر اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

ہاں اگر مجھے سمجھ آرہا ہو کہ وہ شخص مجھ سے محبت کرنے لگا ہے تو میں ضرور اسکے" ساتھ زندگی گزارنے پر تیار ہو جاؤں گی" مثال نے اپنا نقطہ نظر بتایا۔

تم صرف جذباتی ہو کر ایسا کہہ رہی ہو۔یقین کرو۔۔ غربت۔۔ مجبوری۔۔ کلاس" ڈیفرنس۔۔ شخصیتوں کا فرق یہ وہ سب وجوہات ہیں جو مجھے دن رات ناگ کی طرح ڈستی ہیں۔اور میں۔۔ میں ان سے علیحدگی کے لئے تیار ہو گئ۔۔۔

اور پھر انکی بیوی۔۔ سب سے بڑی وجہ۔۔کیا اس لڑکی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی۔ مجھے یقین ہے اسے رئید اور میرے نکاح کا پتہ ہی نہیں ہو گا۔" مطیبہ پرت در پرت اسکے سامنے کھل رہی تھی۔

مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ تم میں سے کسی نے مجھے نہیں بتایا کہ رئید پہلے سے" شادی شدہ ہیں۔اف مجھے اتنی شرمندگی محسوس ہوتی ہے کہ میں کسی کے حق پر ڈاکہ ڈالنے والی تھی۔کسی کی محبت کا بٹوارہ کرنے والی تھی" مطیبہ کے چہرے سے اسکے اندرونی خلفشار کا بہت اچھے سے اندازہ ہو رہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے مطیبہ تم غلط سمجھ رہی ہو رئید بھائی کو اور۔۔۔"

پلیز مثال وہ تمہارے کزن ہیں۔اور تم انکے بے حد کلوز ہو۔۔یقیناً انکی حمایت ہی" کرو گی۔خیر مجھے تم ہاسٹل چھوڑ دو بس۔۔یہ آخری احسان ہو گا تمہارا مجھ پر" اپنا بیگ

www.neweramagazine.com

اٹھاتے وہ اسے کچھ بھی اور کہنے کا موقع دیتی چل پڑی۔

دو کی بجائے تین دن گزر چکے تھے۔شوکت نے ابھی تک رئید کو پتہ کر کے نہیں بتایا تھا۔

اب رئید کی تشویش میں اضافہ ہو رہا تھا۔

آفس کی کسی میٹنگ میں جانا تھا اور اس کا بالکل بھی موڈ نہیں تھا۔

مارے باندھے میٹنگ کر کے جیسے ہی واپس آیا موبائل پر شوکت کی لاتعداد کالز دیکھ کر چونکا۔

فوراان کا نمبر ملایا۔

السلام علیکم کیسے ہیں انکل "رئید خوشگوار لہجے مین بولا۔ "

دل مسلسل ایک ہی راگ الاپ رہا تھا۔اے کاش اس بے وقوف لڑکی کا پتہ چل جائے۔

بیٹے آپ نے جس بچی کا نام بتایا تھا۔۔ایک ہاسٹل میں اسی نام کی بچی تین دن پہلے ہی "

ایڈمیشن کروا کر آئی ہے "انکی بات سنتے ہی رئید کو لگا اسکی آدھی پریشانی ختم ہو گئی۔

ٹھیک ہے آپ ہاسٹل کا ایڈریس مجھے سینڈ کر دیں موبائل پر۔۔بہت بہت شکریہ """"

رئید تشکر آمیز لہجے میں بولا۔

ارے کوئی بات نہین بیٹا" وہ محبت سے بولے۔ "

فون بند کر کے رئید نے موبائل ہاتھ میں تھامے تھامے ہی ٹھوڑی کے نیچے رکھا۔

بالآخر ڈھونڈ ہی لیا" تین دن بعد اسکے چہرے پر مسکراہٹ دوڑی تھی۔ "

نماز پڑھ کر وہ فارغ ہوئی دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھائے تو نجانے کہاں سے دو بھولے

بسرے آنسو آنکھوں کے کناروں پر آٹھہرے۔

آنکھیں بند کیں تو کوئی بڑے تمتراک سے آنکھوں کے پردے پر اپنی جاندار

مسکراہٹ سمیت چھن سے وارد ہوا۔

مطیبہ نے آنکھیں کھول کر ہاتھوں پر چہرہ جھکا لیا۔

یا اللہ میں جب سے اس کا گھر چھوڑ کر آئی ہوں۔ خود کو بہلانے کی پوری کوشش "

کر رہی ہوں کہ وہ شخص میرا نہیں اور اتنی ہی شدت سے میرا دل اسکی جانب ہمک رہا

ہے۔۔

میں۔۔۔ مج۔۔ مجھے لگ رہا ہے میں اسکے عشق میں ہار گئی ہوں۔ میں جو اس سے

محبت تک نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اٹھتے بیٹھتے۔۔ دن رات کے کسی لمحے میں وہ میری

یادوں سے جاتا ہی نہیں۔۔۔

اے اللہ میرے دل کو اسکے بغیر قرار دے دیں۔جب وہ میرا ہے ہی نہیں تو میرا دل اس حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کرتا۔۔۔کیوں یہ مجھے عاجز کئے رکھتا ہے" وہ سجدے میں گری کتنی ہی دیر اللہ کو اپنے دل کا حال سناتی رہی روتی رہی۔

وہ اسی حالت میں نجانے اور کتنی دیر رہتی جب اسکے کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔

مطیبہ آنسو صاف کرتی جلدی سے جاء نماز سے اٹھی۔

آجاؤ" بھرائی آواز میں اندر آنے کا کہا۔ "

باجی جی۔۔آپکو بڑی باجی بلا رہی ہیں "کام کرنے والی ایک لڑکی وارڈن کا پیغام لے کر" آئی۔

اچھا میں آرہی ہوں "مطیبہ سر ہلا کر بولی۔ "

جاء نماز تہہ کی۔دوپٹہ شانوں پر پھیلاتی اپنے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اتری۔

سامنے ہی وارڈن کا آفس تھا۔

ناک کرکے جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ کر پتھرا گئی۔

ارے آؤ آؤ بیٹا" وارڈن بے حد شیریں لہجے میں مخاطب ہوئیں۔ "

بلیو جینز اور رسٹ کلر کی ٹی شرٹ پہنے وہ کوئی اور نہیں رئید تھا۔

ہیزل آنکھیں مطیبہ کے چہرے پر گاڑھے ہوئے تھا۔

جو ششدر اسے دیکھ رہی تھی۔

اپنی متوحش حالت کا احساس ہوتے ہی جلدی سے نظریں اس پر سے پھیریں۔

تم نے بتایا ہی نہیں کہ تم میریڈ ہو" وارڈن نے شکوہ کیا۔ "

آپ دونوں باتیں کریں میں ابھی آتی ہوں" وارڈن کو ان دونوں کے انداز کچھ "
عجیب سے لگے۔

مطیبہ کے چہرے پر موجود نا فہم تاثرات اور رئید کی خشمگیں نظریں اسے کچھ عجیب سی
لگیں اسی لئے اس نے دونوں کے درمیان سے نکل جانا بہتر سمجھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطیبہ خاموشی سے ایک جانب ہو گئی۔

وارڈن کے باہر جاتے ہی رئید اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ روی سے چلتا اسکے مدمقابل آیا
جو نظریں نیچے زمین پر گاڑھے کھڑی تھی۔

آپ نے کیا سمجھا تھا کہیں بھی چھپ جاؤ گی۔۔" رئید کی طنز میں لپٹی آواز پر مطیبہ کی "
ریڑھ کی ہڈی سنسنا گئی۔

آ۔۔۔آپ کو کس نے بتایا ہے میرے یہاں آنے کا" مطیبہ نے ہمت کر کے سر اٹھا "
کر مضبوط لہجے میں اس سے استفسار کیا۔

مجھے کسی کے آسروں کی ضرورت نہیں۔۔ میرے اپنے بہت سے سورسز ہیں۔۔۔"

مشال نے تو میرے ساتھ دشمنی کی ہی ہے مگر سب سے بڑی دشمنی آپ نے کی

ہے"رئید نے اسے باور کروایا کہ وہ جان چکا ہے کہ مشال نے اس کا ساتھ دیا۔

مطیبہ مشال سے دل ہی دل میں بدگمان ہوئی۔

مشال سے بدگمان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔اس نے آپکے ساتھ بڑی پکی دوستی"

نبھائی ہے۔ میں نے کسی اور سورس سے پتہ کروایا ہے"رئید اسکے تاثرات سے ہمیشہ

کی طرح اسکے اندر کا حال جان گیا۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی میرے خیال میں میرا وہ خط کافی تھا۔ مجھے بس"

آپکے ساتھ نہین رہنا۔"مطیبہ نے پھر ضدی لہجے میں کہا۔

آپ کو میں نے کہا تھا کہ ہم اس سب کو کچھ دنوں بعد ڈسکس کریں گے۔ لیکن آپ"

کی عقل شریف میں بہت سی باتیں سماتی نہیں ہیں۔"رئید پر تاسف لہجے میں بولا۔

مجھے کسی بھی بارے میں کچھ نہیں سننا آپ پلیز یہاں سے تشریف لے جائیں""""

مطیبہ کاٹ دار لہجے میں بولی۔

اب کی بار رئید کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔اور وہ جو انتہائی نرم خو تھا

اس وقت شدید طیش میں آ چکا تھا۔

مطیبہ کو کندھوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

گرفت انتہائی سخت تھی۔

وہ ڈر ہی تو گئی۔

"اتنی بے قدری لڑکی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔کیوں نہیں مان لیتی ہو کہ مجھ سے محبت ہو چکی ہے۔آپکی آنکھیں۔۔آپکا ایک ایک انداز اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محبت کے پھول اس دل میں بھی کھل چکے ہیں۔انہیں نوچنے پر کیوں تلی ہو" رئید کا گمبھیر مگر سخت لہجہ اور پھر اس پر مطیبہ کی ذات کے یہ انکشافات۔۔۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی تو اللہ کے سامنے اعتراف کر چکی تھی اس سے محبت کا۔

اب یوں پھر سے وہ سب سوئے جذبات جگانے پر وہ بے بسی کی انتہا کو چھو گئی۔۔آنسو تواتر سے اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔۔

"کیوں کروں میں محبت کا اعتراف آپ نے مجھے دھوکے میں رکھا۔آپکی زندگی میں کوئی اور بھی ہے۔۔۔میں ایسے کسی دل میں اپنی جگہ نہیں بنانا چاہتی جہاں پہلے سے کسی کا راج ہو۔

مجھے جگہ نہیں بنانی مجھے راج کرنا ہے۔۔۔" اسکی معصوم سی خواہش اور اس پر اتنا ہٹ دھرم اعتراف رئید کے غصے کو جھاگ کی طرح بٹھا گیا۔

رئید کی گرفت نرم ہوئی مگر ختم نہیں۔

تو میری جان آپکا ہی راج ہے۔ میری پہلی بیوی نہیں صرف منکوحہ تھی۔ مشال کی"

بڑی بہن۔ مجھے نہیں معلوم وہ کب مجھے پسند کرنے لگی۔

اسے کچھ سال پہلے کینسر ڈائیگنوز ہوا تھا۔ آخری اسٹیج تھی ڈاکٹر نے چند ماہ کا وقت

بتایا۔

تب تب اس نے مشال اور باقی گھر والوں کے سامنے یہ انکشاف کیا کہ وہ مرتے وقت

میرے نام سے مرنا چاہتی ہے۔

میری بہت اچھی دوست تھی مجھے کبھی اس نے احساس نہیں ہونے دیا تھا۔

بس اسکی آخری خواہش پوری کرنے کے لئے میں نے اس سے نکاح کیا تھا۔۔ صرف

نکاح۔۔ بیوی نہیں بنایا تھا۔ اسکے لئے یہ اطمینان ہی بہت تھا کہ وہ میرے نام سے اس

دنیا سے گئی۔

اگر میرا نام کسی کے کام آگیا تو اس میں کیا برائی تھی۔

میری اس سے انسیت صرف انسانیت اور ایک دوست تک تھی۔ یہ بات اتنی

امپورٹنٹ نہیں تھی کہ میں نکاح سے پہلے آپ سے ڈسکس کرتا۔۔ جب میرے دل

اور دماغ میں وہ کہیں تھی ہی نہیں تو میں آپ سے کیوں اسکے بارے میں بات

کرتا۔" رئید نے آخر کار اس حقیقت پر سے پردہ اٹھا ہی دیا جو مطیبہ کو بے چین کیئے ہوئے تھی۔

میری پہلی اور آخری بیوی صرف آپ ہو اور رہو گی" رئید نے اپنی محبت پاش نظریں اسکے چہرے کے ایک ایک نقش پر اٹکائیں۔

اور اگر یہ ہمدردی کا بخار بعد میں بھی رہا تو کیا آپ نکاح کرتے جائیں گے "مطیبہ کا لہجہ اب بھی خفا تھا۔ رئید اسکے منہ پھلا کر ایک نیا شکوہ نکالنے پر قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکا۔

نہیں جناب میں لڑکیوں کو کہوں گا اب میں پورے کا پورے ایک ہی بندی کا ہوں۔" سواب کسی اور کو تلاش کریں۔۔۔۔ یار۔۔ سب لڑکیوں میں جیلسی کا یہ مادہ اسی طرح کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے" رئید نفی میں سر ہلاتے بمشکل مسکراہٹ روک کر بولا۔

آپکو کیا پتہ مجھے یہ بات کتنی بری طرح کھل رہی تھی کہ ایک تو مجبوری میں مجھ سے " نکاح ہوا وہ بھی دوسرا۔ اور اس پر محبت کا اعتراف بھی دھڑلے سے ہو رہا ہے "مطیبہ کی باتیں رئید کو مسلسل مسکراتے رہنے پر مجبور کر رہی تھیں۔ پہلی بار تو وہ اپنے دل کی باتیں کر رہی تھی۔ رئید کا بس نہیں چل رہا تھا کتنی محبتیں اس پر نچھاور کر دیتا۔ محبت سے اسے خود میں سمویا۔

میں سمجھا تھا کہ میری محبت دیکھنے کے بعد اتنی عقل آجائے گی کہ پہلی جو کوئی بھی" تھی۔اب تو صرف آپ ہی آپ ہو۔۔لیکن نہیں۔۔۔آپکی جذباتی۔۔انا اور خودداری والی فطرت نے آپ کو مجھ سے دور کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی"رئید کا لہجہ ہلکی سی خفگی لئے ہوئے تھا۔

مطیبہ خاموش اس کے ساتھ لگی۔بس اسکی موجودگی کا یقین کر رہی تھی۔

I figured it out from black and white

Seconds and hours

Maybe they had to take some time

I know how it goes

I know how it goes from wrong and right

Silence and sound

Did they ever hold each other tight

Like us? Did they ever fight

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Like us?

You and I

We don't wanna be like them

We can make it 'til the end

Nothing can come between

You and I

Saw the mistakes of up and down

Meet in the middle

There's always room for common ground

I see what it's like

I see what it's like for day and night

Never together

'Cause they see things in a different light

Like us, but they never tried

Like us

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس ساتھ لگائے لگائے رئید نے چند لائنیں پڑھیں۔

مطیبہ آنکھیں بن گئے اسکی محبت کی سچائی کو محسوس کر رہی تھی۔

سوری نہیں بولو گی مجھے تین دن مسلسل اس اذیت میں رکھنے کے لئے کہ شاید میں" نے آپ کو کھو دیا ہے "رئید نے اسکی خاموشی کو محسوس کرتے اسے بولنے پر اکسایا۔

کیوں کروں سوری جب مین غلط نہیں تھی۔جو بھی تھا آپ کو پہلے ہی مجھے یہ سب بتا" دینا چاہیئے تھا۔یہ وارننگ ہے کہ اگر آئندہ مجھ سے کوئی بات چھپائی تو میں ہر چیز داؤ پر لگادوں گی "مطیبہ کے ضدی لہجے پر وہ مسکراہٹ دباتا بھنویں اچکا کر اسکے انداز دیکھنے لگا۔جو اسکے کندھے سے سر اٹھائے مزے سے بول رہی تھی۔

یعنی ہر حال میں نقصان میرا ہی کروانا ہے۔۔خیر میرے پاس بھی بہت سی ترکیبیں" ہیں جو آپ کو آئندہ میری زندگی سے نکلنے نہیں دیں گی "رئید کی بات پر اس نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

باقی کی باتیں گھر چل کر نہ کرلیں۔یہ نہ ہو آپکی میڈم نے یہاں کوئی خفیہ کیمرہ لگایا ہو" اور ہمارے ملاپ پر انہیں مفت میں فلم دیکھنے کا موقع مل رہا ہو "رئید کی بات پر اسے اپنی حالت اور جگہ کا اندازہ ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فوراََ فاصلہ پیدا کیا۔

اپنا بیگ لے آؤ۔۔ابھی تو وہ چیک واپس میری دراز میں رکھنے پر بھی لڑائی کرنی" ہے۔"رئید نے اسے تنبیہہ کی مگر یہ پیار بھری دھمکی مطیبہ کو آفس سے نکلتے ہوئے مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

بس کریں رئید اب مجھ میں اور اس خوفناک جگہ پر رہنے کی ہمت نہیں ہے۔ساری" رات ڈرتے ہوئے گزرتی ہے کہ کہیں کوئی شیر آکر ہمیں کھا نہ جائے"دو دن ہو گئے تھے انہیں ان جنگلوں میں۔

رئید نے اپنا وعدہ پورا کیا تھا ہنی مون کسی جنگل میں منانے کا۔بسوں پر خوار ہوتے وہ شمالی علاقہ جات کی خوبصورتیوں سے لطف اندوز ہوتے دو دن سے ان جنگلوں میں رہ رہے تھے۔

میں نے تو ابھی پورا ہفتہ یہاں گزارنا ہے"سامنے آبشار سے بہتے پانی کو دیکھتے وہ" کچھ اور پھیل کر پتھروں پر اسکے قریب ہوا۔

مجھے نہیں رہنا میں بابا سے کہتی ہوں مجھے واپس بلائیں جیسے بھی۔خود ہی رہیں اس" خوفناک جنگل میں"اسکے تنگ ہوتے گھیرے پر اسے گھورتے وہ نروٹھے انداز میں

بولی۔

حسن ان دنوں پاکستان آئے ہوئے تھے۔آہستہ آہستہ اپنا آفس یہاں سیٹ کر رہے تھے۔انکی واپسی پر انہوں نے آخری بار دبئی جانا تھا اور سب وائنڈاپ کر کے چند دنوں میں ہمیشہ کے لئے پاکستان آنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اچھا شوہر کو چھوڑ کر خود جناب واپسی کا سفر کریں گی "رئید نے اسکی ہوا سے باتیں کرتی بالوں کی لٹوں کو محبت سے چھوا۔

کیونکہ مجھے ابھی بہت سارا جینا ہے "وہ اسکے کندھے پر سر ٹکا کر مزے سے بولی۔ "

ابھی تو آپکی محبت کو محسوس کرنا شروع کیا ہے۔۔اب ہی تو مجھے زندگی سے پیار ہوا ہے "مطیبہ اب بلا جھجھک اس سے اظہار کرتی تھی اپنی شدتوں اور محبتوں کا۔

وہ جو یہ سمجھتا تھا کہ یہ انا کی ماری لڑکی انتہائی سخت دل ہے۔

اسکے ساتھ دن رات کا ہر لمحہ گزارنے پر معلوم ہوا وہ بھی اندر سے ویسی ہی نرم خو ہے جیسی اور لڑکیاں ہوتی ہیں۔

آپ میرے سامنے کبھی گھبرائی نہیں "رئید کے سوال پر وہ ہنسی۔ "

بہت بار خاص طور پر آپکی نظروں میں دیکھنے کی مجھ میں کبھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔"

آپ کی نظریں اتنا شور مچاتی ہیں اور ایسے دیکھتی ہیں جیسے اندر باہر کے سب راز جان

www.neweramagazine.com

لیں گی"مطیبہ کھوئے ہوئے انداز میں بولتی جارہی تھی۔

کیا اب بھی؟"رئید کے سوال پر اس نے لمحہ بھر کو اسکی نظروں میں دیکھا "

اب تو اور بھی زیادہ تنگ کرتی ہیں"مطیبہ سر جھکاتے بولی۔ "

اچھا اب بتائیں ہم کل جا رہے ہیں نا یہاں سے"مطیبہ نے پھر سے بات وہیں سے "

شروع کی۔

اچھا یار چلے جائیں گے۔ لیکن جاب شاب والا سین واپسی پر نہیں ہو گا"رئید کی بات"

پر وہ برا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

آپ کی ہی کمپنی جوائن کر لوں گی"وہ لجاجت بھرے انداز میں بولی۔ "

آفس سے آنے کے بعد کی ساری کمپنی میری آپکے لئے ہی ہوتی ہے وہ ہی انجوائے "

کریں"رئید پھر سے شوخ لہجے میں بولا۔

افوہ۔۔۔"مطیبہ کا جاب کرنے کا دل تھا اور رئید اسے کرنے نہیں دے رہا تھا۔ کوئی"

پتہ نہیں تھا جاب ملنے کے بعد اپنے خرچے پانی کے پیسے رئید کو دینے لگ جاتی۔

ابھی اسے اس خودداری کے خول سے باہر آنے کے لئے کچھ وقت چاہیئے تھا۔ اور رئید

کو یہ وقت بہت سوچ سمجھ کر گزارنا تھا۔

کہ اسکی یہ عادت ختم بھی ہو مگر اس سب میں اسے ٹھیس نہ پہنچے۔

میرے بچے آجائیں گے ناآپ کو کمپنی دینے۔۔بس کچھ دیر صبر کرلیں "رئید کو پھر سے پیڑھی سے اترتے دیکھ کر مطیبہ کا دل کیا اپنا سر پیٹ لے۔

وہ اپنی محبت سے اسے اتنا زچ کرتا تھا کہ دھونس جمائے بنا وہ ہر بات منوالیتا تھا۔اور یہی اہمیت اور محبت مطیبہ کو اسکی ہر بات پر سر جھکا دینے پر مجبور کر دیتی تھی۔

مرد کا جو روپ اب اس نے رئید کی صورت میں دیکھا تھا وہ اسے حیران کرنے کے ساتھ ساتھ مطیبہ کو معتبر بناتا تھا۔پھر وہ کیسے اس پیارے شخص کا دل دکھاتی۔اور اسے اب کبھی اس کا دل دکھانا بھی نہیں تھا جہاں صرف اسکا راج تھا

ختم شدہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین